کتاب الصیام
حضرت علامہ مفتی شاہ محمد محمود صاحب الوری مدظلہ العالی
اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ
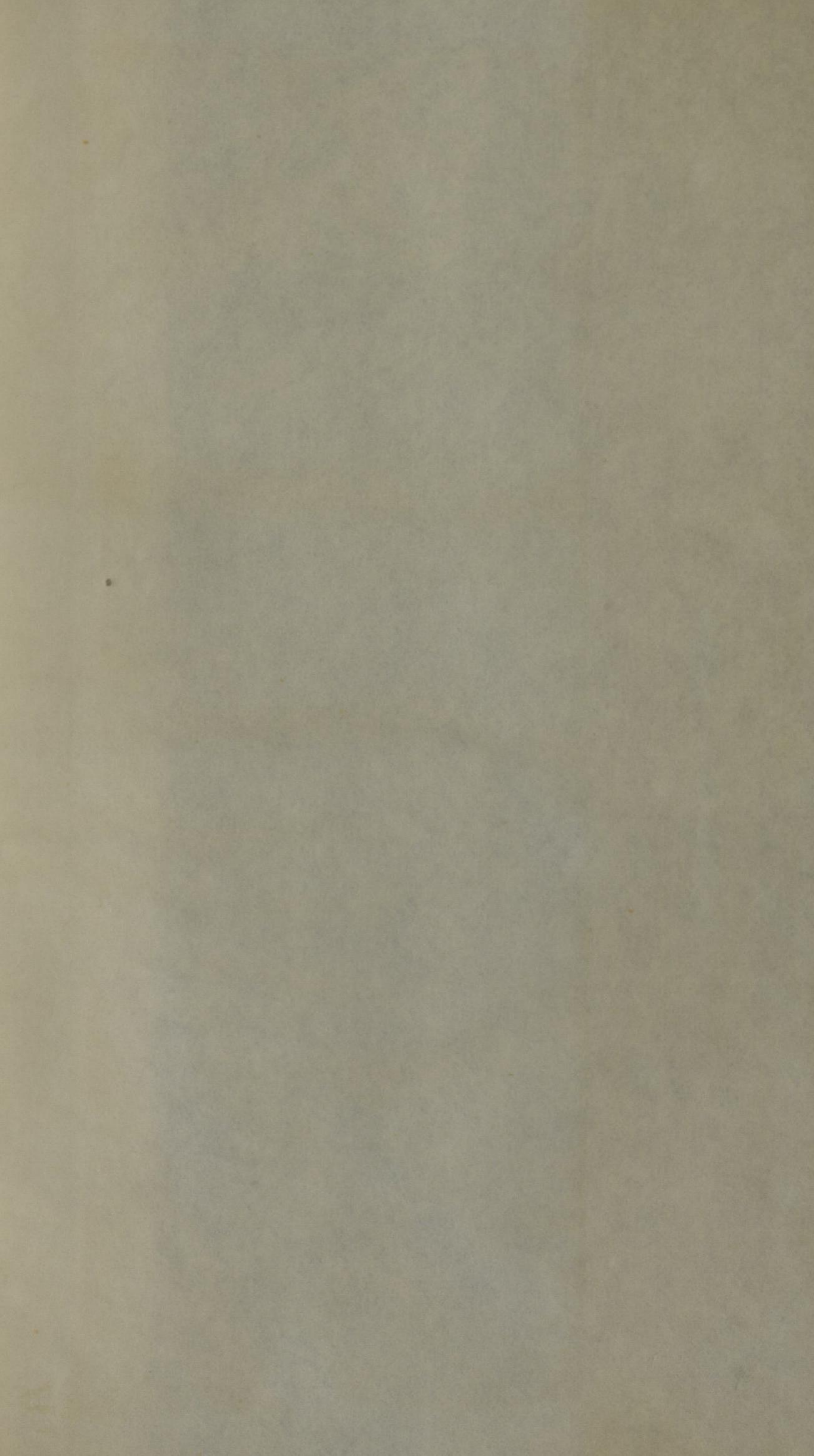
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

کتابُ الصِّیام

رُکنِ دین

حصّہ سوم

جس میں روزہ کی خوبیاں۔ رمضان المبارک اور دُوسرے
مہینے اور دنوں کے روزوں کے فضائل اور مسائل درج ہیں

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمّد محمود صاحب الوری مدظلّہ

خلفِ رشید

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین الحاج حضرت مولانا محمّد رکن الدّین صاحب الوری
نقشبندی، قادری، چشتی، مجددی رحمۃ اللہ علیہ مصنف رسالہ رُکن دین

ناشر

اسلامی کتب خانہ اِقبال روڈ سیالکوٹ
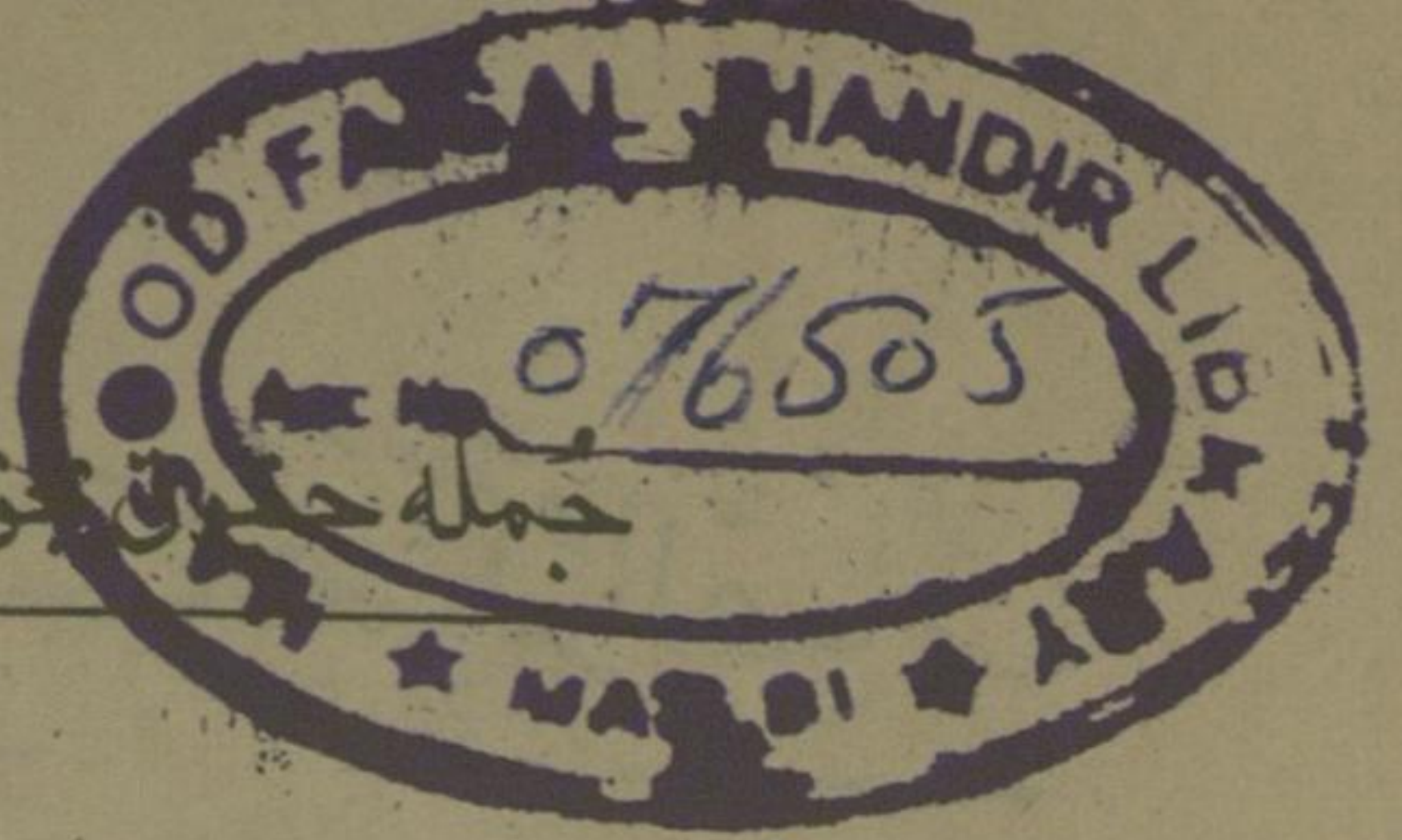
مصنف ______ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد محمود صاحب الوری مدظلہٗ

کاتب ______ جمیل مرزا۔ بی اے

ناشر ______ اسلامی کُتب خانہ۔ اقبال روڈ سیالکوٹ

مطبوعہ ______ آر۔آر پرنٹنگ پریس، لاہور

اشاعتِ ثانی ______ شوال ۱۳۹۷ھ

تعداد ______ ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت ______ ۱۴ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ مجددیہ رکن الاسلام متصل جامع مسجد آزاد میدان ہیرآباد۔ حیدرآباد

۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔اے جناح روڈ کراچی

فہرست کتاب الصیام

رُکنِ دین حِصّہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للهِ الَّذِی ھَدانا اِلَی الصِّیامِ وَجَعَلَهٗ مُنَوِّرًا لِلْقُلُوبِ وَدَافِعًا عَنْهَا الظَّلَامَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الَّذِی ھُوَ سَیِّدُ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِهِ الْکِرَامِ وَاَصْحَابِهِ الْعِظَامِ

احقر محمد محمود عرض پرداز ہے کہ رسالہ رکن دین اپنی مقبولیت اور ہمہ گیر شہرت میں محتاجِ تعارف نہیں اس کو مرشدی مولائی زبدۃ الواصلین قدوۃ السالکین عارف باللہ حضرت مولانا محمد رکن الدین صاحب الوری نور اللہ مرقدہ نے تالیف فرمایا جو احقر کے والد ماجد بھی ہیں اور مُرشدِ طریقت بھی۔ رُکن نماز اور اس کے متعلقات وضو غسل طہارت کے مسائل اور کچھ مجرب اوراد و وظائف میں یہ اُردو زبان کا وہ سب سے پہلا واحد رسالہ ہے جو سوال وجواب کے عام فہم طرز میں شائع ہو کر قبولیت تامہ کے ساتھ منظرِ عام پر آیا۔ حضرت کے زمانہ حیات ہی میں بار بار اس کی طباعت ہوئی پھر بھی اس کی مانگ اور طلب ختم نہ ہوئی تو حضرت نے محسوس فرمایا کہ عوام میں مسائل کی طلب اور تشنگی کس شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے ضرورت ہے کہ زکوٰۃ، روزہ، حج کے مسائل بھی سوال جواب ہی کے عام فہم طریق پر لکھ کر شائع کیے جائیں تاکہ صحیح مسائل سے واقفیت کی بنا پر دیگر ارکانِ اسلام کی ادائیگی میں بھی لوگوں کو کوئی غلطی واقع نہ ہو احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس ضرورت کو تم پورا کرو فقیر اب ضعیف ہو چکا ہے۔ ضعفِ پیری کے سبب نہ اب کتابوں کے دیکھنے کی ہمت ہے نہ لکھنے کی قوت۔ حضرت کا شمار نہ صرف علمار کرام ہی میں تھا بلکہ آپ عارفین واصلین اور اولیار کاملین میں بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں اولیار کرام کی توجہ آخری عمر میں بالکل دُنیا سے اُٹھ جاتی ہے۔ یادِ الٰہی میں استغراق بڑھ جاتا ہے یوں تو تمام عمر حضرت کی ذکر مراقبہ رشد و ہدایت اشاعت

اسلام میں صرف ہوئی مگر عمر کے پچھلے اور آخری حصہ میں شدت کے ساتھ شوقِ لقاءِ رب کا غلبہ رہنے لگا تھا کہ ۱۳۵۵ھ ہجری ماہِ شوال المکرم کی بیسویں تاریخ گزرنے کے بعد اکیسویں شب کو بوقت تہجد محبوبِ حقیقی کے اشتیاق میں اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے حضرت نے وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت کے وصال کے بعد سے ایسے عوائق اور مواقع پیش آگئے کہ تالیف وتصنیف کا کام شروع نہ کر سکا انقلابِ حکومت نے ترکِ وطن پر مجبور کر دیا پاکستان میں پہونچ کر حیدرآباد سندھ میں قیام کیا یہاں آکر وطن کی طرح تفسیرِ قرآن کے بیان کا سلسلہ جاری کر دیا تو اب خیال آیا کہ جو مضامین کہ شب کو سامعین کے سامنے بیان کیے جاتے ہیں اگر اُن فوائد کو قیدِ تحریر میں لے آیا جائے تو ایک مستقل کتاب تفسیرِ قرآن کی شکل میں تیار ہو جاتی ہے چنانچہ تفسیر لکھنے کا کام شروع کر دیا تھا مگر بعض احباب نے فرمایا کہ یہ کام ایک طویل مدت چاہتا ہے اول حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق رسالہ رکنِ دین کے باقی حصص مکمل کر دیے جائیں لہٰذا تفسیر کے کام کو دوسرے وقت پر ملتوی کیا گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی درجہ تمامیت تک پہنچائے اب ماہِ رمضان شریف آچکا تھا تو تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہ سب سے پہلے روزہ کے مسائل پر قلم اُٹھایا اول روزہ کے فضائل اور فوائد لکھے گئے پھر ایک مستقل باب تمام فرض روزوں کے بیان کے لیے معین کیا۔ دوسرا واجب روزوں کے لیے اور تیسرا تمام نفل روزوں کے لیے مقرر کیا جس میں تمام مہینوں اور دنوں کے روزے بھی درج ہیں۔ احقر نے اپنی دانست میں اقسام روزہ میں سے کوئی روزہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ جس کے بیان اور ذکر سے اس کتاب کو زینت نہ دی ہو بعض اوراد و اعمال جن میں روزہ شرط ہے (مثلاً برص کے لیے اور اولاد کے لیے) وہ بھی روزے کے ساتھ درج کر دیے ہیں۔ آخر میں وہ تمام نیک کام بھی تلاش اور تجسسِ بسیار کے بعد جمع کر دیے گئے ہیں کہ جن کے کرنے میں روزوں کا اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے ان حکمی روزوں کو بھی اسی کتاب میں انشاء اللہ آپ ایک جگہ پائیں گے اس کے ضمن میں اور بہت

سے فوائد اور تحقیقات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ بہرحال اس کتاب کے لکھنے میں جو محنت اور سعی احقر نے کی ہے حق تعالیٰ اس کو مقبول اور مشکور فرماکر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے نفع پہونچائے جو صاحب بھی اس کتاب پر عمل کریں وہ احقر کو بھی دعا خیر سے فراموش نہ فرمائیں اور حضرت صاحب قبلہ کو بھی دعائیں یاد فرمائیں کہ جنکی کتاب رکن دین کے سلسلہ میں یہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت احقر کے پیش نظر حسب ذیل کتابیں رہیں تفسیر کبیر۔ تفسیر خازن۔ تفسیر عزیزی۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ مرقات۔ لمعات۔ اشعۃ اللمعات۔ ہدایہ۔ فتح القدیر۔ کفایہ۔ عنایہ۔ تنویر الابصار۔ دُرمختار۔ ردّ المختار۔ فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ بحرالرائق۔ نورالایضاح مراقی الفلاح۔ طحطاوی۔ شرح شرعۃ الاسلام۔ شرح عین العلم وزین الحلم۔ لطائف المعارف۔ اذکار نووی۔ حصن حصین۔ عمل الیوم واللیلۃ۔ لابن السنی۔ الدرّ النظیم۔ مجربات دیربی۔ حیات الصائمین قلمی۔ حرز الامان قلمی۔ ماثبت بالسنۃ یہ ہیں وہ کتابیں جن سے احقر نے خوشہ چینی کی ہے۔ ان کے نام لکھ دیتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو صحت یا زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو اصل کتابوں کو ملاحظہ فرمالیں احقر بشر ہے خطا اور غلطی کا امکان ہے اس لیے صحت و تحقیق کے لیے اصل کتابوں کے نام بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ بہرحال رسالہ رُکنِ دین کے طریق پر بطرز سوال وجواب یہ کتاب پیش کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے۔

هٰهُنَا اَشْرَعُ مُسْتَعِيْنًا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔

روزہ ایک بہت بڑا رُکنِ اسلام ہے

سوال :- کیا روزہ بھی دینِ اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن ہے ؟

جواب :- جی ہاں دینِ اسلام کے ارکان میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے۔ اس سے نفسِ امارہ جو بدی کا حکم دینے والا ہے مغلوب اور زیر ہوتا ہے یہ ابرار اور مقربین کی عبادت اور ریاضت ہے اس کے ذریعہ نیکی اور حسنات کی ملکی قوت پیدا ہوتی ہے خدا کا قُرب اور وصل حاصل ہوتا ہے نہ کھانا نہ پینا یہ اللہ کی صفت ہے پس روزہ دار اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو کر قرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت سے متخلق ہونے والا قرب حاصل کرتا ہے اور محبُوب بنتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے ابراہیم میں علیم ہوں اور ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری صفت پر ہے میرا محبوب ہے روزہ باطن کو منور کرتا ہے اور حضور مع اللہ کے لیے قلب کو فارغ کرتا ہے عفت بخشتا ہے اور عبادت میں حلاوت اور لذت پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ روزہ میں اور بہت سے فوائد ہیں۔

سوال :- آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ روزہ میں بہت سے فوائد ہیں اور بعض لوگ مَعَاذَ اللہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو کچھ نہ ہو گویا اُن کے نزدیک سوائے فاقہ کے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب :- یہ کہنا کہ "روزہ وہ رکھے کہ جس کے یہاں کھانے کو نہ ہو" یہ کلمہ کفر یہ ہے ایسے کہنے والے پر لازم ہے کہ توبہ کر کے تجدیدِ اسلام اور تجدیدِ نکاح کرے یہ احکامِ الٰہی سے استہزا اور مذاق ہے ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے خوب غور سے سنو کہ روزہ میں جسمانی اور روحانی

اور بے شمار اخلاقی اور ایمانی فوائد ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا کرم اور احسان ہے کہ اُس نے روزہ مقرر کر کے ہم کو ان فوائد سے متمتع ہونے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چوپایوں کی طرح نہیں چھوڑا کہ وہ چرنے اور کھانے ہی میں مشغول رہیں بلکہ ان کے کھانے پینے کو بھی تحتِ حکم رکھا جو اس حکم کے خلاف کرتے ہیں وہ بہائم صفت ہیں کہ اپنا مقصدِ زندگی جانوروں کی طرح کھانے پینے کو سمجھتے ہیں (یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ) مگر جانوروں سے مواخذہ نہیں ہوگا اور انسان پر حرام میں عذاب ہے اور مکروہ میں عتاب اور حلال میں طولِ حساب یہ کافر کا نشان ہے کہ حلال اور حرام کی تمیز اُٹھا کر پوری حرص کے ساتھ جانوروں کی طرح کھاتا ہے (وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ)[1] البتہ مسلمان کھانے پینے میں بھی خدا کا محکوم اور عبد ہے اسی عبدیت کا اظہار روزہ کے ذریعہ ہوتا ہے یہی لوگ شرہ حرص سے پاک ہیں۔ جو لوگ مثل بہایم ہیں اُن پر روزہ کا حکم شاق ہے نہ کہ ایمان والوں پر۔ روزہ وہ عبادت ہے جس کو انبیاء کرام اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیحد محبوب رکھا۔

روزہ اور جسمانی صحت اور دیگر فوائد

سوال:۔ کیا روزہ میں علاوہ دیگر فوائد کے جسمانی صحت اور عافیت بھی ہے؟

جواب:۔ روزہ جسمانی صحت و عافیت کی حفاظت کے لیے عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اکثر بیماریاں کھانے پینے کی کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب سے کہ کھانا پینا زیادہ ہو گیا ہے اور کھانے کی اتنی حرص بڑھ گئی کہ لوگ رمضان شریف کے روزہ تک بھی کھا جاتے ہیں تو بیماریاں بھی زیادہ بڑھ گئیں۔ کھانے پینے سے جو فضلاتِ ردِیہ بدن میں پیدا ہوتے ہیں جن سے طرح طرح کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ روزہ ان اخلاطِ فاسدہ اور موادِ ردِیہ کو تحلیل کرتا ہے اور تزکیہ کر کے بدنِ انسانی کو بیماریوں سے

---

[1] اور کافر برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں (پ ۲۶ ع ۶)

محفوظ رکھتا ہے (لِکُلِّ شَیْئٍ زَکوٰۃٌ وَزَکوٰۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ)[1]۔ اس حدیث میں اسی بدنی صحت و عافیت کی طرف اشارہ ہے نیز زکوٰۃ مالی کی طرح یہ زکوٰۃ بدنی بھی موجب اجر ہے۔ محمد بن یمانی نے چھ باتوں کا سوال چھ مقام پر کیا ہر جگہ سے ایک ہی جواب ملا۔ (۱) اطباء سے سوال کیا کہ ایسی چیز بتلاؤ کہ جس میں بدن کی شفاء اور صحت کی حفاظت کے لیے بہترین ضمانت ہو انہوں نے کہا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۲) علماء سے پوچھا حافظہ کی قوت اور یادداشت کے لیے سب سے بہتر چیز بتلاؤ جس سے علوم و فنون محفوظ رہ سکیں فرمایا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۳) زاہدوں سے سوال کیا کہ دنیا کی لذت سے بے رغبتی پر مدد کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۴) حکماء اور عقلاء سے پوچھا کہ جو چیز عقل و فہم کو زیادہ کرے وہ شئے کون سی ہے فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۵) عابدوں سے پوچھا کہ عبادت کی طرف انسان کو مائل کرنیوالی چیز کیا ہے فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۶) سلاطین اور بادشاہوں سے پوچھا کہ وہ عمدہ اور بہتر شئے کیا ہے جو کھانے کو لذیذ سے لذیذ تر بنا دے کہا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ یہ جملہ فوائد سُن کر ابنِ یمانی نے فیصلہ کیا کہ اس بھوک و پیاس کو روزہ جیسی محبوب عبادت کی شکل میں کیوں نہ اختیار کیا جائے تاکہ مذکورہ بالا فوائد کے ساتھ ثواب عبادت بھی حاصل ہو چنانچہ اسی دن سے محمد بن یمانی ہمیشہ روزہ رکھنے لگے اور صائم الدہر ہو گئے۔ اکثر و بیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک میں رہنا پسند کیا حتیٰ کہ شکم مبارک پر پتھر تک باندھے۔ بھوک بڑی دولت ہے روزہ کی روح ہی بھوک ہے تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ بھوک سے رویتِ الٰہی کی سعادت بھی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا (تَجَوَّعْ تَرَانِیْ) بھوکے رہو ہم کو دیکھو گے۔

روزہ اور روحانی قوت و دیگر فوائد

سوال: کیا روزہ میں روحانی قوت

---

[1] ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے ۱۲

زیادہ ہوتی ہے ؟

جواب : جی ہاں اس سے روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے کھانا بھی عجیب چیز ہے جس کے اخذ میں بھی غذا اور ترک میں بھی غذا۔ کھاؤ تو جسم کی غذا ترک کرو تو روح کی غذا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صومِ وصال رکھ کر کئی کئی دن تک مسلسل غذا ترک فرماتے اور ظاہر فرماتے کہ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اس میں اِشارہ اسی روحانی قوت اور غذا کی طرف ہے جو ترکِ غذا میں خدا کی طرف سے حاصل ہوتی ہے اس سے وہ اصل روحانی قوت حاصل ہوتی تھی جو مصدرِ کرامات اور سرچشمہ خوارق عادات ہے مادی غذا سے پُر ہونے والوں کی رُوح بوجھل ہو کر ضعیف ہو جاتی ہے عالمِ لاہوت میں پرواز کی قوت نہیں رہتی اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اوّل مجاہدہ میں ترکِ غذا سے مجھ کو ضعف لاحق ہوا پھر بے حد قوت حاصل ہوئی۔ لہٰذا روزہ انسان میں غیر معمولی روحانی طاقت اور قوت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ روزہ علایقِ بدنی کی کثافتوں سے روح کو پاک کر کے رُوح کو لطیف کرتا ہے۔ لطافت جتنی زیادہ ہو گی قوت بھی زیادہ ہو گی پس روزہ میں لطافت بھی ہے روحانی غذا بھی ہے کشف و کرامات اور عروجِ لامکاں بھی ہے۔

روزہ اور اخلاقی فوائد

سوال : روزہ کے اخلاقی فوائد پر بھی روشنی ڈالیں ؟

جواب : شیطنت بہیمیت اور سبعیت کے غلبہ سے انسان سے ایسے ایسے انسانیت سوز افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں کہ انسانیت بھی چیخ اُٹھتی ہے۔ ان سب بداعمالیوں کا علاج بھی روزہ میں ہے بدی کے غلبہ اور زور کو بھی روزہ ہی توڑتا ہے کیونکہ روزہ کا مقصد شیطنت بہیمیت اور سبعیت کی شدت اور ہیجان کو فرو کر کے

ملکیت کو غلبہ دینا ہے۔

یہ مقصد بھی بھوک سے ہی حاصل ہوتا ہے جس طرح کسی سرکش ہاتھی یا حیوان کو بھوکا رکھ کر رام اور منقاد کیا جاتا ہے اسی طرح انسان کی سرکش قوتوں کو بھی ترکِ طعام وشراب سے کمزور کر کے اللہ تعالےٰ کے حکم کا منقاد اور مطیع بنایا جاتا ہے۔ حقیقت میں روزہ انسانیت پیدا کر کے انسان کو انسان بناتا ہے کس قدر قساوتِ قلبی ہے کہ غربا اور ان کے بچے بھوک میں تڑپ رہے ہوں مگر پیٹ بھرے لوگ اپنا پیسہ لہو ولعب اور سیر وتماشے پر تو خرچ کر دیتے ہیں مگر غربا پر نہیں۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ کبھی بھوکے رہے ہوتے تو بھوک سے تڑپنے والوں کا درد ہوتا۔ اسلام نے روزہ کا حکم دیا کہ امرا بھی بھوک کا مزا چکھیں۔ قوم کی بھوک کی تکلیف کا احساس کر کے اُن کی بے روزگاری دور کرنے کے لیے کارخانے، مِل وغیرہ قائم کریں اور عملی قدم اُٹھائیں پس روزہ انسان کو عملاً ہمدردِ انسان بنا کر انسانیت کا سبق سکھلاتا ہے اور خدا کی اطاعت کا بے پناہ جذبہ پیدا کر کے حیوانی حرص کا قلع قمع کرتا ہے۔ روزہ دار نے عارضی حرام کو دن میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے چھوڑ دیا تو مستقل حرام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیوں نہ چھوڑے گا یہی وجہ ہے کہ روزہ کے احکام کے بعد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ[1] فرما کر تمام باطل طریقے سے کھانا پینا چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ انشاء اللہ روزہ دار کو رشوت، سود، دغا اور فریب سے حاصل کردہ مال کو چھوڑنا بھی سہل ہوگا۔ ان طریقوں سے وہی مال حاصل کرے گا جس میں انسانیت مفقود ہوگی۔ حیوانی حرص کا غلبہ ہوگا۔ اور روزہ دار حیوانیت کے غلبہ کو پہلے ہی توڑ چکا ہے پس روزہ تمام عمدہ اخلاق کی اصل ہے۔ اطاعتِ خداوندی ہمدردی رقت قلبی ایثار وغمگساری تکلیف اور دُکھ میں دوسروں کے شریکِ زندگی رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کو انسانیت کے اعلیٰ اخلاقی فضائل مرحمت کرتا ہے۔ درندگی کی شدت اور

---

[1] آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ ناحق نہ کھاؤ (پ۲ ع ۷)

غلبہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ادنیٰ ادنیٰ مزاج کے خلاف باتوں پر شیطانی پھونک سے انسان غصے اور طیش میں آکر تفریق، قتل و قتال اور جنگ و جدال پر آمادہ ہو جاتا ہے جدھر دیکھئے ہر طرف لڑائی جھگڑا ہے۔ حسد اور رشک میں ایک دوسرے کو کھائے جاتا ہے۔ مگر روزہ انسان کو سبق سکھلاتا ہے کہ جب اللہ کے حکم سے تو نے حلال کھانا روزے میں چھوڑ دیا تو مردم خور کیسے بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش بات منہ سے نکالنے اور گالم گلوچ پر اُتر آنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے روزہ دار کو روکا ہے فرمایا تم سے کوئی جھگڑا کرے تو یہ کہہ کر ختم کر دیا کرو اِنِّی امْرُءٌ صَائِمٌ (بے شک میں ایک روزہ دار انسان ہوں) لڑائی جھگڑے بلکہ ہر قسم کے حیوانی اور سبعی اور شیطانی صفت سے دُور ہوں۔

لاقانونیت کے ذریعہ بھی بہیمیت اور حیوانیت کا اظہار ہوتا ہے اس بہیمیت سے بھی روزہ ہی نجات دلاتا ہے اس لیے کہ جہاں کہیں بھی روزہ دار ہوگا قانونِ اسلام کی پابندی کرتا ہوا کھانے پینے کی کسی چیز کی طرف بھی ہاتھ نہیں بڑھائے گا۔ پس انسان کو مہذب اور قانون کا پابند بھی روزہ ہی بناتا ہے۔ جنسی خواہشات کے غلبہ سے بھی کیسا کچھ انسان شیطان بن جاتا ہے آئے دِن اغوا کے واقعات اخبار میں چھپتے رہتے ہیں۔ فحش مضامین لوگ لکھتے پڑھتے ہیں عُریاں تصاویر شائع کرتے ہیں نامحرم عورتوں کو چھیڑتے ہیں۔ شیطانی اور شہوانی خواہشات کا زور بھی روزہ ہی سے گھٹتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو شادی کی قدرت نہ ہو وہ روزہ رکھے کہ اس سے نظر نیچی ہوتی ہے اور خواہشات پست ہوتی ہیں۔ پس روزہ اخلاق کو پاکیزہ اور چال چلن کو عمدہ بناتا ہے۔

روزہ اور ایمانی فوائد

سوال: روزہ کے ایمانی فوائد اور ثمرات بھی تحریر فرمائیں۔

جواب: مندرجہ ذیل فوائد اور ثمرات ہیں۔

صبر۔ شکر۔ رضا۔ تسلیم۔ تقویٰ۔ اخلاص۔ زہد۔ احسان۔ توجہ الی اللہ۔

یہ ایمانی ثمرات وفوائد روزہ سے علی وجہ الکمال (پورے طور پر) حاصل ہوتے ہیں۔

روزہ اور صبر صبر وہ چیز ہے کہ دُنیا میں جو بھی کامل چیز نظر آتی ہے اس کو یہ کمال صبر کی بدولت حاصل ہوا۔ شاخوں پر پھل صبر نہ کرتے تو کامل اور شیریں نہ ہوتے۔ کاملین اگر مشائخ اور اساتذہ کی صحبت میں محنت اور ریاضت پر صبر نہ کرتے تو کامل نہ ہوتے۔ نیز انسان کو اپنی زندگی کی ہر راہ میں صبر آزما مصائب سے سابقہ پڑتا ہے کامیابی سے وہی شخص ہمکنار ہوتا ہے جو صبر اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عادی ہو۔ پس یہ گراں بہا وصف انسان کو روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر صبر بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) تکالیف پر (۲) عبادت پر۔ (۳) گناہوں کے ترک پر۔ اور یہ تینوں روزہ میں موجود ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلصَّبْرُ ضِیَاءٌ۔ (صبر ایک روشنی ہے)۔ لہٰذا روزہ تینوں اقسام صبر کی مجموعی طاقت کے ساتھ باطن کے لیے قوی روشنی اور ضیاء ہے پھر صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر ہے۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ[1]۔ ان کے لیے معیت کا وعدہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے) صلوٰۃ اور رحمت اور ہدایت کا بھی مژدہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ[2] وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ غرضکہ یہ سب وعدے اور مژدے بفضلہٖ روزہ دار کو حاصل ہیں کیونکہ وہ صابر ہے۔ اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ (صبر اور نماز سے مدد چاہو) کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا کہ صبر سے مراد روزہ ہے حدیث میں ہے وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ۔ (اور وہ (رمضان) صبر کا مہینہ ہے)۔

روزہ اور شکر شکر وہ وصف ہے کہ اللہ تعالےٰ اس وصف سے متصف ہونے والوں کے لیے نعمتوں کی زیادتی کا وعدہ فرماتا ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی تم شکر گزار ہوگے تو ہم تم کو بہت زیادہ دیں گے۔ یہ وصف

---

[1] صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا۔ پ ۲۳ ع ۱۶

[2] یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں پ ۲ ع ۳

بھی عَلیٰ وَجہِ الکمال (پورے طور پر) روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ میں کھانا پینا چھوٹتا ہے قدرِ نعمت زوالِ نعمت کے بعد خوب حاصل ہوتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ افطار کے وقت جب کھانے پینے کی نعمت ملتی ہے تو تمام خوشیوں سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے کہ جس پر بے اختیار صمیمِ قلب کے ساتھ شکر ادا ہوتا ہے۔ پس روزہ شکر کی حقیقی لذت سے آشنا کرتا ہے اور زیادتی اِنعام کا سبب ہے۔

روزہ اور تقویٰ تقویٰ کی صفت سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ[1] یہ وصف بھی روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ دار ہر وقت روزہ شکن چیزوں کو معصیت سمجھ کر اُن کے استعمال سے پرہیز کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا روزہ گناہوں سے بچنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ یہی وہ ایمانی فائدہ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ اس لیے ہے تاکہ تم متقی ہو۔

روزہ اور احسان احسان اُسے کہتے ہیں کہ اس طرح عبادت کرے کہ عبادت میں ہر وقت معبود پیشِ نظر رہے اللہ تعالیٰ اس وصف سے متصف ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[2] پس یہ وصف بھی روزہ سے علے وجہِ الکمال حاصل ہوتا ہے روزہ دار اللہ تعالیٰ کے خوف سے مخفی مقام پر بھی روزہ نہیں توڑتا کیونکہ ہر وقت ہر جگہ اللہ تعالیٰ اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے مشاہدۂ حق میں لذاتِ نفس حاجب ہوتے ہیں ان حجابات کو روزہ ہٹا کر شہودِ حق کے مقام پر واصل کرتا ہے۔

روزہ اور ذکر ذکر وہ چیز ہے کہ اس سے فلاح اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ[3] یہ وصف بھی روزہ سے

---

[1] بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں پ ۱۰ ع ۶ [2] بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں پ ۲ ع ۸ [3] اور اللہ کو بہت یاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ پ ۲۸ ع ۱۲

عَلٰی وَجْہِ الْکَمَال حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب کھانے پینے کی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ کا منع فرمانا یاد آتا ہے پیاس کے وقت شربت یا پانی کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ کا حکم یاد آتا ہے غرض کہ ہر وقت اللہ کے حکم کی یاد سے نفس کو روکتا رہتا ہے تو روزہ ایک ذکر خفی ہوا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ یعنی میں اس کے ساتھ ہوں جو مجھ کو یاد کرے اگر وہ مجھ کو یاد کرے گا اپنے دل میں تو میں یاد کروں گا اس کو اپنے نفس میں اس ذکر فی النفس سے فیضانِ باطنی مراد ہے جس طرح اولیاء کرام کے باطن سے مرید کو فیض پہنچتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کے بطون سے روزہ دار کو فیض پہنچتا ہے نسبت بطون روزہ میں قوی ہوتی ہے۔

روزہ اور اخلاص اخلاص۔ حق تعالیٰ ہم کو ہر عبادت میں اخلاص کا حکم دیتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ[1] یہ وصف بھی عَلٰی وَجْہِ الْکَمَال روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو چشمِ غیر سے مخفی ہے روزہ دار اس کو صرف اللہ ہی کے لیے بجا لاتا ہے گویا روزہ نے روزے دار کو عادی بنا دیا کہ آیندہ بھی کوئی عمل اس کا چشمِ غیر کے لیے نہ ہو۔ ایسا عمل انسان کو بلند درجہ پر پہونچا دیتا ہے۔

روزہ اور زہد۔ اس کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَوَّلُ صَلَاحِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْیَقِیْنُ وَالزُّھْدُ کہ اول درجہ کی اصلاح اس اُمت کی یقین اور زہد میں ہے زہد کہتے ہیں لذاتِ دُنیا کی طرف التفات نہ کرنا اور حکم خدا کی رعایت کرتے ہوئے منافع اُخروی پر یقینِ کامل کے ساتھ راغب ہونا۔ یہ سبق بھی روزہ ہی سکھلاتا ہے۔

روزہ اور یادِ موت یادِ موت۔ موت کی یاد بھی شرعاً مطلوب ہے یہ یاد بھی روزے سے خوب حاصل ہوتی ہے کیونکہ روزہ میں لذات چھوٹتے ہیں تو مرنے کا دن

---

[1] اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اس پر عقیدہ لاتے (پ ۳۰ ع ۲۳)

یاد آتا ہے جو تمام لذات کے چھوٹنے کا دن ہو گا اس کی یاد تمام نیکیوں کی جڑ ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ (مشکوٰۃ، باب تمنی الموت و ذکرہ) یعنی لذات کے توڑنے والی چیز کو زیادہ یاد کیا کرو وہ موت ہے یہ یاد ہر وقت روزہ سے حاصل ہے۔ پس روزہ دُنیا کی فانی لذات کے انہماک سے دِل کو ہٹا کر اعمال آخرت کی تحصیل پر راغب کرتا ہے اور سب فکروں کے عوض کیسا عمدہ آخرت کا فکر دیتا ہے جس کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(مَنْ جَعَلَ الْھُمُوْمَ ھَمًّا وَّاحِدًا ھَمَّ الْمَعَادِ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِہِ الْھُمُوْمُ اَحْوَالَ الدُّنْیَا۔ لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَۃٍ ھَلَکَ)

(ابنِ ماجہ ص۳۱۲) یعنی جس نے اپنے سب فکروں کی جگہ ایک فکر آخرت کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ اُس کے فکرِ دُنیا کے لیے کافی ہو گیا اور جس کے افکار دُنیا میں منتشر ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں وہ کسی بھی وادی میں ہلاک ہو۔ یعنی دُنیا ہی کے کسی فکر و غم میں ذلت کے ساتھ اس کا دم آخر ہو گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرمائیں گے کہ اس سے افکارِ دُنیا زائل ہو جائیں گے اور جمعیت قلبی حاصل ہو گی اور یادِ الٰہی میں موت باعزت نصیب ہو گی۔

فضائلِ روزہ از قرآنِ کریم

سوال :۔ قرآن مجید سے بھی روزہ کے کچھ فضائل بیان فرمائیں۔

جواب :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ الْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (پ۱۱ ع ۳) یعنی توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، سجدہ کرنے والے، اچھے کاموں کے حکم کرنے والے بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے اور مومنین کو خوشخبری سُنادو۔ یعنی جنت کی۔

اس آیۂ کریمہ میں حق تعالےٰ نے روزے داروں کو ایمان والوں کی فہرست میں داخل کیا ہے جس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان والا فرما دیا تو انشاء اللہ خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا۔ یہ اُن ایمان والوں کی فہرست ہے کہ جن کے جان و مال کو خدا نے جنت کے عوض خرید لیا ہے جیسا کہ اس سے اُوپر والی آیت میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ[1] (پ۱۱ ع ۳)

روزہ دار کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے جان و مال کو بھی قبول فرمایا اور اس کو جنت ملنے کا مژدہ عطا فرمایا۔

خریدا جانا اس چیز کا ہوتا ہے جو قابلِ خرید ہو ہمارے نفوس و اموال میں تو ہزار ہا عیوب مضمر ہیں ایسے معیوب نفوس اموال کو کون خرید سکتا ہے اور کوئی خریدے بھی تو کمال بے رغبتی کے ساتھ معمولی قیمت پر وہ بھی ایسے حال میں کہ بھوک و پیاس سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا ہے لبوں پر خشکی ہے منہ سے خُلُوِّ معدہ کی بو آرہی ہے مگر اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو کس قدر عزت اور احترام کا مستحق بنایا کہ جنت کے موتیوں اور اُس کے محل بلکہ جنت اور بیش بہا نعمتوں کے عوض ان کو خریدا اور خود خریدا ؎

تو بعلم ازل مرا دیدی !	دیدی آنگہ بعیب بخریدی
من بآں عیب تو بعلم ہماں	رد مکن آنچہ خود پسندیدی

پس روزہ وہ مجبوب شے ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ دار خدائے تعالےٰ کے اس قدر لطف و کرم کا مستحق بنا پھر آزاد کو نہیں خریدا جاتا ہے بندہ اور غلام کو خریدا جاتا ہے اس میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ روزہ رکھ کر روزہ دار ہمارے خاص بندے بن گئے خریدنے میں اسی خصوصی عبدیت اور رِقیت کا اظہار ہے بندہ ہی مولیٰ کے لطف و کرم کا مظہر ہوتا ہے نیز روزہ رکھنے والوں کو سَائِحُوْن فرمایا جو سیاحت سے مشتق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سِیَاحَۃُ اُمَّتِیَ الصِّیَامُ کہ

---

[1] بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔

میری اُمت کی سیاحت روزہ ہے۔ یہ سفر ترکِ تعلقات اور شتہیات سے حاصل ہوتا ہے۔ روزہ میں عالمِ بالا کی سیاحت ہے۔ عجائب ملکوت کی سیر و تفریح ہوتی ہے۔ یہ سفر لامکان ہے یہ مخلوق سے خالق کی طرف کا سفر ہے۔ انوار و تجلیاتِ الٰہی میں عروج ہوتا ہے۔ بلندیوں پر سے نیچے رہ جانے والے بڑے بڑے پہاڑ اور درخت و آدمی چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں یہ اُس بلند مقام پر پہونچا جہاں سے سلاطین اور اہلِ دُنیا اس کی نظر میں صغیر اور حقیر ہو جاتے ہیں۔ پھر اور اُونچی بلندیوں میں پرواز ہوتی ہے تو مخلوق اس کی نظر سے بالکل ہی غائب ہو جاتی ہے یہاں سَیر فی اللہ ہے غیر کوئی جاذبِ نظر نہیں رہا۔ اب یہ مسافر عالمِ انوار میں داخل ہو گیا نوری پردے اُٹھتے جا رہے ہیں اور یہ عالم نور میں غائب ہوتا چلا جا رہا ہے اور غیب الغیب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے روزہ دار عورتوں کو بھی عَابِدَات سَائِحَات فرمایا ہے۔ لہٰذا اس روحانی ارتقار میں روزہ دار عورتوں کا بھی حصہ ہے وہ بھی خوش ہوں۔

فضائلِ روزہ از احادیث نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سوال:- قرآن سے فضائل معلوم ہوئے براہِ کرم روزے کے فضائل اب احادیث سے بھی بیان فرمائیں۔

جواب:- پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ روزہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنا عمل فرمایا اور ابنِ آدم کے دیگر اعمال کو اس کی طرف نسبت دی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ) (بخاری) یعنی ہر عمل ابنِ آدم کا ہے مگر روزہ یہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

قُربِ فرائض میں ذاتِ عبد ذاتِ حق میں فنا ہو جاتی ہے اور اس کے تمام افعال حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى[1] اسی قُرب کی طرف اشارہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ فرض ہو یا نفل ہر روزہ میں

---

[1] اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تُم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

قربِ فرائض کا مژدہ ہے جو کمال درجہ کی فضیلت ہے۔ پس روزہ دار کی ہستی فنا ہو گئی اَب روزہ ربِ باقی کا فعل ہے جو اس کی طرف منسوب ہو کر ہمیشہ کے لیے باقی اور قائم رہ گیا اب اس کے لیے زوالِ فنا کا کیا کھٹکا۔ حُجّۃُ اللّٰہِ البالغہ اور شرح عین العلم ملّا علی قاری میں ہے کہ (اَجْزِیْ بِہٖ) میں دو روایتیں ہیں۔ صیغہ معروف اور صیغہ مجہول۔ اگر صیغہ معروف کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ مطلب ہو گا کہ میں بلا واسطہ روزہ کا بدلہ خود دوں گا تو اس میں اجرِ کثیر اور نہایت ثواب کی طرف اشارہ ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں اگر صیغۂ مجہول کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ مطلب ہو گا کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں یعنی اس کو میں ملوں گا اس میں روزہ دار کے لیے وصل کا مُژدہ ہے جس نے کھانے پینے کی آرزوؤں اور خواہشوں کو میرے حکم سے قتل کیا اُس کی دیت میں خود ہوں۔ مَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ۔

(۲) دوسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ روزہ کا ثواب جتنا ہے کسی اور عمل کا ثواب اتنا نہیں ہر عمل پر دس سے سات سو نیکیوں تک محدود اجر و ثواب مقرر ہے۔ مگر روزہ کے ثواب کا کوئی حساب و شمار ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

(کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِاءَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ (مسلم) ترجمہ:- ابن آدم کے ہر عمل کی نیکی کو دس گنے سے لے کر سات سو تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا مگر روزہ سو وہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش اور اپنے کھانے کو میرے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری لقاءِ رب کے وقت اس کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جس طرح خوشبو کی وجہ سے صاحبِ مشک کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ اقبال اور قربِ اللہ تعالیٰ کا روزہ دار کو حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تیسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ یہ کفارہ میں کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ قایم رہ کر صایم کی بخشش کرائے گا جنت میں روزہ دار کو لے جائے گا۔ تفصیل یہ ہے کہ مظلوم قیامت کے دن خدا سے فریادی ہوں گے کہ فلاں شخص نے ہم پر یہ مظالم کیے حکم ہو گا اس شخص کی نیکیوں میں سے ہر ظلم کے بدلہ میں اس کو ایک ایک نیکی دی جائے اس طرح تمام نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن ہنوز مظالم باقی رہیں گے تو مظلوم ارادہ کریں گے کہ اس کے روزے کو بھی لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا روزہ اس کا نہیں ہے یہ میرا ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے لہٰذا یہ روزہ محفوظ رہ جائے گا اور اس کی نجات کا باعث ہو گا۔

ان دونوں مذکورہ بالا حدیثوں میں بار بار آیا ہے کہ روزہ میرا ہے اس کے معنے عُلمائے نے متعدد بیان کیے ہیں ان میں سے ذیل میں کچھ بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) روزہ میں اِنسان کھاتا پیتا نہیں یہ صفت استغنا از طعام و شراب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لیے فرمایا کہ روزہ تو درحقیقت میرا ہے وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ یعنی روزہ میری صفت ہے۔

(۲) یا اپنی جانب نسبت دے کر اس کی بزرگی اور فضیلت کو ظاہر کیا ہے جس طرح مسجد کو اپنی جانب اضافت دے کر اُس کو تمام زمین پر فضیلت بخشی اسی طرح تمام اعمال میں روزہ کو اپنی ذات کی طرف نسبت سے فضیلت بخشی۔

(۳) یا حواس اِنسانی سے مخفی ہونے کے سبب روزہ میں ریا کا دخل نہیں اس کو روزہ دار صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے وجود میں لاتا ہے اس اخلاص کی وجہ سے از راہِ ذرہ نوازی فرمایا کہ یہ روزہ میرا ہے۔ کہ خالص میری ہی رضا کے لیے رکھا جاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نظر سے مخفی اور روزہ بھی مخفی لہٰذا اس مناسبت سے بھی روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا زیادہ اہل ہے۔

(۴) یا یہ اضافت حفاظت اور حمایت کے اظہار کے لیے بھی ہو سکتی ہے تاکہ شیطان انسی و جنی اس کو فاسد کرنے کی فکر میں نہ ہوں اس لیے فرما دیا کہ روزہ میرا ہے یعنی

میری ظلِ حمایت میں ہے جب روزہ اللہ کی حمایت میں ہے تو روزہ دار بھی اس کے ظلِ حمایت میں آگیا۔

(۵) روزہ میں کوئی حظِ نفس نہیں اس لیے فرمایا: اَلصَّوْمُ لِیْ بلا مشارکت غیرے روزہ

روزہ جہنم سے بُعد اور جنت سے قُرب کا باعث ہے

سوال:- کیا روزہ جہنم سے دور اور جنت سے قریب کرتا ہے؟

جواب:- جی ہاں حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ مِنْہُ وَمِنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (ترمذی)

(ترجمہ) جس کسی نے ایک دن کا روزہ اللہ کی راہ میں رکھ لیا تو اللہ نے اس کے اور دوزخ کے درمیان آسمان اور زمین کی درمیانہ مسافت کی مثل ایک عظیم خندق حائل کردی۔ یعنی اتنی عظیم مسافت پر جہنم روزہ دار سے دُور ہو گئی۔

دوسری حدیث میں ہے (مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا (متفق علیہ)

(ترجمہ) جس نے ایک دِن فی سبیل اللہ روزہ رکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اُس کے رُخ کو دوزخ سے ستر سالہ بُعد اور دوری پر کر دیا۔ پس واضح ہو گیا کہ روزہ انسان کو دوزخ سے دُور کرتا ہے یعنی گناہوں سے دُور کرتا ہے جو اس کو جہنم میں پہونچاتے اور اُس کے سر پر تباہی و بربادی لاتے ہیں۔ روزہ اعمالِ جنت سے قریب کرتا ہے اور شیطانی قوتوں کو باندھ دیتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں جنت کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

حدیث میں ہے حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ[1] چونکہ روزہ شہوت سے دُور کرتا ہے

---

[1] گھیر لیا گیا جہنم کو شہوات اور لذات کے ساتھ۔

اس لیے روزہ دار نارِ دوزخ سے دُور ہو گیا اور حدیث میں ہے کہ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ کہ جنت کا احاطہ کیا گیا ہے مکروہات اور تکالیف کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تکلیف میں جنت ہے لہٰذا پیاس کی تکلیف میں جنت کے قریب ہو گیا۔

سوال :۔ اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ روزہ کی عبادت بڑی اہم اور بے نظیر عبادت ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہیں صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ کا عدیل و مثیل نہیں ؟

جواب :۔ جی ہاں یہ وہ عظیم عبادت ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا (عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عَدِيْلَ لَهُ) کہ تم روزہ کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یقیناً اس کا کوئی عدیل و مثیل نہیں۔

خصوصاً رمضان المبارک کے روزوں کو تو وہ اہمیت حاصل ہے کہ ارکانِ اسلام میں داخل ہیں جس پر دین کی بنا ہے۔ (لمعات و نسائی)

روزہ کونسا رُکن اسلام ہے؟

سوال :۔ یہ بھی بیان فرمائیں کہ رمضان کا روزہ دین کا کونسا رُکن ہے ؟

جواب :۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؐ کے بعد سے شمار کرو تو یہ تیسرا رکن ہے ورنہ چوتھا ہے کیونکہ ارکانِ دین میں اول رُکن توحید اور رسالت کی شہادت ہے دوسرا رکن نماز ہے تیسرا رُکن زکوٰۃ ہے۔ چوتھا رکن روزہ رمضان ہے پانچواں رُکن حج بیت اللہ ہے۔ حدیث جبرئیل میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور حکمتِ الٰہی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ پہلے ہلکی عبادت سے ابتدا ہو جو نماز ہے اسی ترتیب کی طرف قرآنِ پاک میں بھی اشارہ ہے جیسا ردالمختار میں ہے۔ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ۔

روزہ قدیمی عبادت ہے

سوال :۔ کیا روزہ کی عبادت ہماری شریعت کے ساتھ ہی خاص ہے یا پہلے زمانہ میں بھی روزہ تھا؟

جواب :- روزہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آرہا ہے تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں نے اس عبادت سے قربِ حق حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ عبادت ہم کو بھی عطا کی اور ہم پر اس کا احسان رکھتے ہوئے فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔ اگلی اُمتوں کی مثل تمہارے نام پر بھی یہ عبادت لکھ دی گئی ہے (مِن قَبْلِكُمْ) کے ذکر میں تین فائدے ہیں۔ اول تاکیدِ حکم ہے کہ روزہ وہ عبادت ہے کہ جس سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا۔ ہر زمانے کی یہ ضروری عبادت رہی دوسرے اس میں ترغیب و تشویق اُمت ہے تاکہ یہ اُمت اگلی اُمتوں سے اس عبادت کے اہتمام میں کسی طرح پیچھے نہ رہے۔ تیسرے اس سے روزہ کی مشکل عبادت کو سہل بنا کر نفس کو خوشی پہنچانا ہے کیونکہ جو چیز عام ہوتی ہے۔ نفس پر زیادہ شاق اور گراں نہیں ہوتی اور شرکت میں یہ بھی فائدہ ہے کہ انبیاء اولیا جیسے کاملین کے روزہ کی عبادت کے انوار و برکات کو تم تک پہونچانا ہے۔

پس عہدِ آدم علیہ السلام سے یہ روزہ تمام انبیاء اور اُن کی اُمت کی ریاضت اور عبادت میں رہا۔ (تفسیر خازن ص۱۱۹)

سب سے اول کون سے روزے فرض ہوئے

سوال :- ہماری شریعت میں سب سے پہلے کون سے روزے فرض تھے؟

جواب :- ہر مہینہ میں تین اور ماہِ محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض ہوا تھا۔ پھر جب رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض ہوئے تب عاشورہ اور تین دن کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اب عاشورہ وغیرہ کا روزہ نفل ہو گیا۔ ضروری نہیں رہا۔ چاہے اس کو کوئی رکھے خواہ نہ رکھے مگر ہر سال رمضان کے روزوں کا رکھنا لازمی ہو گیا کیونکہ وہ فرض ہے (ثابت بالسنۃ۔ خازن ص۱۱۹)

سوال :- رمضان کے روزے کس سال فرض ہوئے؟

جواب :- سنہ ۲ ہجری میں شعبان کے مہینے میں یہ روزے فرض ہوئے۔ (دُرِ مختار۔ مواہب)

سوال :- رمضان کا نام رمضان کیوں ہوا ؟

جواب :- اس لیے کہ جب عرب مہینوں کا نام رکھ رہے تھے تو یہ مہینہ شدید موسمِ گرما میں آ رہا تھا۔ تفسیرِ خازن میں ہے کہ رمضار اُس پتھر کو کہتے ہیں جو آفتاب کی شدتِ حرارت سے جل اُٹھے رمضان اسی سے مشتق ہے تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ سخت گرمی والا مہینہ اور اب مذہبی نقطۂ نگاہ سے یوں سمجھئے کہ عبادات کی گرما گرمی اس مہینہ میں رہتی ہے تو عبادات کی کثرت سے گرمی اور حرارت عشقِ الٰہی کی بھڑک اُٹھتی ہے جس سے تمام گناہ سوخت ہو جاتے ہیں تو یہ مطلب ہوا کہ عشقِ الٰہی اور عبادات کی کثیر اور شدید حرارت اور گرمی رکھنے والا اور گناہوں کو سوخت کرنے والا یہ مبارک مہینہ ہے۔ تفسیرِ خازن میں ہے کہ بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا نام ہے تو یہ شہرُ اللہ ہوا گویا یہ اللہ تعالیٰ کے جلووں اور تجلیات کا مہینہ ہے۔

سوال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف میں کل کتنے رمضان آئے۔

جواب :- نو[1] رمضان آئے (مواہب)

سوال :- ان میں زیادہ تر انتیس کے رمضان تھے یا تیس کے۔

جواب :- انتیس کے تھے، حکمت یہ تھی کہ اُمت پر انتیس کا رمضان آئے تو نقصانِ ثواب کے خیال سے ملول نہ ہوں کہ ایک دن کم رہا اور کامل ثواب تیس کا ہے۔ لہٰذا حضرت کے زمانہ سے تسلی حاصل کریں کہ مہینہ کامل ہو یا ناقص ثواب بہرحال کامل ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی، زرقانی ص ۹۷)

رویتِ ہلال

سوال :- رویتِ ہلال کا اہتمام مسلمانوں میں کیوں ہے ؟

جواب :- اس لیے کہ ان کی عبادات کے اوقات اور تاریخوں کا تعیّن چاند پر موقوف

---

[1] یعنی فرضیت کے بعد - ۱۲

ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (پ۲ ع۸) اے حبیب لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو جواب دیجئے کہ یہ حج اور لوگوں کی دیگر عبادات کی معرفت کے لیے ہے۔ چونکہ چاند انتیس ۲۹ کا بھی ہوتا ہے اور تیس ۳۰ کا بھی اس لیے رویت کا اہتمام ہے تاکہ صحیح اوقات میں عبادات واقع ہوں۔ پس چاند کی تلاش برائے عبادت خود عبادت ہے اور موجب اجر و ثواب پھر کیوں نہ مسلمان اس کی دید اور رویت کے لیے سرگرم ہوں۔

رویتِ ہلال کے وقت ذکر اور دُعا

سوال:۔ چاند دیکھ کر کوئی ذکر و دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں۔

جواب:۔ ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھ کر یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن و ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ چمکا اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

سوال:۔ کیا رمضان کے لیے بھی کوئی مخصوص دُعا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا ثابت ہے۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِيْ مِنْ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ وَسَلِّمْهُ مِنِّيْ (مواہب ۵۲) اے اللہ رمضان کی مار اور نقصان یعنی قصداً ترک روزہ و تراویح وغیرہ کی محرومی سے مجھ کو سلامت رکھ اور مجھے سالم رمضان عطا فرما (بیماری اور دُکھ سے کوئی روزہ ناغہ نہ ہو) اور میرے گناہوں سے رمضان کو سلامت رکھ۔

سوال:۔ کیا رجب اور شعبان کے بارہ میں بھی کوئی خاص دُعا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا پڑھی ہے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لیے برکت رکھ اور ہم کو رمضان تک پہونچا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اوقات فاضلہ تک پہونچنے

اور زندہ رہنے کی دُعا مستحب ہے (مواہب زرقانی ص۱)

سوال:۔ چاند دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کیسا ہے؟

جواب:۔ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال:۔ چاند کس وقت دیکھے۔

جواب:۔ آفتاب غروب ہونے پر (بحر الرائق۔ عالمگیری)

سوال:۔ اگر دِن میں کسی نے چاند دیکھ لیا تو یہ کس رات کا شمار ہوگا؟

جواب:۔ یہ آنے والی رات کا چاند شمار ہوگا گذشتہ رات کا نہیں، للٰذا کل پہلی تاریخ ہوگی آج نہیں۔

سوال:۔ ایک شخص نے دِن میں عید کا چاند دیکھ کر روزہ توڑ دیا اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس شخص نے سخت غلطی کی اس کو کفارہ ادا کرنا ہوگا یہ آنے والی رات کا چاند ہے اس پر لازم تھا کہ رات تک روزہ پورا کرتا۔ (فتح القدیر)

قمری مہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ

سوال:۔ قمری مہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ قمری مہینہ انتیس[۲۹] کو رویت سے ثابت ہوتا ہے رویت نہ ہو تو تیس کے حساب سے مہینہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی دو[۲] طریقے منقول ہیں کہ رویت ہو جائے تو انتیس[۲۹] کا ورنہ تیس[۳۰] کا مہینہ مانا جائے گا۔ بخاری شریف میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ۔ یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو یعنی عید مناؤ اگر ابر و بادل کی وجہ سے تم پر چاند مستور (پوشیدہ) رہے تو شعبان کے تیس دِن مکمل کر دو یہ صاف ارشاد ہے کہ اوّل چاند دیکھو رویت ہو جائے تو عبادت کے لیے اس سے تاریخ مقرر کرو ورنہ تیس[۳۰] کا چاند مانو اس کی ضرورت نہیں کہ رویت نہ ہو تو حساب نجوم اور منازل قمر سے انتیس[۲۹] کا چاند ثابت کیا جائے اسی روایت کے سلسلہ میں بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے (نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ)

کہ ہم اُمّی گروہ ہیں حساب کتاب کا دخل نہیں رکھتے کھلا اصول رکھتے ہیں کہ چاند ہو جائے تو رویت سے اور نہ ہو تو تیس کے حساب سے عبادت کے اوقات مقرر کرو۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ قولِ منجم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور تابعین اور سلف اور خلف میں سے کسی نے بھی عمل نہیں کیا ہے آنحضرت نے منازلِ قمر کے حساب کی باریکیوں پر احکام کو موقوف نہیں رکھا جس کا معاملہ خاص ماہرِ فن کی توجہ کا مرہونِ منت ہو کر رہ جائے بلکہ عام و خاص جس میں سب شریک رہیں ایسی محسوس چیز پہ مدار احکام اسلام رکھا گیا ہے کہ انتیس کو چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فتح القدیر میں لکھا ہے (هُوَ وَاجِبٌ عَلَى الْكِفَايَةِ) یعنی بستی میں کسی نے بھی نہیں دیکھا تو سب گنہگار ہوں گے۔ ماہرینِ موسمیات کی اطلاع کی صحت اور عدم صحت پر بحث نہیں بلکہ اطلاع کی صحت کی تقدیر پر بھی چاند دیکھنا ضروری ہے۔

چاند دیکھنا عبادت ہے

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدارِ عمل رویت پر رکھا ہے یا تیس پر لیکن حسابِ نجوم پر نہیں رکھا۔ پس ان اطلاعوں کے ساتھ ساتھ چاند کے دیکھنے کا اہتمام بھی ہرگز ہرگز ترک نہ کیا جائے ہر شخص کو پیش پیش رہنا چاہیئے کہ چاند سب سے پہلے اس کو نظر آئے تاکہ عبادت واجبہ کا ثواب ملے۔ مسلمان پر چاند دیکھنا بھی واجب ہے۔ بلکہ طحطاوی میں تو فرض لکھا ہے (يَجِبُ اَلظَّاهِرُ مِنْهُ الْاِفْتِرَاضُ لِاَنَّهٗ يُتَوَصَّلُ بِهٖ اِلَى الْفَرْضِ) تو چاند دیکھنے میں ثواب فرض کا ملے گا اور چاند دیکھ کر ذکر اور دعا کا ثواب علیحدہ ہے۔ بہر حال ہر مہینہ میں انتیس کے چاند کا ثبوت رویت پر ہے خواہ اہلِ شہر پر اپنی رویت سے چاند ثابت ہوا ہو یا غیر کی رویت سے جس کے پانچ طریقے ہیں جن کو طُرقِ مُوجبہ کہتے ہیں ان سے چاند ثابت ہو گا ورنہ نہیں۔

طُرقِ مُوجبہ

سوال: حیدر آباد کے حساب سے کل شبِ قدر ہے اور کراچی میں رویت ہو گئی تھی لہٰذا اس کے حساب سے وہاں آج شب قدر ہے اور شب قدر میں ایک ہزار مہینہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے تو یہ ایک ہزار ماہ کا ثواب ہم کو بھی آج حیدر آباد شب قدر مان کر عبادت کرنے میں

ملے گا یا نہیں۔

جواب :۔ ہرگز نہیں ملے گا آپ کو تو یہاں کے تیس کے حساب سے کل شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملے گا ہاں طُرُقِ مُوجِبَہ سے اگر کراچی کی رویت کی خبر حیدر آباد پہنچی ہے تو حیدر آباد میں بھی آج ہی شب قدر ہے اور اس کے تمام احکام آج ہی ثابت ہوں گے ورنہ نہیں۔

سوال :۔ طُرُقِ موجبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ وہ پانچ طریقے ہیں اول شہادت دوسرے شہادت علی الشہادت تیسرے شہادت علی قضاءِ القاضی چوتھے کتاب القاضی پانچویں خبر مستفیض یہ وہ شرعی ذریعے ہیں کہ اگر ان ذریعوں سے ایک مقام کی خبر رویت دوسرے شہر میں پہونچے گی تو وہاں بھی شرعاً رویت کے احکام ثابت ہو جائیں گے ورنہ نہیں صاحب فتح القدیر نے اسی کو ایک مثال دے کر سمجھایا کہ یہاں آج تیس ہے مگر دوسرے شہر سے کسی نے آکر خبر دی کہ ہمارے یہاں ایک دن پہلے لوگوں نے چاند دیکھا ہے یعنی انتیس کا چاند دیکھا ہے اگر یہاں چاند نظر نہ آئے تو اب اس خبر پر تراویح چھوڑنا اور کل عید منانا جائز نہیں کیونکہ دوسرے مقام کے نامعلوم لوگوں کے چاند دیکھنے کی یہ حکایت ہے نہ خود اپنے دیکھنے کی شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے پس طُرُقِ موجبہ سے یہ خبر رویت یہاں نہیں پہونچی اس لیے قابل عمل نہیں شہادت علی الشہادت کے اصول آگے بیان ہوں گے اس میں معلوم افراد کے چاند دیکھنے کی خبر اور شہادت ہوتی ہے اور یہ قضاء قاضی کی بھی شہادت نہیں اس کا بیان بھی آگے آتا ہے یہ صرف خبر ہے شہادت نہیں جو ہمارے مذہب حنفی میں کافی نہیں ہر جگہ رویت کا ہونا یا شہادت یا دیگر طرق موجب کی ضرورت ہے۔ چاند کے ثبوت میں عقل کو دخل نہیں جو شرع شریف سے منقول طریقے چلے آرہے ہیں ان ہی طریقوں سے چاند ثابت ہوگا۔

سوال :۔ شہادت کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ اپنے چاند دیکھنے کی اس سچی خبر دینے کو کہتے ہیں جو امر حق کو ظاہر اور ثابت

کرنے کے لیے لفظ اَشْہَدُ یا اس کے ہم معنیٰ یعنی میں گواہی دیتا ہوں" ان جیسے الفاظ کے ساتھ مجلسِ قضا میں حاضر ہو کر خبر دے لفظ اَشْہَدُ کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے۔ یہ رُکنِ شہادت ہے تنویر الابصار میں ہے (وَرُکْنُھَا لَفْظُ اَشْھَدُ) اسی طرح جگہ کی بھی شرط ہے شامی میں ہے (وَھُوَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ) وہ مجلسِ قضا میں حاضر ہو کر گواہی دیتا ہے پس اگر دُور ہی سے بذریعہ ٹیلیفون گواہ نے شہادت دی تو نامقبول ہو گی کیونکہ شرطِ شہادت پوری نہ ہوئی اسی طرح کتنے بھی تاکیدی الفاظ کہے مثلاً میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یہ شہادت نہیں جب تک کہ یہ نہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا شہادت نہ ہو گی تمام مہینوں کے چاند میں یہ ہی حکم ہے سوائے رمضان کے کہ اس میں خبرِ رویت دیتے وقت لفظ اَشْہَدُ کہنا ضروری نہیں۔

سوال:۔ کیا رمضان کے چاند میں بھی لفظ اَشْہَدُ یا اس کے معنی کے ساتھ گواہی دینا اور گواہ کا مجلس حاکم میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

جواب:۔ رمضان میں گواہ کا لفظ اَشْہَدُ کہنا ضروری نہیں کیونکہ یہ قبیلہ اخبار سے ہے نہ کہ بابِ شہادت سے ایک عادل متقی کا یہ کہنا کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا کافی ہے البتہ گواہ کا مجلسِ رویت میں حاضر ہونا اس میں بھی ضروری شرط ہے (حیات الصائمین عن الکفایہ والسراج الوہاج الدرایہ والتبیین)

سوال:۔ گاؤں میں جہاں مجلس حاکم یا عالم نہ ہو وہاں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ گواہ کو مسجد میں حاضر ہو کر مسلمانوں کے رُوبرُو گواہی دینا ہو گا خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔

سوال:۔ کتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ثابت ہوتا ہے؟

جواب:۔ اگر مطلع صاف نہیں یعنی آسمان پر بادل یا غبار ہے تو رمضان میں ایک گواہ اگرچہ وہ نیک عورت یا غلام ہی ہو۔ اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ایک مرد دُو عورتیں یا دُو مرد گواہ ہونے ضروری ہیں جن کی گواہی سے چاند ثابت ہو گا اور اگر مطلع

صاف ہے تو رمضان ہو یا غیر رمضان ایک جماعت کثیرہ کی شہادت سے چاند ثابت ہوگا۔ جس کی تعداد کو رائے امام پر چھوڑا گیا ۲ دو تین گواہ بھی کافی نہیں ہوں گے ایک جم غفیر اور خلق کثیر جبکہ چاند دیکھنے میں مصروف ہے مطلع بھی صاف ہے کوئی مانع نہیں، اتحاد مطالع سلامت بصر، توجہ بطلب قمر کی صورت میں ۲ دو تین ۳ کا دیکھنا ان منفرد گواہ کے برسر غلط ہونے پر واضح دلیل ہے اسی لیے فتح اور بحر میں ہے کہ جو ہم نے کہا ہے کہ منفرد برویت کی شہادت مقبول نہیں اس سے منفرد شخص واحد نہیں بلکہ ۲ دو تین ۳ یا اس سے زائد جمع کثیر سے کم تر جماعت قلیل کی بھی شہادت مقبول نہیں۔

سوال :- کیا ۲ دو گواہ کی گواہی آسمان صاف ہونے پر مقبول ہونے کے بارے میں کوئی روایت ہے۔

جواب :- جی ہاں ہے بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن یہ خلاف ظاہر الروایت ہے مبسوط سرخسی میں ہے کہ مطلع صاف ہونے پر ۲ دو کی گواہی نامقبول ہے جمع کثیر کی گواہی لازم ہے وَھُوَ الْاَصَحُّ یہ ہی ظَاہِرُ الرِّوَایَۃُ ہے ظَاہِرُ الرِّوَایَۃُ پر عمل کرنا چاہیئے (حیات الصائمین)

سوال :- مزید افادیت کا باعث ہوگا براہ کرم اگر یہ بھی بتلا دیں کہ ظَاہِرُ الرِّوَایَۃُ کِسے کہتے ہیں ؟

جواب :- امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ چھ کتابیں ہیں جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، مبسوط زیادات یہ بڑی مستند کتابیں ہیں ان کتب میں جو مسئلہ موجود ہوتا ہے اس کو ظَاہِرُ الرِّوَایَۃُ کہتے ہیں۔

سوال :- گواہی دینے والے کیسے ہوں ؟

جواب :- فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہ فاسق نہ ہوں دُرِّ مختار میں ہے (لَا فَاسِقٌ اِتِّفَاقًا) اگرچہ متعدد ہی ہوں طحطاوی میں ہے (وَلَوْ تَعَدَّدَ کَفَاسِقِیْنَ فَاَکْثَرَ) کہ ان کی گواہی نامقبول ہے اگر حاکم نے ان کی شہادت پر رویت کا فیصلہ دے دیا تو رویت ثابت ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا گواہ اندھا گونگا نہ ہو مسلمان عاقل بالغ

آزاد عادل ہو۔

سوال:۔ عادل کِسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ ایسے نیک آدمی کو کہتے ہیں جس سے اکثر حسنات اور نیکیاں ظہور میں آتی ہوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو صاحبِ مروّت اور انسانیت ہو یعنی ایسے کام نہ کرتا ہو جو مروّت کے خلاف ہوں یعنی بازاروں میں چلتے پھرتے کھانے پینے والا اور سب کے سامنے شارعِ عام پر پیشاب کرنے والا بھی نہ ہو۔ یہ قلتِ حیا کا سبب ہے (شامی)

سوال:۔ اچھا اگر فاسق نے فِسق سے توبہ کر کے پھر شہادت دی تو کیا حکم ہے فوراً توبہ قبول کر لی جائے یا نہیں؟

جواب:۔ جب تک کہ اتنی مدت نہ گزر جائے کہ جس میں اثرِ توبہ ظاہر ہو شہادت قبول نہ کی جائے گی بعض نے چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے بعض نے سال بھر کی حد لگائی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ رائے امام پر چھوڑا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں۔ فتح القدیر)

سوال:۔ محدود فی القذف کِسے کہتے ہیں اس کی شہادت مقبول ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس کو زنا کی تہمت لگانے پر حد لگائی گئی ہو۔ بعدِ توبہ اس کی شہادت صرف ہلالِ رمضان میں مقبول ہے (عالمگیری ص۲۰۹)

سوال:۔ کیا گواہ کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں ضروری ہے۔ قریب بلوغ یعنی مراہق کی گواہی بھی معتبر نہیں (عالمگیری)

سوال:۔ اگر گواہ نے رمضان کا چاند دیکھا مگر کسی عذرِ شرعی کی بِنا پر اس کی گواہی رد کر دی گئی تو کیا گواہ روزہ رکھے؟

جواب:۔ جی ہاں روزہ رکھے (تنویر الابصار)

سوال:۔ اگر شاہد نے تنہا عید کا چاند دیکھا اور کسی شرعی وجہ سے اُس کی شہادت رد ہو گئی مگر واقع میں اس نے چاند خود دیکھا ہے تو یہ افطار کرے یا روزہ رکھے؟

جواب:۔ روزہ رکھے (تنویر الابصار عالمگیری)

سوال:۔ جس کی شہادت رد ہوگئی اُس نے روزہ رکھا پھر توڑ دیا تو کیا کفارہ لازم آئے گا یا صرف قضا؟

جواب:۔ قضا لازم آئے گی کفارہ نہیں کیونکہ ردّ سے شبہ ہوگیا کہ خیال ہے یا ہلال اور شبہ میں کفارہ نہیں (تنویر الابصار درمختار ص۱۲۲ عالمگیری ص۲۱)

سوال:۔ اگر قبلِ رد افطار کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس پر بھی کفارہ نہیں احتمال ہے کہ خیال ہو ہلال نہ ہو۔ (دُرِ مختار ص۱۲۳ شامی ص۱۲۳)

سوال:۔ اگر بعد قبول افطار کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اب کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ شاہد فاسق ہی ہو۔ (درِ مختار ص۱۲۳)

سوال:۔ شاہد نے روزہ رکھا ہلالِ رمضان دیکھ کر اور اُس کے تیس۳۰ دِن پُورے ہو گئے تو کیا حکم ہے جبکہ یہاں آج چاند نہیں ہوا؟

جواب:۔ افطار نہ کرے سب کے ساتھ افطار کرے بسبب فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے صَوۡمُکُمۡ یَوۡمٌ تَصُوۡمُوۡنَ وَفِطۡرُکُمۡ یَوۡمٌ تُفۡطِرُوۡنَ (ترمذی شامی ص۱۲۳)

سوال:۔ تیس۳۰ دِن رمضان کے پورے ہو چکے اور آج یہاں چاند نظر نہیں آیا حالانکہ آسمان بالکل صاف ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر دو۲ گواہوں کی شہادت پر لوگوں نے رمضان کے روزے شروع کیے تھے تو افطار کریں اور کل عید منائیں اور اگر ایک ہی پر روزے شروع کیے تھے تو افطار نہ کریں اور اگر آج ابر بادل ہے تو بہر صورت کل عید ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص۱۸۱)

سوال:۔ یہاں آج انتیس تاریخ ہے چاند نہیں ہوا۔ ابر بادل بھی نہیں مطلع صاف ہے مگر کچھ لوگوں نے باہر سے آکر کہا کہ فلاں شہر میں تم سے ایک دن پہلے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اس حساب سے آج تیس۳۰ ہے تو اس پر افطار کرکے کل عید منائی جائے یا نہیں اور آج تراویح ترک کی جائے یا نہیں؟

جواب:۔ نہ کل عید منانا جائز ہے اور نہ آج تراویح کو چھوڑنا جائز ان لوگوں کے

کہنے پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ نہ اپنی رویت کی شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت بلکہ غیر کی رویت کی حکایت اور مجرد خبر ہے۔ (عالمگیری ص۲۱۱، فتاویٰ قاضی خاں ص۱۸۲)

سوال:۔ امام نے اگر تنہا عید کا چاند دیکھا تو امام کو عید کی نماز کے لیے عیدگاہ جانا ضروری ہے؟

جواب:۔ نہیں نہ امام خود جائے نہ اور جائیں آج عید کا دن نہیں۔ (عالمگیری)

سوال:۔ کیا مستور کی شہادت مقبول ہے؟

جواب:۔ رمضان کے چاند میں اس کی شہادت مقبول ہے دوسرے چاندوں میں نہیں۔

سوال:۔ مستور کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ نہ ظاہر میں کھلا فاسق ہو نہ ثابت العدالت ہو۔

سوال:۔ عدالت کس طرح ثابت ہوتی ہے؟

جواب:۔ تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے یا قاضی اور عالم کو خود گواہ کے تقوےٰ کا حال معلوم ہو۔

سوال:۔ تزکیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ دوسرے گواہ کے حال کی تحقیق کرنے کو کہتے ہیں۔ تزکیہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک علانیہ دوسرا پوشیدہ۔ علانیہ یہ ہے کہ کسی باخبر عادل شخص سے گواہ کے رو برو اُس کے احوال کی پوچھ گچھ کرے وہ کہے کہ میں نے اس کی تعدیل کی پھر یہ تنہا مقبول نہیں جب تک کہ پوشیدہ بھی تزکیہ نہ ہو۔ پوشیدہ تزکیہ اسے کہتے ہیں کہ قاضی اپنا قاصد یا دستی خط جس میں گواہ کا نام نسب حلیہ محلہ بازار تک درج ہو۔ مخفی طور پر اُس کے محلہ کی مسجد میں جو شخص سب سے زیادہ زاہد صالح ہو اُن کے پاس روانہ کر کے گواہوں کا حال معلوم کرے جب وہ لکھ بھیجے کہ اُسکی شہادت جائز ہے یہ نیک اور عادل شخص ہے تو حاکم یا عالم پر اب اس کی شہادت قبول کرنا واجب ہوگا۔ اس طریق سے اس شخص کی نیکی اور عدالت ثابت ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عادل متقی ہونا گواہ کا ضروری ہے۔ مگر ظاہری حال اگر اُس کا اسلام کے خلاف نہیں

ہے تو ہم اس کو عادل ہی کہیں گے تزکیہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر فریقِ مخالف اس کے تقویٰ میں طعن کرے تو اب تحقیقِ حال کے لیے اس کا تزکیہ ضروری ہے۔ صاحبین کہتے ہیں کہ خواہ کوئی طعن کرے یا نہ کرے لوگوں کی بے باکیاں گناہوں میں بڑھ گئیں ہیں فسق و فجور کا زمانہ ہے لہٰذا تزکیہ کے ذریعہ تحقیقِ حال ضروری ہے۔ مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تزکیہ علانیہ فتنہ و بلا ہے کیچڑ اُچھلے گی دُشمنی پھیلے گی لہٰذا مخفی تزکیہ پر اکتفا کیا جائے (ہدایہ، فتح القدیر ص۱۴۱)

سوال:۔ مزید اطمینان کے لیے بجائے تزکیہ گواہ سے اگر گواہی حلف کے ساتھ لی جائے تو کیسا؟

جواب:۔ دُرِ مختار میں ہے کہ اگر سلطان اپنے حاکموں کو تحلیفِ شہود (قسم دلانے) کا حکم دے تو علماء پر واجب ہے کہ اس کو نصیحت کریں۔ مگر بحر الرائق میں ہے کہ بیشک ظہورِ عدالت کے وقت یعنی کسی کا عادل و متقی ہونا ظاہر ہے تو اس پر قسم نہیں اور اگر مخفی ہے تو اس پر قسم ہے۔ پس اگر تزکیہ کہیں متعذر ہو وہاں مستور شاہد سے قسم لے لی جائے تو مضائقہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ظاہر حال اسلام کے خلاف نہیں ہے تو وہ اس کو عادل ہی کہیں گے۔ تزکیہ کی بھی حاجت نہیں۔ مگر بعض کہتے ہیں چونکہ امام کا زمانہ تقویٰ اور خیر کا زمانہ تھا اس لیے اس کی حاجت نہیں تھی بہرحال اس زمانہ میں بھی غلبۂ فسق کی وجہ سے تزکیہ مشکل ہے اَلْاَشْبَاہ وَالنَّظَائِر میں ہے اگر امام کی رائے ہو تو تحلیفِ شاہد جائز ہے۔

سوال:۔ کیا تفسیر بھی شرط ہے کہ گواہ سے پوچھے کہ کہاں سے دیکھا شہر کے اندر یا باہر چاند کتنی بلندی پر تھا کس جانب تھا وغیرہ سوالات کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ عالمگیری میں ہے یہ ضروری نہیں۔ البتہ ابوبکر اسکاف کا قول ہے کہ تفسیر کے بعد شہادت قبول کی جائے مگر صحیح یہ ہے کہیں حاجت پڑے مثلاً بیان میں شبہ ہو تو استفسار کرے ورنہ ضرورت نہیں۔

سوال:۔ اگر اٹھائیس رمضان کو چاند نظر آگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر ہلالِ شعبان کی رویت پر تیس دن شمار کر کے روزے شروع کیے تھے تو

ایک روزہ قضا کرے اور اگر ہلال شعبان نظر نہیں آیا تھا بلکہ رجب کے تیس ۳۰ دن پورے کرکے شعبان کا مہینہ شروع کیا تھا تو دو روزے قضا کرے۔ (عالمگیری)

شہادت علی الشہادت

سوال:۔ کیا شہادت علی الشہادت سے بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں ثابت ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ شہادت علی الشہادت کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ اگر گواہ مجلسِ رویت میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ کسی دوسرے شخص کو اپنی شہادت کا گواہ بنا کر اپنی طرف سے مجلس میں حاضر کر دے اور وہ حاضر ہو کر اس کی طرف سے گواہی دے اسی کو شہادت علی الشہادت کہتے ہیں۔ بہر حال مجلس میں اصل گواہ کا یا نائب کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ یہ رویت غیر کی شہادت پر شہادت ہے۔

سوال:۔ شہادت علی الشہادت کس طریق پر ادا کی جاتی ہے؟

جواب:۔ اصل شاہد جس کو بھی اپنا نائب بنائے اس کو مخاطب کر کے کہے کہ سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ یہ نائب خاموش رہے یا سن کر قبول کر لے بہر حال نائب بن گیا مگر انکار نہ کرے ورنہ اصل کا قائم مقام نہیں ہو گا۔ (شامی۔ تنویر الابصار ص۴۹۵ ج ۴)

سوال:۔ یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے کس طرح شہادت دے گا اس کا بھی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:۔ یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے الفاظِ ذیل میں شہادت دے کہ جس کے تین ۳ طریقے ہیں۔

(۱) فلاں بن فلاں بن فلاں کی اپنی آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر میں گواہی دیتا ہوں اتنا بھی کافی ہے اور اگر چاہے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھ کو اپنی آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت کا گواہ بنایا اور مجھ سے کہا کہ میری اس شہادت پر تم گواہ

ہو جاؤ۔ اور اس سے بھی زیادہ لمبی عبارت میں یوں بھی گواہی دے سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے میرے سامنے یوں کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا اور اس نے مجھ کو اپنی شہادت پر گواہ بنایا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کی شہادت پر گواہی دوں اب میں اس کی شہادت پر گواہی دیتا ہوں۔ (تنویر۔ دُرِ مختار۔ شامی ص۵۴۵)

سوال:۔ کیا اصل گواہ اور اس کے باپ دادا کا نام لینا بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں ضروری ہے۔ (شامی ص۵۴۵)

سوال:۔ ایک مولوی صاحب ایک جگہ سے اپنے ارادتمندوں کے ہجوم کے درمیان بڑے تزک و احتشام سے مجلس رویت میں حاضر ہوئے اور اس طرح شہادت دی کہ میں کہتا ہوں کہ میرے سامنے پچاس آدمیوں نے عید کا چاند دیکھنے کی گواہی دی قاضی صاحب جو شہادتیں لے رہے تھے انہوں نے ان مولوی صاحب کی اس شہادت کو قبول نہیں کیا۔ اس پر مولوی صاحب بگڑ گئے ان کے مصاحبین کو بھی سخت ناگوار گزرا سب نے برہم ہو کر کہا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ مولوی صاحب بھی اپنے حلقہ میں بڑی عزت اور مرتبہ کے مالک ہیں۔ آپ ان کی شہادت نامقبول کر کے ان کی توہین کر رہے ہیں۔

اب آپ فرمائیں کہ یہ شہادت درحقیقت اصولِ شہادت پر شہادت تھی یا نہیں اور مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا یا برمحل۔

جواب:۔ مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا۔ قاضی صاحب کا اُن کی شہادت کو رد کر دینا بالکل صحیح اور آئینِ شرعیت کے مطابق تھا قانون اسلامی سب کے لیے یکساں ہے عالم ہو یا غیر عالم۔ مولوی صاحب کی شہادت شرعی قانون کی رُو سے شہادت نہیں ہوتی اس لیے کہ اول تو اُن کے بیان میں اَشْهَدُ کا لفظ یا اس کا ترجمہ ہونا ضروری تھا۔ مولوی صاحب کے بیان میں یہ لفظ کہیں بھی نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں بغیر اس کے شہادت شہادتِ شرعی نہیں ہوتی۔ پھر اپنے چاند دیکھنے کی بھی شہادت

نہیں بلکہ دوسروں کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے آئے ہیں تو دوسروں سے شہادت سنکر فقط اُن کی شہادت کو نقل کر دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اُوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصل گواہوں کو مولوی صاحب کے سامنے شہادت دے کر پھر مولوی صاحب سے یہ بھی کہنا ضروری تھا کہ ہم آپ کو اپنی شہادت پر گواہ بناتے ہیں۔ ہماری طرف سے آپ گواہ بن کر گواہی دیں۔ پھر مولوی صاحب کو مجلس میں قانونِ شرع کے مطابق ان لوگوں کی طرف سے بھی شہادت نام بنام ان الفاظ میں دینی چاہیے تھی کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر مجھ کو شاہد بنایا اور مجھ سے کہا کہ میں تم کو اپنی اس شہادت کا گواہ بناتا ہوں۔ یہ مضمون بھی مولوی صاحب نے ادا نہ کیا تو مولوی صاحب کا یہ بیان نہ شہادت کی تعریف میں آیا نہ شہادت علی الشہادت کے ذیل میں داخل ہوا چاند دیکھنے والوں کی چاند دیکھنے کی یہ صرف حکایت تھی شہادت نہیں پھر ایک محلہ کے گواہوں کی گواہی کے لیے شہر کے شہر میں مولوی صاحب کا آنا بھی مناسب نہ تھا۔ اتنی قلیل مسافت پر اصل گواہوں کا مجلس میں خود حاضر ہونا ضروری تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی صاحب تو خود قاضی کی حیثیت سے دوسرے محلہ میں شہادت لے رہے تھے وہاں سے اُٹھ کر یہاں اپنے حکم کی شہادت گذارنے یا قضا اور حکم کی خبر دینے آئے تھے تو اس کا بھی یہ طریقہ نہیں کیونکہ فقہا کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ اگر غیر محل ولایت میں بذاتِ خود قاضی بھی اپنی قضاء کی شہادت دے تو وہ بھی نامقبول ہے

سوال:۔ گواہ اپنی گواہی کے لیے دوسرا گواہ بنا کر جو مجلس قضا میں بھیجے گا تو کیا اس میں مسافت کی بھی قید ہے؟

جواب:۔ ظاہر الروایت میں تین رات دن کی مسافت کی قید ہے اس سے کم مسافت میں شہادت علی الشہادت جائز نہیں مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مجلس اتنی دور ہو کہ اُسی دن واپس اپنے گھر نہ پہونچ سکے تو اپنا قائم مقام گواہ بنا کر بھیج سکتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے

کو نہ تک کے لیے بھی نائب بنایا جا سکتا ہے مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول قضاو شہادت کے بارے میں زیادہ مستند ہے۔ (شامی صفحہ ۵۴۴ عالمگیری صفحہ ۴۵۶، ۵۹۷)

سوال :- اگر شاہد قریب ہے مگر بیمار ہے تو کیا بیمار بھی اپنا نائب بنا کر بھیج سکتا ہے؟

جواب :- ہاں مگر وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب بیمار کو مجلس رویت میں حاضر ہونے کی طاقت نہ ہو ایسے بیمار کو قریب میں نائب بنانے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۵۹۷)

سوال :- کیا پردہ نشین عورت بھی شہر ہی میں اپنا نائب بنا کر بھیج سکتی ہے؟

جواب :- جی ہاں بھیج سکتی ہے۔ (تنویر الابصار)

سوال :- کیا بادشاہ یا امیر اپنی وجاہت کے سبب مجلس میں آنا پسند نہ کریں تو یہ بھی اپنا نائب بنا کر بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- نہیں یہ خود مجلس میں حاضر ہو کر گواہی دیں۔ (در مختار صفحہ ۵۴۵)

سوال :- کیا شہادت علے الشہادت میں بھی تعداد کی قید ہے کہ کتنے گواہ اصل گواہ کی گواہی پر ہونے چاہئیں۔

جواب :- جی ہاں اس میں بھی نصاب کی قید ہے۔ ہر اصل گواہی پر دو مرد یا دو عورت ایک مرد کا گواہ بنانا ضروری ہے۔ (تنویر الابصار، دُرِ مختار صفحہ ۵۴۵)

سوال :- اگر اصل گواہ عادل اور متقی نہیں ہے تو اُس کی طرف سے نائب بننا کیسا ہے؟

جواب :- اگر وہ اصل گواہ متقی اور عادل نہیں ہے تو اُس کی گواہی کے لیے کسی کو بھی نائب بننا لائق نہیں۔ (دُرِ مختار صفحہ ۵۴۵)

سوال :- گواہ فرع یعنی نائب جب مجلس میں حاضر ہو تو کیا ان کی بھی تعدیل ہو گی اور اصل کی بھی؟

جواب :- جی ہاں سب کی تعدیل ہو گی۔

سوال :- اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- اگر یہ نائب تقویٰ اور عدالت میں معروف و مشہور ہے تو یہ اپنے اصل گواہ کی تعدیل کر دیں ان کا اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہمارے اصل گواہ متقی عادل ہیں۔ اسی طرح گواہ ایک دوسرے کی تعدیل کر سکتے ہیں بشرطیکہ اہلِ تزکیہ ہوں ورنہ پھر اصل اور فرع سب گواہوں کی تعدیل ضروری ہے جس ذریعہ سے بھی ہو۔ (تنویر الابصار در مختار ۴۹۵/۴)

سوال :- کیا یہ نائب گواہ بھی اپنا کوئی نائب بنا سکتے ہیں ؟

جواب :- جی ہاں اسی طرح فرع در فرع نائب بن سکتے ہیں۔ مگر یہ شرط ہے کہ جس کا یہ نائب ہے وہ اصل عاجز ہو مجلس میں حاضر ہونے سے۔ (دُرِ مختار، شامی ۴۹۴/۵)

سوال :- کیا مُعتکِف اپنا نائب بنا کر بھیج سکتا ہے ؟

جواب :- نہیں بھیج سکتا۔ (عالمگیری ۵۹۸/۳)

سوال :- کیا رمضان میں ایک عورت کی طرف سے ایک عورت اور ایک غلام کی طرف سے ایک غلام نائب بن سکتا ہے ؟

جواب :- جی ہاں بن سکتا ہے۔ (تنویر۔ دُرِ مختار۔ عالمگیری)

شہادت بقضاء القاضی

سوال :- کیا شہادت بقضاء القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جاتی ہے ؟

جواب :- جی ہاں رویت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال :- شہادت بقضاء القاضی کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- کسی شہر میں قاضی نے شہادت لے کر رویت کا فیصلہ کر دیا ہے تو اس فیصلہ کی دوسرے شہر میں جا کر لفظ اَشہَدُ کے ساتھ خبر دینے کو شہادت بقضاء القاضی کہتے ہیں۔

سوال :- یہ گواہی کس طرح دی جائے یعنی شہادت بقضاء القاضی یہاں کے عالم

یا حاکم کے رُوبرُو حاضر ہو کر کس طرح ادا کرے؟
جواب :- گواہ یوں کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے روبرو فلاں قاضی کے سامنے دو گواہوں نے فلاں تاریخ کی رویتِ ہلال کی گواہی دی اور بربنائے شہادت قاضی نے اُس تاریخ کی رویتِ ہلال پر فیصلہ دیا تو اُس شہادت پر یہاں بھی قاضی رویت کا حکم دے دیگا۔ (درمختار صفحہ ۱۳۸، فتح القدیر صفحہ ۵۳)
سوال :- کیا اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ تمام شرائطِ دعویٰ بھی پائے جائیں؟
جواب :- جی ہاں ضروری ہے مگر شامی میں ہے کہ اشتراط دعوائے کی قید شاید قولِ امام کی بنا پر ہو ورنہ اوپر گزرا کہ دعوائے شرط نہیں۔ (دُرِّ مختار، شامی صفحہ ۱۲۴)
سوال :- دعوائے کی بنا پر اثباتِ رویت کی کیا صُورت ہوتی ہے؟
جواب :- ایک غائب شخص کی طرف سے ایک شخص دعوائے کرتا ہے کہ اس شخص حاضر پر فلاں کا اتنا قرض ہے مجھے اُس شخص نے اپنا وکیل بالقبض بنایا ہے اور اُس نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ماہِ رمضان آجائے تو میری طرف سے اس دَین کے قبض کرنے کے لیے، تم وکیل ہو مُدّعیٰ علیہ قرض کا بھی اقرار کرتا ہے اور وکالتِ مُعلّقہ کا بھی مُقر (اقراری) ہے مگر اس کا انکار کرتا ہے کہ ماہِ رمضان شروع ہو گیا اس پر گواہ رویتِ ہلال کے گذرے، قاضی نے شہادت پر فیصلہ دے دیا اگر گواہوں نے اس فیصلہ کی شہادت یہاں آکر دی تو یہاں کا قاضی بھی اس شہادت کی بنار پر رویت کا حکم دیدے گا کیونکہ قضائے قاضی معقول حجت ہے (درمختار صفحہ ۱۲۸)
سوال :- قاضی کا حکم کہاں تک جاری ہوتا ہے آیا دوسرے شہر والے بھی اسکے حکم پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب :- اس کا حکم اس کے شہر والوں پر اور اس کے متعلق قریات دیہات پر جاری ہوگا دوسرا شہر اس کے حکم کے تابع نہیں ہاں اس حکم کے دو گواہ اس دوسرے شہر میں گواہی دیں تو اس گواہی پر یہاں یہی عمل ہوگا اسی کو شہادت بقضاء القاضی کہتے ہیں۔ (حیات الصائمین عن الفتاوی النسفیہ وجواہر الفتاوی والغیاثیہ والمضمرات)
سوال :- کیا کتاب القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جاتے گی؟

جواب :- جی ہاں ثابت ہو جائے گی۔

سوال :- کتاب القاضی کِسے کہتے ہیں ؟

جواب :- اس سے مراد قاضی کا وہ خط ہے جو ایک شہر کا قاضی دوسرے شہر کے قاضی کے نام ۲ دو گواہوں کے ہمراہ روانہ کرتا ہے یہ ۲ دو گواہ اپنی شہادتوں سے ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے۔

سوال :- کیا خط کے ساتھ ۲ دو گواہ ہونا ضروری ہے ؟

جواب :- ۲ دو گواہ ہونا ضروری ہے خواہ ۲ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور ۲ دو عورتیں ہوں (قدوری)

سوال :- پھر اِس خط میں کیا ہوتا ہے ؟

جواب :- یا تو شاہدوں کی شہادت رؤیت اس میں نقل ہو گی یا خود قاضی کا حکم اس میں منقول ہو گا جو بر بنائے شہادت دیا ہے پہلی صورت میں اگر مکتوب الیہ قاضی کی رائے اور اجتہاد کے موافق ہو تو عمل کرے ورنہ نہیں۔ مگر دوسری صورت میں عمل لازم ہے۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر صؔ ۲ ۴ ۷)

سوال :- اگر اس خط کے ذریعہ نقل شہادت ہے تو یہ خط تو شہادت علی الشہادت کے مثل ہو گیا۔

جواب :- جی ہاں یہ خط مثل شہادت علی الشہادت کے ہوا۔ جس طرح شاہد فرع شاہد اصل کی شہادت کو اس کی عبارت میں نقل کرتا ہے اسی طرح شاہدِ اصل کے الفاظِ شہادت کو یہ خط بھی نقل کرتا ہے۔ (فتح القدیر صؔ ۴۸۳ ۵)

سوال :- پھر اس خط کی حاجت کیا ہے یہ دو گواہ جو خط کے ہیں یہ اصل گواہ کے گواہ بن کر بطور شہادت علے الشہادت کیوں نہ گواہی دیں۔

جواب :- شہادت علی الشہادت میں قاضی ثانی تعدیلِ اصول کا محتاج ہے مگر خط میں نہیں۔ کیونکہ تعدیل کا کام قاضیٔ اوّل کے ذمہ ہے۔ (فتح القدیر صؔ ۴۷۷ ۵)

سوال :- کیا تار اور دیگر علماء و صلحاء کے خطوط یا جنتری جیسی کتاب سے چاند

ثابت نہیں ہو سکتا۔

جواب :- ہرگز نہیں۔ تحریروں میں صرف اُسی قاضی کا خط مقبول ہو گا جو سُلطان کی طرف سے فصلِ خصومات کے لیے مقرر کیا گیا ہے حتیٰ کہ خط پہونچنے سے پہلے اگر قاضی معزول ہو جائے تو یہ خط بھی نامقبول ہے۔ کیونکہ قاضی اب قاضی نہ رہا وہ بھی ہم جیسا ایک فرد ہو گیا اور غیر قاضی کا خط معتبر نہیں۔ (دُرِ مختار ہدایہ صفحہ ۴۸۴)

سوال :- اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب :- اوّل تو خط محلِ تزویر ہے یعنی خطوط بنائے جا سکتے ہیں اسی شُبہ کی وجہ سے حدود اور قصاص میں خط اصلاً قابلِ عمل نہیں اس کے علاوہ گواہ کو خود حاضر ہونا چاہیئے نہ کہ بذریعہ تار اور خط الفاظِ شہادت نقل کر کے مجلسِ رؤیت میں پہونچائے یہ کافی نہیں۔ اسی بنا پر قیاس تو یہی تھا کہ قاضی کے خط پر بھی عمل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر فتح القدیر میں ہے کہ خلافِ قیاس اجماع تابعین کی وجہ سے اس کو مانا گیا۔ لہٰذا یہ حکم قاضی ہی کے خط کے ساتھ مخصوص اور محدود رہے گا پھر یہ خط بھی بہت سی قیدوں کے ساتھ مقبول کیا جائے گا بدوں اس کے قاضی کا خط بھی مقبول نہ ہو گا۔

سوال :- وہ قیدیں کیا کیا ہیں کہ جس کے ساتھ قاضی کا خط بھی قابلِ عمل ہو گا ؟

جواب :- اس خط کو دو گواہوں کے ساتھ روانہ کیا جائے گا۔ جو یہ گواہی دیکر ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے دونوں گواہوں کو اس خط کا مضمون پڑھ کر قاضی سُنائے گا یا کم از کم اُن کو آگاہ کر دے گا کہ اس خط میں یہ مضمون ہے پھر یہ قاضی ان کو گواہ بنائے گا کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ خط میرا ہی ہے پھر سامنے مُہر لگا کر دار القضاء ہی میں اُن کے سپرد کرے گا اس کے خط کے اندر پیشانی پر اور باہر بھی لفافہ پر قاضی کاتب اپنا نام اپنا پتہ باپ دادا کا نام کُنیت نسب پیشہ جس کے ساتھ وہ مشہور ہے وہ بھی درج کرے گا۔ اسی طرح مکتوب الیہ قاضی کا نام بھی درج کرے گا اور تاریخ لکھنا بھی لازمی ہے۔ جب یہ گواہ خط لے کر دوسرے شہر میں قاضی کے پاس پہونچیں گے تو مجلس میں حاضر ہو کر ہر ایک اس طرح شہادت

دے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بالیقین یہ خط اور مہر فلاں شہر کے فلاں قاضی کی ہے اُس نے خط میرے سامنے لکھا یا مجھ کو دے کر گواہ کر لیا کہ یہ خط اُسی کا ہے پھر میرے سامنے مُہر لگا کر مجلسِ قضا ہی میں مجھے یہ خط سپرد کیا اور کہا کہ گواہ ہو جاؤ کہ یہ خط میرا ہے۔ (شامی۔ فتح القدیر صفحہ ۴۷۹)

سوال :- دونوں قاضیوں کے درمیان کس قدر مسافت ہونی چاہیئے کہ جہاں سے یہ خط و کتابت کرنا جائز ہے؟

جواب :- کم از کم تین رات دن کی مسافت ہو۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اتنی مسافت پر بھی جائز ہے کہ باب القاضی سے لوٹ کر اُسی دن اپنے گھر نہ پہونچ سکے۔ (عالمگیری صفحہ ۵۶)

سوال :- اگر قاضی خط نہ لکھ سکے بلکہ مضمون کو اپنی زبان سے خود حاضر ہو کر ظاہر کر دے یا قاصد بھیج کر آگاہ کرا دے تو کیا یہ بھی معتبر ہو گا یا نہیں؟

جواب :- یہ معتبر نہیں خط ہی معتبر ہو گا خلافِ قیاس فقط اجماع کی بنا پر قاضی کا خود حاضر ہو کر بیان کرنا نہ شہادت ہے اور نہ شہادت علی الشہادت۔ (فتح القدیر صفحہ ۴۸۱)

استفاضہ

سوال :- کیا استفاضہ سے بھی رؤیت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب :- جی ہاں ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال :- استفاضہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- خبر پھیل جانے کو کہتے ہیں اس طور پر کہ جس شہر میں چاند ہوا ہے وہاں سے متعدد جماعتوں کا دوسرے شہر میں پہونچ کر یہ خبر دینا، کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے وہاں رؤیت کی بنا پر لوگوں نے عام طور پر روزہ رکھا یہ بمنزلہ خبر متواتر کے ہے۔ اس خبر پر یہاں بھی عمل لازم ہو گا اب خواہ وہاں کھلے طور پر عام رؤیت ہوئی ہو یا قاضی کے حکم سے بربنا شہادت رؤیت ثابت ہوئی ہو اگر قاضی کے حکم کی خبر پر روزہ رکھا گیا تو یہ استفاضہ بمعنی نقل حکم ہوا جو پہلی صورت سے بھی زیادہ

قوی ہے۔ بہر حال رویت کی بنا پر خبر کا مشہور ہونا ضروری ہے۔ (شامی ص۱۲۹/۲)
سوال :- آپ نے خبر کے استفاضہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ متعدد جماعتیں وارد ہو کر خبر دیں تو اگر پانچ چار آدمیوں نے یہاں پہونچ کر کہا کہ فلاں شہر چاند ہو گیا ہے تو کیا یہ خبر معتبر نہ ہو گی؟
جواب :- نہیں اگرچہ وہاں کا چاند ہونا لفظ اَشْهَدُ کے ساتھ بیان کریں کیونکہ رؤیت غیر کی یہ حکایت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے نہ استفاضہ۔
(دُرِّ مختار ص۱۲۹/۲، عالمگیری ص۲۱۱/۱)
سوال :- یہاں کسی مقام پر روزہ رکھنے کی خبر متعدد جماعتوں نے پہونچ کر دی مگر ٹیلیفون کی اطلاع پر روزہ رکھنا بیان کیا گیا اس خبر پر یہاں روزہ رکھ سکتے ہیں؟
جواب :- نہیں کیونکہ اُوپر تفصیل معلوم ہو چکی ہے کہ بنا بر رؤیت روزہ رکھے جانے کی خبر آنا شرط ہے جیسا کہ شامی میں ہے لوگ یوں کہیں اِنَّھُمْ صَامُوْا عَنْ رُؤْیَۃٍ۔ یعنی بے شک لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے۔ (ردّ المحتار)
سوال :- اچھا وہاں رؤیت ہوئی مگر یہاں اس کی خبر ریڈیو سے پھیلی تو یہ بھی خبر مستفیض ہو کر معتبر ہو گی یا نہیں؟
جواب :- نہیں۔ کیونکہ مجرد خبر پھیل جانے کو مستفیض نہیں کہتے خواہ کسی بھی ذریعہ سے ہو بلکہ متعدد جماعتوں کا یہاں پہونچ کر خبر دینا شرط ہے۔
مَعْنَی الْاِسْتِفَاضَۃِ اَنْ تَاْتِیَ مِنْ تِلْكَ الْبَلْدَۃِ جَمَاعَاتٌ مُتَعَدِّدَۃٌ (شامی ص۱۲۹/۲)
سوال :- کیا خبر استفاضہ میں جماعت کے ہر فرد کا لفظ اَشْھَدُ کے ساتھ خبر دینا بھی ضروری ہے؟
جواب :- نہیں کیونکہ یہ بمنزلہ خبر متواتر کے ہے اس میں اشھد کہنا شرط نہیں اسی لیے اس کو خبر کہتے ہیں نہ کہ شہادت۔ (حیات الصائمین)

متفرقات

سوال :- بعض لوگ تجربہ اور حساب سے رؤیت ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس دن رجب کی چوتھی ہو گی اسی دن رمضان

کی پہلی ہوگی یا جس دن عید ہوگی عاشورہ اُسی دن واقع ہوگا یا رمضان کی پہلی جس دن ہو
گی اُسی دن یوم النحر ہوگا۔

بعض لوگ اس طرح چاند ثابت کرتے ہیں کہ یہ اونچا ہے لہٰذا کل کا ہے۔ بعض
جنتریوں اور ماہرِ موسمیات کی بتلائی ہوئی تاریخوں پر چاند ہونا مان لیتے ہیں۔ آپ اس
کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

جواب :۔ ان طریقوں سے شرعی ثبوت نہ ہوگا جس کی ضرورت عبادات، اوراد،
وظائف اور اعمال کے لیے ہے کیونکہ مسلمانوں کی عبادات کے وجود اور اس کے اجر و
ثواب اُنہی ایام اور تاریخوں پر موقوف ہیں جو شرعی طور پر ثابت ہوں مثلاً عرفہ یعنی نویں
ماہ ذی الحجہ غیر شرعی طور پر مان کر اس میں وقوف عرفات کیا تو حج نہ ہوگا۔ اسی طرح تمام
عبادات کا حال ہے کہ نہ عبادت ہوگی نہ اس کے اجر و ثواب ملیں گے۔

شک کا دن

سوال :۔ شک کا دِن کِسے کہتے ہیں ؟

جواب :۔ شعبان کا وہ آخری دِن ہے کہ جس کے بارے میں ابر کی
وجہ سے احتمال ہے کہ یہ آخری شعبان ہے یا اول رمضان اور ابھی تک چاند کا ثبوت
شرعی طور پر نہیں ہوا اور اگر اس دن مطلع صاف تھا چاند نظر نہیں آیا تو پھر یہ شک کا دن
نہیں اسی طرح ایک شہادت رد ہو گئی یا دو فاسقوں کی شہادت رد ہو گئی تو بھی آج شک
کا دن ہے۔ (عالمگیری فتح القدیر)

سوال :۔ پھر شک کے دن کے لیے کیا حکم ہے رمضان کا روزہ رکھیں یا نہیں ؟

جواب :۔ زوال تک انتظار کریں اگر شہادت قابلِ قبول آجائے تو روزہ پورا کر لیں
اور اگر شہادت نہ آئے تو عوام تو انتظار کر کے کھا پی لیں اور خواص بہ نیت نفل روزہ
رکھیں۔ مگر بہ نیت رمضان کوئی روزہ نہ رکھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرِّ مختار عالمگیری ص ۱۲۰)

سوال :۔ خواص اور عوام کے درمیان فرق کیا ہے ؟

جواب :۔ جو شک کے دِن روزہ رکھنے کی نیت کا طریقہ جانتا ہے وہ خواص میں داخل
ہے ورنہ عوام میں ہے۔

سوال :- وہ طریق نیت کیا ہے ؟
جواب :- ضبطِ نفس پر اس درجہ قدرت حاصل ہو کہ بوقت نیت ایسی پختہ نیت سے نفل روزہ شروع کرے کہ یہ خطرہ بھی نہ آئے کہ اگر کل رمضان ہوا تو یہ رمضان کا روزہ ہے ۔ (شامی)
سوال :- اگر شک کے دن کسی نے رمضان ہی کی نیت سے روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- مکروہ تحریمی ہے ۔ (دُرِ مختار بحر الرائق ص۱۲۰)
سوال :- اگر شک کے دن نذر یا کفارہ وغیرہ کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- مکروہ بہ کراہت تنزیہی ہے ۔ (فتح القدیر۔ بحر الرائق)
سوال :- اگر کسی شخص نے کسی اور واجب کی نیت سے شک کے دن روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے ۔ رمضان کا ہو گا یا اس واجب کا ؟
جواب :- اگر رمضان ثابت ہو گیا تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ جس واجب کی نیت کی ہے وہ ہو جائے گا ۔ (ہدایہ)
سوال :- اگر اصل نیت میں تردد اور شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ اگر کل رمضان ہے تو میرا روزہ ہے ورنہ نہیں تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- یہ سرے سے روزہ ہی نہیں ہوا کیونکہ نیت نام ہے ارادہ میں عزم اور پختگی کا وہ مفقود ہے ۔ (تنویر دُرِ مختار)
سوال :- اچھا اصل روزہ کی نیت میں تو شک نہیں مگر وصف میں تردد اور شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ روزہ تو بہرحال کل رکھوں گا مگر کل رمضان ہے تو یہ رمضان کا ہو گا ورنہ میرے ذمہ فلاں واجب یعنی کفارہ یا قضاء وغیرہ کا ہے وہ ہو گا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- رمضان ثابت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو گا ۔ کیونکہ تردد کے وقت

وصف کے متعارض سے وصف لغو ہو گیا اصل نیت رہ گئی وہ رمضان کے روزہ کے لیے کافی ہے۔ اگر رمضان ثابت نہ ہوا تو البتہ واجب آخر ادا نہ ہو گا کیونکہ وصف لغو ہونے کے بعد اصل نیت روزہ کی رہ گئی وہ واجب آخر کے لیے کافی نہیں واجب آخر تو واجب آخر ہی کی خاص نیت سے ادا ہو گا ہاں یہ نفل ضرور ہو جائے گا کیونکہ اصل نیت اس کے لیے کافی ہے۔ مگر توڑ دیا تو اس کی قضاء نہ ہو گی۔ کیونکہ یہ قصداً نفل کی نیت سے روزہ نہیں رکھا تھا جس کے توڑنے سے قضاء لازم آتی ہے۔ (دُرِّ مختار شامی)

سوال:۔ اگر ایک شخص عادی ہے کہ جمعرات جمعہ پیر کے دن روزہ رکھا کرتا ہے شک کا دن اتفاق سے ان ہی دنوں میں سے کوئی دن واقع ہوا تو یہ روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب:۔ ایسے شخص کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا تَتَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ صَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ۔ (ہدایہ۔ تنویر۔ درمختار)

سوال:۔ اگر عادت کا دن نہیں تو شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ہمارے مذہب میں نفل روزہ رکھنا تو اس دن مکروہ نہیں مگر اختلاف اس کی افضلیت میں ہے کہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑنا اس میں تین[۳] قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ افطار افضل ہے ظاہر اطلاق نہی تقدم کی وجہ سے۔ سراج الوہاج میں ہے کہ یہی مذہب ہے حضرت عمر و عثمان و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں یہ روایت ہے کہ شک کے دن ان کے پاس پانی کا کوزہ بھرا ہوا رکھا رہتا تھا جب آپ سے کوئی روزہ کے بارہ میں سوال کرتا تو آپ اس کے سامنے قدرے پانی نوش فرما لیتے اور اس عمل سے روزہ نہ رکھنا ثابت فرماتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ روزہ افضل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روزہ رکھتی تھیں اور بر بنائے احتیاط فرماتی تھیں کہ میں شعبان کا ایک دن روزہ رکھوں یہ زیادہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں افطار کروں ایک دن رمضان سے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ احتیاطاً خواص کے لیے مخفی طور پر روزہ رکھنا افضل ہے اور عوام کے لیے یہ ہے

کہ نصف النہار شرعی تک شہادت وغیرہ کا انتظار کریں اگر ثابت ہو جائے کہ رمضان ہے تو روزہ رکھیں ورنہ ان کو افطار افضل ہے تاکہ فساد عقائد کی فتح البابی عوام میں نہ ہو کچھ دن بعد وہ اس کو رمضان ہی میں شمار کرنے لگیں گے اور اہل کتاب کی طرح معاذ اللہ فرض پر زیادتی کا عقیدہ قائم ہو جائے گا۔ یہی قول مختار ہے (ہدایہ فتح القدیر حیات الصائمین)

سوال :- عین شک کے دن روزہ رکھنے کے متعلق تو جو مسائل بیان ہوئے ان سب کا حاصل معلوم ہو گیا اب یہ اور فرمائیں کہ شک سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر عادت ہے تو مکروہ نہیں ورنہ شک کے دن سے ایک یا دو روز پیشتر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ہاں تین یا تین سے زیادہ رکھنا مکروہ نہیں بطریق اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَتَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَيَصُوْمُهٗ کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ مت رکھو یہ خوف ہے کہ لوگ اس کو رمضان سے سمجھنے لگیں گے البتہ خود شک کے دن کا نفل روزہ مکروہ نہیں کہ اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استثنا فرما دیا ہے لَا يُصَامُ الْيَوْمُ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ اَنَّهٗ مِنْ رَمَضَانَ اِلَّا تَطَوُّعًا۔ (بحر الرائق۔ فتح القدیر۔ حیات الصائمین)

سوال :- شک کے دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا کیوں منع ہے؟

جواب :- اس لیے کہ رؤیت سے پہلے رمضان نہیں تو شک کا دن شعبان میں ہے تو ایک دن پہلے رمضان کا روزہ رکھنا اللہ کے حکم سے آگے بڑھنا ہے یہ تَقَدُّمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ہے جو قرآن سے منع لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ اس طرح رمضان سے ایک دو دن پہلے کو احتیاطاً رمضان میں شمار کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ رجب شعبان دونوں انتیس کے ہوئے ہوں پس رؤیت سے قبل یہ بھی تقدیم رمضان ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا لَا تَتَقَدَّمُوا مِنْ اَحَدِكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اس

میں مشابہت اہلِ کتاب بھی ہے کہ وہ فرض روزوں پر زیادہ کر دیا کرتے تھے۔

سوال:۔ اگر شک کے دن بحالتِ انتظار بھولے سے کھا پی لیا بعد میں شہادت آگئی رمضان ثابت ہو گیا تو یہ شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جی ہاں رکھ سکتا ہے۔ بھول نسیان کا حکم قبل نیت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ بعد نیت ہے۔ (دُرِّ مختار)

سوال:۔ اگر شک واقع ہوا یوم عرفہ اور یوم النحر میں تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ افضل روزہ ہے۔ (شامی۔ حیات الصائمین عن الخلاصہ)

روزہ کی تعریف

سوال:۔ رؤیتِ ہلال کے متعلق تفصیلی احکامات معلوم ہوئے اب براہِ کرم روزہ کی تعریف بیان فرمائیں روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ جو روزہ کا اہل ہو اس کا صبح سے غروبِ آفتاب تک بہ نیت تقرّب الی اللہ کھانا پینا اور جماع ترک کر دینا روزہ کہلاتا ہے۔ (عالمگیری۔ شامی)

سوال:۔ روزہ کا اہل کون شخص ہے؟

جواب:۔ مسلمان مرد اور وہ عورت جو حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ (دُرِّ مختار)

سوال:۔ روزہ کے لیے کیا بالغ ہونا بھی شرط ہے؟

جواب:۔ نہیں۔ اس لیے کہ بچّہ کا روزہ بھی ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ کیا روزہ کے لیے جنون اور بیہوشی سے افاقہ بھی شرط ہے؟

جواب:۔ رات میں ہوش کے ساتھ اگر نیت کر لی ہے اور دن بھر بے ہوشی میں گذرا تو روزہ ہو جائے گا افاقہ ضروری نہیں۔ ہاں اگر نیت قبل غروب کی پھر ہوش نہ رہا تو روزہ نہیں ہوا۔ غرضکہ وقتِ نیت اگر ہوش کے ساتھ نیت کر لی ہے تو پھر بیہوشی میں روزہ گذرا تو کوئی حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

روزہ کے شرائط

سوال:۔ روزہ کے شرائط کتنی قسم پر ہیں؟

جواب:۔ تین قسم پر (۱) شرائطِ صحت (۲) شرائطِ وجوب (۳) شرائطِ وجوبِ ادا۔

سوال :- روزہ کی صحت کے شرائط کیا ہیں ؟
جواب :- اسلام، نیت اور حیض و نفاس سے عورت کا پاک ہونا۔ یہ روزہ کے شرائطِ صحت ہیں اگر مسلمان نہیں تو روزہ صحیح نہیں اور اگر نیت نہیں تو روزہ نہیں اگرچہ ہفتوں بھوک ہڑتال کرے اگر عورت حیض یا نفاس میں ہے تو بھی اس حال میں روزہ نہیں ہوگا۔ (شامی)
سوال :- عورت کا روزہ تھا مگر مغرب سے کچھ ہی پہلے عصر کے بعد عورت کو حیض آگیا تو کیا یہ روزہ عورت کا نہیں رہا؟
جواب :- جی ہاں روزہ نہیں رہا۔ حیض اور روزہ جمع نہیں ہو سکتے اس کی قضا کرے۔
سوال :- شرائطِ وجوب کیا ہیں یعنی روزہ جن شرائط پر فرض ہوتا ہے وہ کیا ہیں ؟
جواب :- اسلام، عقل اور بلوغ۔ (عالمگیری، فتح القدیر)
سوال :- شروطِ وجوبِ ادا کیا ہیں یعنی فرض ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا کن شرطوں پر موقوف ہے؟
جواب :- فوراً واجب ادا ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں ایک صحت دوسری اقامت پس بیمار اور مسافر کو رخصت ہے کہ وہ بعد میں رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

نیّت کا بیان

سوال :- کیا نیّت ہر روزہ کے لیے ضروری ہے ؟
جواب :- جی ہاں ہر روزہ کے لیے ضروری ہے۔ (فتح القدیر)
سوال :- نیّت کسے کہتے ہیں ؟
جواب :- کسی کام کے پختہ اِرادہ کو کہتے ہیں۔ (شامی)
سوال :- زبان سے نیّت کرنا کیسا ہے ؟
جواب :- اصل میں تو نیت نام ہی عملِ قلب کا ہے۔ زبان سے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں مگر زبان سے الفاظ کہنا غافل قلب کو متنبہ کرنے کا ذریعہ ہے اس لیے سلف صالحین نے اس کو پسند فرمایا تاکہ قلب سے غفلت دور ہو جائے اگر زبان سے نیّت کرے تو بہتر یہ ہے صیغہ ماضی کے ساتھ ہو مثلاً رات کو کہے کہ میں نے کل کے روزہ کی

نیت کی اور اگر صیغہ حال کے ساتھ یوں کہے کہ میں نیت کرتا ہوں روزہ کی تو یہ بھی صحیح ہے
(تنویر۔ درمختار۔ شامی)

سوال:۔ روزہ کی نیت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟
جواب:۔ غروب آفتاب کے بعد سے وقتِ نیت ہی نیت ہے۔ رات میں جب چاہے نیت کرلے ہاں اگر نیت غروبِ آفتاب سے پہلے کی تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔
(عالمگیری ص۲۰۱)

سوال:۔ اگر رات کو نیت نہ کرسکا تو اب دن میں بھی نیت کرسکتا ہے یا نہیں؟
جواب:۔ جن روزوں کے لیے دِن متعین ہیں مثلاً رمضان ہے یا نذر معین ہے اس میں ضحوۂ کبریٰ یعنی نِصفُ النَّہار شرعی تک دِن میں نیت کرسکتا ہے اور نفل میں بھی کرسکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور روزہ واجب مثلاً کفارہ وقضا وغیرہ میں نیت دِن میں نہیں کرسکتا اور جن روزوں میں دِن کی نیت کی اجازت بھی ہے ان میں بھی افضل یہی ہے کہ دن نکلنے سے قبل رات میں ہی نیت کرلی جائے۔ (تنویر۔ عالمگیری)
سوال:۔ اگر دِن میں نیت کرے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟
جواب:۔ اس کا طریقہ علماء نے بتلایا ہے کہ نیت کرے تو اب سے روزہ شروع کرنے کی نہ کرے بلکہ نیت میں یہ ہو کہ اوّل دن سے روزہ شروع ہے۔ (عالمگیری)
سوال:۔ ضحوۂ کبریٰ کسے کہتے ہیں؟
جواب:۔ دن ایک عرفی ہوتا ہے اور ایک شرعی عرفی دن کی ابتدا طلوعِ آفتاب سے ہوتی ہے اور انتہا غروبِ آفتاب پر۔ شرعی دِن کی ابتدا طلوعِ فجر ثانی سے ہوتی ہے اور انتہا غروب آفتاب پر۔ عُرفی دن کے نصف کو اِستوار کہتے ہیں اور شرعی دن کے نصف کو ضحوہ کُبریٰ یعنی نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔ طلوعِ فجر اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کا حِصّہ رات کے ساتویں حصہ کی برابر ہے عربی میں ساتویں حِصّہ کو سُبُع کہتے ہیں اگر دِن کے بھی سات حِصّہ کرکے اس میں شامل کرلیے جائیں تو کُل آٹھ سبع ہوتے ہیں اس کے نصف یعنی چار سُبع پر نصف النہار شرعی یعنی ضحوہ کبریٰ ہوگا اور ابتداء طلوع شمس سے تین سُبع

پر ہو گا وہ بحساب ساعات پانچویں ساعت اور ایک ساعت کا ساتواں حصہ ہو گا۔ جن روزوں میں دن کی نیت کی اجازت ہے اُن پر لازم ہے کہ ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کر لیں خاص اس وقت یا اس کے بعد پھر نیت کا وقت نہیں۔ (تنویر۔ حیات الصائمین)

سوال :۔ بلحاظ ساعت کوئی ایسا آسان طریقہ بتلا دیجیے جس سے ہم معلوم کر لیں کہ اب ضحوہ کبریٰ شروع ہو گیا۔ تو اس ساعت سے پہلے پہلے ہم نیت کر سکیں ؟

جواب :۔ علمائے ہیئت نے عرفی دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کیا ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں کمی زیادتی نفس ساعت میں ہو سکتی ہے مگر اس تعداد میں نہیں۔ ساعت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان سیدھا کھڑا ہو اور اپنے سایہ کو اپنے قدم سے ناپلے اگر سایہ اصلی کو چھوڑ کر سایہ تئیس ۲۳ قدم ہے تو یہ تئیس ۲۳ قدم پہلی ساعت کا آخر ہے اور بارہ قدم پر دوسری ساعت کا آخر ہے چھ قدم پر تیسری ساعت کا آخر ہے اور تین قدم پر چوتھی ساعت کا آخر ہے اور ایک قدم پر سوائے سایہ اصلی کے پانچویں ساعت کا آخر ہے سب میں سایہ اصلی کو نظر انداز کیا جائیگا اور سایہ اصلی وہ چھٹی ساعت کا آخر ہے اب ساتویں ساعت پانچویں ساعت کے مثل ہے اور آٹھویں ساعت مثل چوتھی ساعت کے ہے۔ اور نویں ساعت مثل تیسری ساعت کے اور دسویں ساعت مثل دوسری ساعت کے ہے اور گیارہویں ساعت مثل پہلی ساعت کے ہے اور پھر بارہویں ساعت ہے جس کا آخری وقت وقتِ غروب ہے پس جب تک کہ سایہ مقدار ایک قدم یا اس سے زیادہ ہے سوائے سایہ اصلی کے تو ابھی ضحوہ کبریٰ شروع نہیں ہوا ہے نیت کر سکتا ہے اور جب ایک قدم سے سایہ ذرا بھی کم ہوا تو وقت نیت نہ رہا اب نیت جائز نہیں۔ (حیاۃ الصائمین)

سوال :۔ اگر رمضان اور نذر معین اور نفل میں خاص اُن کے نام نہ لیے جائیں بلکہ مطلقاً بلا کسی قید کے یوں کہا جائے کہ میرا روزہ ہے تو اس مطلق نیت سے کیا روزہ ہو جائے گا ؟

جواب :۔ جی ہاں یہ تینوں روزے مطلق روزہ کی نیت سے بھی ادا ہو جائیں گے۔ (ہدایہ)

سوال :۔ رمضان کا روزہ واجب آخر یعنی کسی دوسرے واجب یا نفل کی نیت سے

بھی ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟

جواب :۔ جی ہاں ہو جائے گا کیونکہ یہ دن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہر حال رمضان کے فرض روزہ کیلئے ہی متعین ہو چکا ہے۔ پس تمہارا مقرر کردہ وصف لغو ہو جائے گا۔ اصل نیت باقی رہ جائے گی۔ وہ رمضان کے لیے کافی ہے۔ (ہدایہ)

سوال :۔ کیا مسافر یا مریض اگر رمضان میں کسی واجب آخر مثلاً قضا، کفارہ وغیرہ کی نیت سے روزہ رکھے تو رمضان کا روزہ ہو گا یا واجب کا ؟

جواب :۔ چونکہ مرض اور سفر کی وجہ سے اس کے لیے رمضان کا روزہ معاف ہو چکا ہے لہٰذا اس کے لیے بھی مثل شعبان کے ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس روزہ کی بھی نیت کرے گا وہی روزہ ہو جائے گا۔ مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ جب اس مریض یا مسافر نے معافی سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور روزہ ہی رکھنا چاہتا ہے تو پھر چاہے جس نیت سے بھی رکھے وہ رمضان ہی کا ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :۔ اگر مسافر یا بیمار رمضان میں نفل روزہ رکھے تو نفل ہو گا یا رمضان کا ؟

جواب :۔ اس میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں نفل ہو گا کیونکہ بوجہ رخصت رمضان مثل شعبان ہو گیا ہے بعض کہتے ہیں رمضان کا ہو گا کیونکہ نفل ثواب کے لیے رکھا جاتا ہے اور فرض میں ثواب زیادہ ہے لہٰذا نفل کی نیت سے بھی فرض رمضان ہی ادا ہو گا۔
(ہدایہ، عنایہ، فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :۔ اگر نذرِ معین کے دن واجب آخر کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہو گا واجب ہو گا یا نذر کا ؟

جواب :۔ واجبِ آخر کا ہو گا۔ (تنویر، دُر مختار، شامی)

سوال :۔ رمضان کا دن بھی متعین تھا اور نذر کا بھی پھر کیا وجہ ہے کہ رمضان میں تو واجب آخر کی نیت کی تو واجبِ آخر نہ ہوا رمضان کا روزہ ہوا اور نذر معین کے دن اگر کسی اور روزہ واجب کی نیت کی تو وہ ہو گیا وجہ فرق کیا ہے ؟

جواب :۔ اگرچہ یہ دن بھی متعین تھا خاص نذر کے لیے لیکن یہ تعیین بندہ کی طرف سے

بتی جو کمزور ہے۔ اور رمضان منجانب شارع متعین ہے یہ تعیین قوی ہے۔ دونوں میں فرق ہے پس نذر کے متعین دن میں نذر کا روزہ نہ ہوگا واجب کی نیت کی ہے تو وہ واجب ادا ہو جاتے گا۔ نذر کی بعد میں قضا کرے گا۔ (تنویر، دُرِ مختار، شامی)

سوال :- اگر قضاتے رمضان اور نفل دونوں کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہوگا ؟

جواب :- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضاء ہوگا یہ حق اللہ ہے جو قوی تر ہے ؟ (فتاوی بزازیہ)

سوال :- اگر ایک رمضان کے دو روزے قضاء ہوتے تو نیت کس طرح کرے، کیا نیت میں تعیین کرے اول اور دوسرے روزہ کی ؟

جواب :- جی ہاں بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں نیت کرتا ہوں اول دن کے روزہ کی جو مجھ پر قضاء ہے اسی رمضان سے پھر دوسرے دن کی اور اگر صرف قضاء کی نیت اول دوسرا نہ کہا تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتح القدیر)

سوال :- اگر دو رمضان کے دو روزے اس کے ذمہ قضاء ہیں تو کیا نیت میں تعیین کرنا ضروری ہے کہ فلاں رمضان کے روزے کی قضاء کر رہا ہوں ؟

جواب :- جی ہاں مختار قول یہی ہے کہ تعیین ہونی چاہیئے مثلاً یوں کہے کہ پہلے رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ اگر تعیین نہیں کی صرف قضاء کی نیت کی تو بھی جائز ہے۔ (فتاوی قاضی خاں، فتح القدیر)

سوال :- اگر قیدی کو رمضان کی خبر نہیں۔ اس لیے رمضان کا روزہ اٹکل سے رکھا تو کیا یہ روزہ ہو جاتے گا ؟

جواب :- اگر رمضان گذر چکا ہے اور پھر اُس نے بہ نیت رمضان روزہ رکھا تو روزہ رمضان کا ہو جاتے گا ورنہ رمضان سے پہلے رمضان کا روزہ نہیں ہوگا۔

سوال :- اگر اکٹھ روزے قضا اور کفارہ کے رکھے مگر متعین نہیں کیا کہ ان میں کونسا روزہ قضاء کا ہے اور کونسا کفارہ کا تو کیا یہ سب بغیر تعیین ادا ہو جائیں گے ؟

جواب :- ادا ہو جائیں گے۔ پہلا قضاء کا۔ باقی کفارہ کے ہوں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :- اگر قضاء رمضان اور نذر دونوں کی نیت کی تو کونسا روزہ ہوگا؟
جواب :- قضاء رمضان ہوگا۔ (عالمگیری)
سوال :- اگر رات میں کفارہ اور نذر معین یا نفل اور نذر معین کی ایک ساتھ نیت کی تو کیا حکم ہے؟
جواب :- بالاجماع نذرِ معین کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)
سوال :- اگر کفارہ ظہار اور قضاء رمضان کی نیت سے روزہ رکھا تو کون سا روزہ ہوگا؟
جواب :- قضاء رمضان کا کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا حق ہے اور بمقابلہ کفارہ ظہار کے قوی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :- اگر کفارہ ظہار اور قتل یا قضائے رمضان اور قتل کی نیت کی تو کون سا روزہ ادا ہوگا؟
جواب :- بالاتفاق کفارہ قتل کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)
سوال :- اگر نیت قضاء رمضان اور نفل کی کی تو کیا حکم ہے؟
جواب :- قضاء رمضان کا روزہ ہوگا کیونکہ یہ قوی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :- ایک شخص نے رات کو روزہ کی نیت کی پھر رات ہی کو نیت سے رجوع بھی کرلی اس کے بعد دن بھر کچھ کھایا پیا بھی نہیں تو کیا روزہ ہوا یا نہیں؟
جواب :- نہیں ہوا۔
سوال :- اگر دن میں نیت سے رجوع کیا اور اس کے بعد کھایا پیا بھی نہیں کیا یہ روزہ ہو جائے گا؟
جواب :- دن میں فقط رجوع سے روزہ نہیں جاتا جب تک روزہ کے منافی کوئی کام بھی نہ کرے مثلاً کچھ کھاتے یا پیتے۔ (عالمگیری)
سوال :- بوقتِ سحر لوگ اسی ارادہ سے کھانے پینے کے لیے اُٹھتے ہیں کہ کل فلاں روزہ رکھیں گے مزید نیت نہیں کرتے تو کیا یہ کافی ہے؟

جواب :۔ جی ہاں یہ کافی ہے۔ (عالمگیری)

سحری کا بیان

سوال :۔ سحری کرنا کیسا ہے؟

جواب :۔ مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً۔ سحری کرو سحری میں برکت ہے یعنی اس میں اجر و ثواب کی زیادتی ہے سنت کا قیام ہے روزہ کے لیے طاقت اور قوت اور بہت سے وقتی منافع حاصل ہوتے ہیں مثلاً دُعا کرنا، تہجد پڑھنا استغفار کرنا غرضکہ سحری کا وقت عجیب رحمت و برکت نیکیوں میں کثرت اور تجلیات کے نزول کا وقت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب کے درمیان فرق سحری کا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرباض رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سحری کے کھانے پر یہ کہہ کر مدعو کیا (ھَلُمَّ اِلَی الْغَدَاءِ الْمُبَارَکِ) اس غذا مبارک کی طرف آؤ۔

(مراقی الفلاح۔ طحطاوی مواہب ص۱۱۳)

سوال :۔ سحری کا وقت کون سا ہے؟

جواب :۔ رات کا پچھلا چھٹا حصہ سحری کا وقت ہے۔ (شامی۔ مرقات ط ۵۰۹)

سوال :۔ کیا اس سے پہلے سحری کر سکتا ہے؟

جواب :۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ رات کا پہلا حصہ گزرنے کے بعد جب پچھلا نصف حصہ رات کا آئے تو وہ بھی سحری کا وقت ہے۔ (مرقات)

سوال :۔ ان دونوں میں افضل وقت کونسا ہوگا؟

جواب :۔ پچھلا چھٹا حصہ افضل ہے سحری جس قدر تاخیر کر کے کھائے گا اسی قدر زیادہ ثواب ہے کیونکہ تاخیر مستحب ہے۔ (دُرِّ مختار)

سوال :۔ اگر سحری بالکل نہ کھائے تو کیسا ہے؟

جواب :۔ نبوی قول و فعل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایسا افطار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوگا۔ ترمذی وغیرہ۔ کتب احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے مجھے وہ بندہ زیادہ پیارا ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسولوں کے اخلاق سے ہے افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ (مشکوٰۃ۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی)

سوال:۔ بعض لوگ اتنی جلدی کرتے ہیں کہ وقت افطار ہونے میں ابھی شک ہی رہتا ہے مگر لوگ جلدی کر کے افطار کر لیتے ہیں۔ ایسے شک میں افطار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں قضاء تو روزہ کی ضروری ہے مگر کفارہ میں اختلاف ہے ابو جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قولِ مختار کی بناء پر اس روزہ کی افطار میں کفّارہ بھی لازم آئے گا اور اگر بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ ابھی دن تھا تو بالاتفاق قضاء۔ اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ لہٰذا جلدی نہ کرو وقت کی خوب تحقیق کر کے افطار کیا کرو۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر)

سوال:۔ بعض لوگ اذان سُن کر بے تاب ہو جاتے ہیں کہ فلاں مسجد میں اذان ہو رہی ہے۔ پس افطار کرو لوگوں کے اس کہنے پر عمل کرے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر صحیح وقت میں اذان دینے کا اہتمام کسی مسجد میں ہے تو اس کی آواز پر افطار کر لینا چاہیئے۔ ورنہ بعض مسجدوں میں بھی خود جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے ایسے مؤذنوں کی آواز پر افطار نہ کرے جب تک کہ غروبِ آفتاب پر اپنا گمان غالب نہ ہو جائے ہرگز افطار نہ کرے اس میں کسی کی رُو رعایت کی ضرورت نہیں۔ (شامی)

سوال:۔ توپ اور گولوں کی آواز پر بھی افطار کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر کسی ماہرِ وقت کے زیرِ نظر گولے اور توپ چھوڑنے کا اہتمام ہے تو افطار جائز ہے۔ کیونکہ اس سے گمان غالب ہو جاتا ہے

سوال:۔ قبل از وقت افطار کرنے والوں کے لیے بھی وعید و عذاب بیان فرمائیں لوگ بہت جلدی کرتے ہیں شور مچا دیتے ہیں پوری طرح اطمینان نہیں ہونے پاتا کہ افطار کر لیتے ہیں؟

جواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ چڑھیے۔ میں نے کہا مجھ کو طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آسان کر دیں گے میں چڑھا بیچ میں پہونچا تو سخت آوازیں سماعت میں آئیں۔ میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں کہا جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لیجایا گیا ایک قوم کو دیکھا وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں۔ اُن کی باچھیں چیری جارہی ہیں کہ جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ پس اتنی جلدی نہ کرو کہ کہیں وقت سے پہلے افطار کرنا لازم آجائے۔

کس چیز پر افطار مسنون ہے

سوال :- کس چیز پر روزہ افطار کرنا سنت ہے؟
جواب :- کھجور یا پانی پر افطار مسنون ہے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ برکت یعنی زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ مرقات میں ہے کہ حدیث کے موافق ترتیب کے لحاظ میں کمال سنت کا لحاظ ہے تو اگر کھجور کے ہوتے ہوتے پانی سے شروع کیا یا پانی پر اکتفا کیا تو سنت کی مخالفت ہوگی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے تر نہ ہوتی تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی سے افطار فرماتے (مشکوٰۃ)

سوال :- کتنی کھجوروں پر افطار کرے۔ پھر نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں؟
جواب :- اصل سنت تو ایک کھجور سے بھی ادا ہو جائے گی مگر حدیث میں جمع کا صیغہ ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَیْرَاتٌ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تُمَیْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ

مِنْ مَّاءٍ[1] تو کمالِ سُنّت کم از کم تین سے ادا ہو گی۔ کیونکہ جمع کا ادنیٰ درجہ تین ہے بلکہ بعض روایات سے تین کھجور ثابت بھی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگ سے مَس ہوئی چیز پر افطار نہ کرے یہ بھی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرنا سُنّت ہے۔ (مرقات۔ زرقانی۔ اشعۃ اللمعات۔ مواہب)

سوال:۔ کیا کھجور ہوتے ہوئے آبِ زم زم سے افطار کرنا سُنّت ہے؟

جواب:۔ نہیں۔ فتحِ مکہ جس سال ہوا آپ نے مکہ معظمہ میں بہت روزے رکھے مگر کھجور پر آبِ زم زم کو مقدم کرنا آپ سے منقول نہیں۔ (مرقات)

سوال:۔ کھجور پر افطار کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:۔ یہ شیریں ہیں اور شیرینی سے بدن کی زائل شدہ قوت لوٹ آتی ہے، نیز حلاوتِ ایمان حاصل ہونے اور تلخیٔ معصیت کے زوال پر ایک عمدہ اور نیک فال ہے۔ بعض اطبار نے کہا کھجور کھانے سے آنکھ کو نقصان ہوتا ہے وہ محمول ہے زیادہ کھانے پر۔ (مرقات)

سوال:۔ روزہ کی نیّت اگر افطار کے وقت کرے تو کیسا ہے؟

جواب:۔ دوسرے دن کے لیے روزہ کی نیّت کا افضل وقت آج افطار کا وقت ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال:۔ اگر نیت بر وقتِ افطار ہو تو کن لفظوں میں ہو؟

جواب:۔ افطار کے وقت یوں پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْغَدِ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ نَوَیْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ[2]۔ (عالمگیری)

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ مغرب پڑھنے سے پہلے افطار فرماتے تھے چند تازہ کھجوروں سے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے۔ اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما لیتے (مشکوٰۃ)

[2] اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

سوال :- حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک لقاء رب کے وقت (فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ) اس فرحت اور خوشی کا بیان قدرے تفصیل کے ساتھ فرمائیں کہ کیوں خوشی ہوتی ہے؟

جواب :- خوشی ظاہر ہے کہ ممانعت کے بعد کھانے پینے کی اجازت ہوئی ہے جو خود کس قدر فرحت انگیز ہے۔ لہٰذا اجازت کی خوشی پھر بھوک میں کھانے پر بے مثل لذت حاصل ہونے کی خوشی روزہ پورا ہونے پر خوشی۔ حصولِ توفیق کی خوشی نورِ عبادت سے باطن مُستنیر ہونے کی خوشی افطار کے وقت مغفرت کی خوشی۔ دُعا قبول ہونے کی خوشی پس یہ تمام اسباب فرحت اور خوشی کے ہیں جو افطار کے وقت موجود ہیں۔ دوسری خوشی لقاءِ رب کے وقت جو آخرت میں حاصل ہوگی اس فرحت کو بھی افطار کے وقت کی خوشی پر قیاس کر لو کہ جب نعمت کے دُنیا میں ملنے کی یہ خوشی ہے تو اُخروی نعمتوں کے ملنے کے وقت کیا خوشی ہوگی پھر خود منعم کے ملنے کے وقت کس قدر خوشی اور فرحت ہوگی۔ لہٰذا افطار کے وقت اس لیے بھی خوشی اور فرحت ہوتی ہے کہ اس وقت ربِ تبارک و تعالےٰ کے ملنے کی خوشی کا کچھ اندازہ کر کے خیالِ دید میں محو ہو جانے کا وقت ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ عید تین ہیں ایک عیدِ افطار یہ طبعی عید ہے دوسری عیدِ موت یعنی ایمانِ کامل پر مرنے کا دن عید اور خوشی کا دن ہے، تیسری عیدِ تجلّی وہ آخرت میں ہوگی جو سب سے بڑی عید ہے اللہ تعالےٰ صفتِ جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے گا یہ عیدِ لقاء ہے پھر کیوں نہ خوشی ہو۔

افطار کے وقت کی دُعا

سوال :- افطار کے وقت کیا دُعا پڑھے؟

جواب :- مختلف دُعائیں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت پڑھنا ثابت ہیں۔ وہ سب درج ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) اور تیرے رزق پر ہی روزہ افطار کیا۔ اور ماہِ رمضان کے کل کے روزہ کی میں نے نیت کی۔ پس میرے، پہلے گناہ اور بعد میں ہونے والے سب بخش دے۔

(۱) ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰے۔
پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ (مشکوٰۃ شریف)

(۲) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰے رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔
الٰہی تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ (مشکوٰۃ)
اس میں روزہ و افطار دونوں نعمتوں کا شکر ہے۔

(۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ۔
حمد ہے اُس ذات کے لیے جس نے میری مدد کی تو میں نے روزہ رکھا اور اور مُجھ کو رزق دیا تو میں نے افطار کیا۔

(۴) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰے رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ[لہ]۔
مواہب میں بجائے ضمیر جمع کے مفرد صیغہ ہے یعنی (صُمْتُ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ) تو اگر اکیلا ہو تو ضمیر مفرد کے ساتھ پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ افطار کرے تو ضمائر جمع کے ساتھ پڑھے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے یہ دُعا افطار کے وقت پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ[لہ]
(اذکار نووی)

سوال :- اگر افطار کرنے کے بعد کنارۂ سورج نظر آگیا اور ثابت ہو گیا کہ دن تھا مگر بروقتِ افطار یقین[لہ] تھا کہ سورج نہیں ڈوبا یا گمان[لہ] تھا یا شک[لہ] تھا یا بعدِ افطار تو کچھ ظاہر نہیں ہوا کہ دن تھا یا نہیں مگر یقین[لہ] تھا کہ دن ہے یا گمان[لہ] غالب تھا کہ دن

[لہ] یا الٰہی ہم نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا پس ہماری طرف سے قبول فرما۔ بے شک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

[لہ] الٰہی بیشک میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں اس رحمت کے سبب جو ہر چیز سے وسیع ہے۔

ہے یا شک اور تردد تھا دن ہونے نہ ہونے میں اور باوجود اس کے پھر افطار کر لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ قضا ان سب صورتوں میں لازم ہے مگر کفارہ بعض میں بلا خلاف لازم ہے بعض میں باختلاف۔ پہلی دوسری صورت میں بالاتفاق کفارہ بھی ہے۔ تیسری شکل میں اختلاف ہے مگر ابن الہمام فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں جانا کہ وجوب کفارہ میں کسی نے خلاف کیا ہو۔ چوتھی صورت میں بھی بالاتفاق کفارہ ہے۔ پانچویں شکل میں اختلاف روایت ہے مگر صاحب بدائع نے عدم وجوب کفارہ کی تصحیح کی ہے چھٹی صورت میں زیلعی اور ابن الہمام نے وجوب کفارہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ مگر صاحب سراج نے عدم وجوب کفارہ پر اجماع نقل کیا ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال :۔ ایک شخص کی خبر پر کہ وقت افطار ہو گیا افطار کر لینا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر وہ نیک اور عادل ہے اور قلب اس کی سچائی پر مائل ہے تو کوئی حرج نہیں افطار کر سکتا ہے۔ (شامی)

سوال :۔ اگر دو شخصوں نے غروب کی شہادت دی اور دو نے عدم غروب کی۔ اس نے افطار کر لیا بعد میں ظاہر ہوا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ اس میں کفارہ نہیں صرف قضا ہے کیونکہ اعتماد کیا شہادت اثبات پر۔ (شامی)

سوال :۔ کیا افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے ؟

جواب :۔ بیشک دعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)

سوال :۔ دوسروں کا روزہ افطار کرانے کا کیا ثواب ہے ؟

جواب :۔ حدیث میں ہے۔ (مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ) (مشکوٰۃ) یعنی جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کو سامان دے اس کا اجر بھی اُسی کے مانند ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی ہے۔

سوال :- روزہ دار اذانِ مغرب کے جواب میں مشغول ہو یا افطار کرے؟
جواب :- اگرچہ مسنون ہے کہ ترکِ اکل و شرب کر کے اذان کا جواب دے مگر خاص افطار کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ اَحَدُکُمْ وَالْاِنَاءُ فِیْ یَدِہٖ فَلَا یَضَعُہٗ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَہٗ مِنْہُ) جب تم میں سے کوئی اذان سُنے اور اس کے ہاتھ میں برتن ہو تو اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے یعنی اذان کی وجہ سے کھانا پینا نہ چھوڑے اس میں تعجیل افطار کی انتہائی تاکید ہے۔ یہ بھی پہلو نکلتا ہے کہ صبح کی اذان کے بارہ میں ہو کہ کھانا نہ چھوڑے جب تک کہ طلوعِ فجر میں شک واقع نہ ہو۔ (اشعۃ اللمعات)

مُفسِدِ صوم

یعنی

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال :- مُفسدِ صوم کِسے کہتے ہیں؟
جواب :- جس سے روزہ میں فساد آجائے یعنی روزہ جاتا رہے اور باطل ہو جائے۔

فساد اور بُطلان کا فرق

سوال :- کیا فساد اور بُطلان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟
جواب :- جی ہاں عبادات میں ایک ہی مطلب ہے۔ فاسد کہو یا باطل دونوں کا یہی مطلب ہے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہاں معاملات میں فرق ہے اگر معاملہ کا اثر مرتب نہ ہو تو وہ باطل ہے۔ اور اگر معاملہ کا اثر تو ظاہر ہوتا ہے مگر شرعاً مطلوبُ التفاسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو فسخ کر دیا جائے تو اس کو فاسد کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو صحیح ہے مثلاً مُردار کی بیع باطل ہے پس اس کا اثر ہی

مرتب نہ ہوگا جو ملک ہے یعنی اس کا کوئی مالک ہی نہیں ہوگا اور اگر کسی شرطِ فاسد کے ساتھ غلام کو فروخت کیا اور مشتری یعنی خریدار کے سپرد بھی کر دیا تو خریدار مالک ہو جائے گا بیع کا اثر مرتب ہو گیا مگر واجبُ الفسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو فسخ کر دیا جائے۔ (دُرِّ مختار و شامی)

روزہ شکن صورتوں کا ضابطہ

سوال :- روزہ کب اور کن صورتوں میں ٹوٹتا ہے کچھ اس کے لیے اصول بیان فرمائیں؟

جواب :- کھانے پینے اور منہ بھر کر قصداً قے کرنے اور جماع کرنے سے اگرچہ سعناً ہی ہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ہر چیز کا باہر سے معدہ آنت اور دماغ کے اندر پہونچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دماغ اور پیٹ میں کوئی شئے خواہ عادی راہوں مثلاً کان ناک پاخانہ اور عورت کی شرم گاہ کی جگہ سے داخل ہو یا کوئی غیر عادی راہ کھل گئی ہو مثلاً پیٹ کا یا دماغ کا زخم ہو اس راہ سے داخل ہو پس اگر یہ شئے مصلحِ بدن ہے تو خواہ مثل حقنہ وغیرہ کے خود روزہ دار نے اپنے فعل سے اندر داخل کیا ہو یا کسی اور نے بہر صورت روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر اندر پہونچنے والی چیز غیر مصلح بدن ہے تو خود روزہ دار کے فعل سے وہ چیز اندر پہونچی ہے تو روزہ جاتا رہے گا ورنہ نہیں۔ مثل تیر اور چھرے وغیرہ سے کہ اگر کسی نے ایسا مارا کہ پیٹ میں غائب ہو گیا تو روزہ نہیں گیا اور خود ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ مُنہ کی راہ ایک ایسی ہے کہ اس راہ سے جو چیز بھی اندر پیٹ میں اُتر جائے گی اس کے لیے کوئی قید نہیں خواہ خود فعل صائم سے اُترے یا کسی اور کے فعل سے وہ شئے مصلحِ بدن ہو یا نہ ہو بہر حال مفسد روزہ ہے مگر وہ صورت کہ جس سے بچنا نا ممکن ہو مثلاً مکھی وغیرہ داخل ہو گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا جو چیز اندر جائے اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ تمام اندر غائب ہو جائے اور قرار بھی پکڑے یعنی کچھ دیر اندر ٹھیرے بھی تب وہ چیز مفسدِ صوم ہوگی۔

سوال :- اگر گوشت کا ٹکڑا دھاگے میں باندھ کر کسی نے نگلا تھا کہ اُسی وقت فوراً اس کو نکال لیا روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب :- اُسی وقت نکال لینے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ کچھ دیر چھوڑ دیگا کہ وہ قرار پکڑے

تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال:۔ اگر تیر کسی غیر نے مارا اور پیٹ میں غائب ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ روزہ نہیں گیا کیونکہ غیر کا فعل ہے۔ نیز مصلح بدن نہیں ہے۔ اس سے روزہ نہیں جاتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال:۔ اگر کسی نے لکڑی یا کپڑا نگلا یا کسی نے پاخانہ کے مقام پر یا عورت نے اپنی شرم گاہ میں کپڑا داخل کر لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر پورا غائب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر کچھ حصہ باہر ہاتھ میں بھی رہ گیا تو روزہ نہیں گیا اس لیے کہ روزہ فاسد ہونے کے لیے تمام داخل ہونا شرط ہے اگر کچھ حصہ باہر رہ گیا تو یہ داخل نہ ہونے کے حکم میں ہے۔
(مراقی الفلاح بحرالرائق صفحہ ۲۷)

سوال:۔ اگر کسی نے خود اپنے کان میں پانی داخل کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ مضرِ دماغ ہے مگر روزہ دار نے چونکہ اپنے فعل سے داخل کیا ہے لہٰذا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال:۔ اچھا اگر کان میں پانی خود چلا گیا مثلاً نہر میں غوطہ لگایا تھا کان میں پہونچ گیا داخل نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ روزہ نہیں گیا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

سوال:۔ اگر دوا یا تیل کان میں ڈالا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ بلاخلاف روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ یہ مصلح نافع ہے اس کو خواہ حکیم یا ڈاکٹر ڈالے ڈالے یا خود بہہ کر کان میں پہونچ جائے بہر صورت روزہ جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال:۔ اگر کنکر یا کاغذ کھایا یا منہ کھلا ہوا تھا کہ بارش کے قطرے خود حلق میں اتر گئے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ منہ کی راہ سے جو چیز بھی اندر جائے گی خواہ مصلح بدن ہو یا نہ ہو خواہ روزہ دار کے فعل کو دخل ہو یا نہ ہو بہر صورت روزہ فاسد

ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جس سے بچنا ناممکن ہو مثل مکھی وغیرہ کے کہ اچانک حلق میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (قدوری۔ حیات الصائمین۔ فتاوی قاضی خاں)

سوال :۔ اگر کسی راہ سے تو بدن یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہونچی مگر مسامات کے ذریعہ مثلاً تیل کا اثر یا پانی کی ٹھنڈک اندر پہونچی تو کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا یہ منافی روزہ کے نہیں۔ (ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری)

سوال :۔ اچھا اگر سُرمہ یا دوا آنکھ میں ڈالی۔ یا مرد نے اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا تو کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اس سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ حلق میں مزا دوا کا محسوس ہو کیونکہ یہ اثر مسامات کے ذریعہ پہونچا نیز مثانہ سے جو چیز اندر جاتی ہے وہ بھی مسامات سے مترشح ہو کر جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری فتاوی قاضی خاں)

سوال :۔ انجکشن کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اس سے براہِ راست معدہ یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہونچتی لہٰذا مفسد صوم نہیں یہ تو فتویٰ ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کرو تاکہ روزہ کا مقصد فوت نہ ہو۔

سوال :۔ مفسدِ صوم اشیاء کتنے قسم پر ہیں؟

جواب :۔ دو قسم پر ہیں ایک وہ ہیں جن سے قضاء اور کفّارہ دونوں لازم آتے ہیں دوسری وہ چیزیں ہیں کہ جن سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اُن روزہ شکن چیزوں کا بیان کہ جن سے قضاء اور کفّارہ دونوں لازم آتے ہیں اور احکامِ کفّارہ

سوال :۔ قضاء اور کفارہ کب لازم آتا ہے؟

جواب :- روزہ کو قصداً بلا عذر توڑ دینے سے قضا اور کفارہ لازم آتا ہے۔
سوال :- کیا ہر روزہ کے توڑنے پر کفارہ ہے؟
جواب :- نہیں یہ صرف رمضان کے روزہ توڑنے پر کفارہ ہے کسی اور روزہ کے توڑنے پر کفارہ نہیں۔
سوال :- یہ کیوں؟
جواب :- اس لیے کہ ماہِ رمضان المبارک بہت زیادہ عظیم و جلیل حرمت والا مہینہ ہے لہٰذا رمضان میں روزہ رکھ کر بلا عذر توڑنے والا رمضان کی بیحرمتی کرنے کے سنگین جرم کا مرتکب ہوا اس لیے اس پر کفارہ لازم ہے۔ (مراقی الفلاح۔ نور الایضاح)

ذرا وہ لوگ غور کریں جو رمضان میں علانیہ کھاتے پیتے پھرتے ہیں کس قدر ہتکِ حرمتِ رمضان کا گناہ کما رہے ہیں مرنا ہے خدا سے ڈرو۔ اگر رمضان کا ایک روزہ بھی تلف ہو جائے اور عمر بھر روزہ رکھ کر اس کی تلافی کرنا چاہے تو بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ خدا کا شکر ہے کہ گناہ کے ازالہ کے لیے اسی عالم میں توبہ اور کفارہ کو کافی کر دیا۔ (طحطاوی)

روزہ کا کفارہ

سوال :- کفارہ کیا ہے؟
جواب :- باندی یا غلام آزاد کرنے پر قدرت ہے تو اوّل یہ لازم ہے۔ ورنہ دو ماہ کے پے در پے اس طرح روزے رکھے کہ بیچ میں ایک دِن بھی ناغہ نہ ہو۔ مثلاً بقر عید کا دِن آگیا یا بیمار ہو گیا اس وجہ سے سلسلہ ٹوٹ گیا تو پھر از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا ہو گا اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے یہ بھی ممکن نہیں اس سے بھی عاجز ہے تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلانا لازم ہو گا اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے وقت بھی وہ ہی کھانے والے ہوں جنہوں نے پہلے کھایا تھا اگر صبح کو ساٹھ مسکین اور تھے اور شام کو اور تو کافی نہ ہو گا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)
سوال :- اگر صبح و شام نہ کھلا سکے بلکہ دو دن صبح ہی صبح یا شام ہی شام کو کھلا دے تو اس طرح بھی دو وقت شمار کر لیے جائیں گے یا نہیں؟

جواب :- جی ہاں شمار کر لیے جائیں گے یہ جائز ہے۔ (نورالایضاح)
سوال :- ایک ہی شخص کو ہر روز دو وقت ساٹھ دن تک کھلا دیا جائے تو یہ بھی کافی ہو جائے گا یا نہیں؟
جواب :- کافی ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح)
سوال :- اچھا اگر کم خرچ ہونے کے لیے بچوں کو یتیم خانہ سے بلایا ایسے لوگوں کو برائے نام کھلا دیا جو پہلے سے کھانا کھا چکے تھے یہ کافی ہوگا یا نہیں؟
جواب :- نہیں ہوگا کیونکہ بچوں کا اور شکم سیر کا کھانا کافی نہیں۔ (مراقی الفلاح)
سوال :- کیا کھانے کے ساتھ سالن بھی ضروری ہے؟
جواب :- اگر گیہوں کی روٹی ہے تو سالن ضروری نہیں جو کی ہے تو ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح)
سوال :- اگر کھلائے نہیں بلکہ ہر شخص کو کھانا دے کر مالک بنانا چاہتا ہے تو کس قدر دے؟
جواب :- گیہوں یا اُس کا آٹا یا ستو ہو تو نصف صاع (ایک سیر تیرہ چھٹانک) اور جو کھجور و منقے ہوں تو ایک صاع دیں۔ (نورالایضاح)
سوال :- عورت کو کفارہ ادا کرتے ہوئے بیچ میں حیض آگیا جس کی بنا پر وہ روزہ نہیں رکھ سکتی تو کیا سلسلہ منقطع ہونے پر بعدِ ختمِ حیض روزوں کا سلسلہ پھر از سرِ نو شروع کرے یا نہیں؟
جواب :- اس کے لیے معافی ہے حیض سے فارغ ہو کر جہاں سے سلسلہ چھوٹا ہے اُس کے آگے سے شروع کر دے اور یہ سلسلہ بعد پاکی متصلاً ہی شروع کر دینا ہوگا ورنہ پھر از سرِ نو روزے رکھنے ہوں گے۔ (طحطاوی)
سوال :- اگر ایک ہی رمضان میں دو روزے توڑے تو علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرے یا ایک ہی کفارہ کفایت کر جائے گا؟
جواب :- اگر پہلے کا کفارہ ابھی تک ادا نہیں کیا تھا تو ایک ہی کافی ہو جائے گا۔

ورنہ نہیں ۔ (دُرِ مختار)

سوال :۔ اگر اُس نے دو رمضان کے روزے توڑے تو کیا علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب :۔ جی ہاں علیحدہ علیحدہ ہر روزہ کا کفّارہ ادا کرنا ہوگا۔ (شامی)

کفّارہ لازم ہونے کا ضابطہ

سوال :۔ روزہ توڑنے پر کفّارہ کیا کسی شرط کے ساتھ لازم آتا ہے؟

جواب :۔ جی ہاں روزہ توڑنے کا جُرم پورا اور کامل ہو ہلکا اور ناقص نہ ہو مثلاً روزہ توڑنے والا بچّہ نہ ہو مسافر نہ ہو دن میں روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھنے والا نہ ہو کِسی کے جبر و اکراہ سے نہ توڑا ہو روزہ توڑنے کے بعد روزہ کے افطار کو مباح کرنے والا کوئی عذر پیش نہ آگیا ہو مثلِ مرض یا حیض وغیرہ کے غرضکہ جرم کی نوعیت کو کوئی شئے ہلکا کرنے والی نہ ہو بلکہ جُرم بھاری اور کامل ہو تو کفّارہ لازم آتے گا۔ (شامی۔ نورالایضاح)

سوال :۔ جب کفّارہ لازم ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ روزہ اُس طریقہ پر توڑے کہ جس سے کامل جرم بن جائے تو اُس کے لیے براہِ کرم کوئی ضابطہ بھی بیان فرمائیں کہ جس سے کمالِ جرم ہونا معلوم ہو؟

جواب :۔ اس کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ کمالِ جُرم صورتِ افطار اور معنے افطار دونوں کے باہم جمع ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو جرم ناقص ہوگا کامل نہیں اِن صورتوں میں صرف قضاء لازم آئے گی صورتِ افطار مُنہ کی راہ سے نگلنا ہے یعنی ابتلاع اور معنی افطار انتفاع ہے یعنی پیٹ اور دماغ میں اُس چیز کا پہونچنا ہے جس میں اصلاحِ بدن ہو یعنی دواء اور غذاء۔ پس مُنہ کی راہ سے کنکر پتھر نگلے تو کھانے کی صُورت ہے مگر معنی نہیں کیونکہ کنکر غذا ہے نہ دوا اور اگر غذا اور دوا غیر منہ کی راہ سے پیٹ میں پہونچائی جائے تو معنے افطار حاصل ہے مگر صورت نہیں پس اگر ایک چیز ہے اور ایک چیز نہیں تو صرف قضاء لازم

آئے گی۔ اور اگر دونوں موجود ہیں مثلاً منہ سے نگلا اور غذا اور دوا کو نگلا جس میں صلاحِ بدن ہے تو اب کفارہ لازم ہوگا کیونکہ معنی اور صورت مل کر کامل جرم ہوگیا اسی طرح جماع میں بھی ایک صورت جماع ہے اور ایک معنی جماع صورت جماع اِیْلَاجُ الْفَرْجِ فِی الْفَرْجِ ہے یعنی شرم گاہ کا شرم گاہ میں داخل کرنا۔ اور معنی جماع سے مراد انزال ہے مگر شہوۃ کے ساتھ ہو بالْمُبَاشَرَۃِ وَالْمُمَاسَّۃِ یعنی قضاءِ شہوۃ ہو کسی شے کے مس کرنے سے مثلاً ران یا شکم میں جماع کیا یا جلق لگایا تو یہ معنی جماع ہوا۔ ہاں اگر کسی کے خیال اور تصور سے انزال ہوگیا تو یہ معنی جماع بھی نہیں کیونکہ کسی چیز کے مس کرنے سے انزال نہیں ہوا۔ اور معنی جماع میں مس شرط ہے۔ پس کفارہ انتہائی جرم پر لازم آتا ہے کمالِ جرم اسی وقت ہوگا جب صورت اور معنی دونوں پائے جائیں تو اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو کفارہ لازم نہیں آئے گا صرف قضاء لازم آئے گی آگے جزئیات درج ہوں گے اُن میں اس کو ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ اس ضابطہ کی روشنی میں جزئیات اچھی طرح ذہن نشین ہوجائیں۔ (فتح القدیر، عنایہ، مراقی الفلاح طحطاوی)

سوال :- کفارہ لازم آنے کے لیے کیا قابلِ شہوت عورت کے ساتھ جماع میں انزال شرط ہے؟

جواب :- اس صورت میں جماع ہو یا اِعلام انزال شرط نہیں مجرد دخول پر کفارہ لازم آجائے گا۔ (تنویر۔ دُرِ مختار)

سوال :- کیا قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا؟

جواب :- جی ہاں کفارہ لازم آئے گا۔

سوال :- کیا ہر چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب :- نہیں صرف دواء اور غذا کے کھانے پینے سے کفارہ لازم ہوگا۔ کسی اور چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں ہوگا مثلاً کسی نے کنکر یا لوہے کے چنے چباتے تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ صورتِ افطار ہے معنے افطار نہیں۔

(قدوری۔ ہدایہ)

سوال :- آپ نے فرمایا ہے کہ غذا کے کھانے سے کفّارہ لازم آتا ہے تو غذا کی تعریف بھی کیجیے ؟

جواب :- غذا کی تعریف میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس کے کھانے کی طرف طبیعت مائل ہو اور خواہش اس سے زائل ہو بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس میں بدن انسانی کا نفع ہو ثمرہ اختلاف دو مقام پر ظاہر ہو گا ایک یہ کہ کسی نے مُنہ کا نکلا ہوا لقمہ کھا لیا تو پہلی تفسیر کی بنار پر اس پر غذا کی تعریف صادق نہیں آئے گی۔ کیونکہ مُنہ سے نکلے ہوئے لقمہ کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی کراہت ہوتی ہے اگرچہ بدن کا نفع موجود ہے۔ تو اس تفسیر کی بنار پر کفارہ لازم نہیں آئے گا اور دوسری تفسیر کی بنار پر غذا ہے کیونکہ اس کی طرف اگرچہ طبیعت مائل نہ ہو مگر بدن کا نفع تو ہے۔ اس تفسیر کی بنار پر اس کے کھانے سے کفارہ لازم آئے گا دوسرا مقام ثمرہ اختلاف ظاہر ہونے کا وہ ہے کہ جب ایسی چیز کا استعمال ہو کہ اُس کی طرف میلان طبع تو ہو مگر اس میں نفع بدن اصلاً نہ ہو۔ جیسے حقہ سگریٹ وغیرہ پس پہلی تفسیر کی بنار پر حقّہ پینے سے کفّارہ لازم آئے گا اور تفسیر ثانی کی بنار پر کفّارہ نہیں کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ نفع کیا بعض دفعہ اس کا پینا مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ لیکن غذا کے معنی بیان کرنے میں صحیح تر تفسیر اوّل ہی ہے لہٰذا حقّہ پینے میں (جن کو عادت ہے) ان پر کفارہ لازم آئے گا کیونکہ ان کو اس کی طرف رغبت ہے اور جس کی طرف طبیعت مائل ہو وہ غذا کے حکم میں ہے اسی طرح صحیح تر قول کی بنار پر مُنہ سے نکلے ہوئے لقمہ کھانے میں کفّارہ نہیں کیونکہ اس کی طرف رغبت اور میلان نہیں۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر محبوب یا کسی بزرگ کے مُنہ کا لقمہ ہے یا لعابِ دہن ہے تو کیا اُس کے کھانے میں کفّارہ لازم آئے گا ؟

جواب :- جی ہاں اس صورت میں کفّارہ لازم آئے گا۔ کیونکہ اس میں لذّت ہے اور اس کی طرف میلان اور رغبت ہے۔

سوال :- اگر سڑا ہوا گوشت کھایا جس میں کیڑے بھی ہوں یا کچا گوشت کھایا تو کفارہ

لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- کفارہ سڑے ہوئے گوشت کے کھانے میں لازم نہیں آئے گا کیونکہ اُس کی طرف رغبت نہیں بلکہ کراہت ہے مگر یہ کراہت کچے گوشت میں نہیں لہٰذا کفارہ لازم آئے گا۔ اسی طرح چربی کھانے میں بھی کفّارہ ہے۔ (نور الایضاح)

سوال:- کیا مٹی کھانے میں کفّارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- جس کو رغبت نہیں اُس پر کفّارہ نہیں۔ جو مٹی کھانے کا عادی ہے اس پر کفارہ ہے۔ ہاں گِل ارمنی وغیرہ کھائے گا تو خواہ عادی ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ دوا ہے دوا۔ اور غذا کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے۔
(مراقی الفلاح، نور الایضاح۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال:- اگر نمک کھایا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- اگر تھوڑا کھایا تو کفّارہ ہے اور اگر زیادہ کھایا تو کفّارہ نہیں۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح)

سوال:- اگر غصب کر کے یعنی کسی سے چیز کو چھین کر کھا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کفّارہ لازم ہوگا۔

سوال:- اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور غالب تھا یا خالص خون ہی تھا جو پی گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- کفّارہ لازم نہ ہوگا قضا ہے۔ (عالمگیری)

سوال:- اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور تھوک غالب تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- نہ کفارہ ہے نہ قضا ہے (عالمگیری)

سوال:- کچے جَو۔ یا مسور۔ باجرہ۔ مونگ۔ کچے چاول کھانے پر کفّارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:- نہیں۔ مگر بھنے ہوئے ہوں جس کی طرف رغبت ہو مثلاً جَو بھنے ہوئے ہوں یا مُرمُرے ہوں تو کفّارہ لازم ہوگا اسی طرح بالوں میں سے ہرے دانے نکالکر کھائے تو بھی کفّارہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

سوال:- خربوزہ یا تربوز کا چھلکا اگر کھا لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر ایسی حالت میں ہے کہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہوں یا خشک ہوکر

خراب ہوگیا ہو تو کفارہ نہیں ورنہ کفّارہ لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال :- آپ نے فرمایا ہے کہ بحالتِ اکراہ و جبر کھانے پر کفارہ نہیں مگر ایک شخص کو پھانسی دی جانے کا حکم ہوا اُس نے پانی مانگا کسی نے اس کو پانی پلادیا بعد میں چھوڑ دیا تو اس پانی پینے پر کفّارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب :- جی ہاں کفارہ لازم آئے گا کیونکہ اس کو کِس نے مجبور کیا تھا پانی پینے پر؟ بلا اکراہ خود پیا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر بادام اخروٹ و پستہ مسلّم نِگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر خشک بادام اخروٹ پستہ ہے تو کفّارہ نہیں تر بادام ہے۔ تو کفارہ ہے کیونکہ یہ کھایا جاتا ہے بخلاف تر پستہ اور تر اخروٹ کے کہ اس میں کفارہ نہیں کیونکہ یہ نہیں کھایا جاتا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر خشک اخروٹ بادام پستہ چبا کر کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر اندر سے پولا اور خالی نِکلا صرف چھلکا ہی تھا جو چبا کر کھایا تو کفارہ نہیں صرف قضاء ہے اور اگر اس کے اندر مغز تھا پھر چبا کر کھایا گیا تو کفارہ ہے کیونکہ جو چیز کھانے کی ہے وہ مع شئے زائد کھائی گئی۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر چھلکے سمیت انڈا یا انار نِگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفّارہ نہیں کیونکہ اس طرح نہیں کھایا جاتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- کھیرا۔ ککڑی۔ باقلا۔ خربوزہ۔ تربوزہ۔ کا پانی پیا۔ کافور زعفران مشک سِرکہ کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسا بیمار ہوگیا کہ اس کو شرعاً روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے یا عورت کو حیض یا نفاس آگیا تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں کیونکہ کفارہ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد

بغیر اپنے قصد اور اختیار کے منجانب اللہ کوئی ایسا عذر پیش نہ آئے کہ جس سے افطار مباح ہو جائے اور یہاں ایسا پیش آگیا لہٰذا کفارہ نہیں۔ (شامی)

سوال :- روزہ توڑنے کے بعد اگر سفر کیا یا اپنے اختیار سے کوئی زخم لگایا یا چھت یا پہاڑ سے گرا کر اپنے کو ایسا زخمی کیا کہ اب روزہ کے قابل نہیں رہا تو کیا حکم ہے۔

جواب :- کفّارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ منجانب اللہ عذر نہیں بلکہ خود اس کے اختیار سے پیدا کردہ ہے لہٰذا کفّارہ لازم ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر روزہ توڑنے کے بعد بادشاہ نے اس کو سفر پر مجبور کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفّارہ لازم ہوگا کیونکہ یہ عذر صاحبِ حق یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیدا نہیں ہوا۔ (مراقی. طحطاوی)

سوال :- اول اگر کسی مرد کو جبر و اکراہ کے ساتھ جماع میں مشغول کیا پھر اثناءِ صحبت میں وہ بخوشی جماع میں مشغول رہا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفّارہ لازم نہیں کیونکہ روزہ تو بحالتِ اکراہ اوّل ہی ٹوٹ چکا تھا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- جبر و اکراہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- کسی عضو کو قطع کرنے یا ضربِ شدید یا قتل کی صحیح دھمکی دی جانے کو کہتے ہیں بشرطیکہ روزہ دار بھی یہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کے موافق نہ کیا تو یہ نقصان پہونچا دیگا۔

سوال :- کیا کفارہ کے لیے شکم سیر ہو کر کھانا یا جماع کرنے میں انزال کا ہونا بھی شرط کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ صرف کھانے سے اور جماع کرنے میں اگرچہ انزال نہ ہو حشفہ چھپتے ہی کفارہ لازم آئے گا کیونکہ احکامِ جماع، غسل، فسادِ صوم، حد، کفّارۂ صوم وغیرہ یہ سب التقاءِ ختانین کے ساتھ متعلق ہیں شکم پُری یا انزال۔ یہ زائد شے ہے اس کو عربی میں شبع کہتے ہیں کفارہ میں یہ ضروری نہیں۔ (در مختار۔ شامی۔ مراقی الفلاح)

سوال :- کھانے کی وہ کیا مقدار ہے کہ جس کے پیٹ میں پہونچنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

جواب :- باہر سے تل یا تل کی برابر کوئی چیز مُنہ میں رکھ کر بغیر چبائے نگل گیا تو کفارہ لازم

ہو گا مگر اسی مقدار کی دانتوں میں اُلجھی ہوئی شے کو نکال کر پھر نگلا تو روزہ فاسد ہو جائے گا مگر اصح روایت کی بناء پر کفارہ نہیں بوجہ کراہتِ طبع۔ (عالمگیری)

سوال :- بغیر چبائے نگل جانے کی قید کیوں لگائی؟

جواب :- اس لیے کہ اتنی قلیل مقدار کی چیز کو اگر چبایا جائے گا تو منہ میں فنا ہو کر رہ جائے گی وہ حلق میں نہیں پہونچے گی اس لیے اس سے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ ہاں اگر مزا حلق میں محسوس ہوا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہ ہی اصل ہے ہر قلیل شئے کے چبانے کے بارہ میں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال :- اگر باہر سے نہیں بلکہ دانتوں کے اندر سے کوئی چیز تل کی برابر نکلی اور اندر ہی اندر اس کو نگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سے روزہ فاسد نہیں ہو گا کیونکہ یہ حکم قلیل میں ہے۔ منہ کے اندر کثیر شے سے روزہ فاسد ہوتا ہے اس کی مقدار چنے کے برابر یا اُس سے زائد ہے پھر اس میں بھی قضاء ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- کسی نے بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا چھوا اور انزال نہ ہوا روزہ نہیں گیا مگر یہ شخص اپنی جہالت سے یہ سمجھ بیٹھا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ لازم ہو گا مگر روزہ کے فاسد ہونے کا مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا تو نہیں۔ (نور الایضاح)

سوال :- کسی کی غیبت کی پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضاء اور کفارہ دونوں لازم۔ (عالمگیری)

سوال :- بھول کر کھایا پیا جماع کیا اور معلوم بھی تھا کہ ان صورتوں میں روزہ نہیں جاتا پھر قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگرچہ معلوم تھا پھر بھی کفارہ نہیں کیونکہ افطار کے لیے گمان کا جائز محل ہے کہ یہ حقیقت میں مفطر یعنی روزہ شکن چیزیں ہیں۔ پس شبہ کی وجہ سے کفارہ نہیں۔ (شامی)

سوال :- اگر قے ہوئی یا نہایا اور گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں ہاں اگر کسی مفتی کے فتویٰ پر افطار کیا تو کفارہ نہیں کیونکہ عامی پر تقلیدِ مفتی لازم ہے ۔ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- اگر احتلام ہوا اور معلوم ہے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا مگر باوجود اس جاننے کے پھر قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- کفارہ لازم ہے اگر حکم جانتا ہے ورنہ نہیں ۔ (عالمگیری)

سوال :- حجامت یعنی پچھنے لگوائے یا سُرمہ لگایا یا تیل لگایا پھر ان باتوں میں یہ سمجھکر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- قضا و کفارہ لازم ہے اگرچہ اس نے حدیث سُن لی ہو مگر وہ کیا جانے کہ حدیث منسوخ ہے یا مؤوّل ۔عوام کا یہ کام نہیں کہ حدیث سے دلیل لائیں ہاں اس غریب جاہل کو کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا اور افطار کر لیا تو کفارہ نہیں کیونکہ عوام کا کام تو علماء سے دریافت کر کے فتویٰ پر عمل کرنا ہے ۔ (فتاویٰ بزازیہ)

سوال :- پتّوں کے کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر وہ پتّے کھائے جاتے ہیں تو قضا اور کفارہ لازم ہے ورنہ نہیں یہی تمام نباتات کا حکم ہے ۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر مسواک کرنے پر گمان ہوا کہ روزہ فاسد ہو گیا پھر قصداً کھا پی لیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- کفارہ لازم ہے ۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر دانہ گندم کو دانت سے کُتر کر کھایا تو کیا کفارہ ہے ؟

جواب :- جی ہاں کفارہ ہے کیونکہ اس طرح کھانے چکھنے پر عادت جاری ہے ہاں چبا کر کھائے گا تو منہ میں فنا ہو جائے گا اس صُورت میں اگر حلق میں مزا محسوس نہ ہوا تو نہ فساد ہے اور نہ کفارہ ورنہ قضا اور کفارہ دونوں لازم ۔

(نور الایضاح ۔ مراقی الفلاح طحطاوی)

سوال :۔ جن صورتوں میں کفارہ نہیں کیا اُن میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا فعل سرزد ہوا ہو ؟

جواب :۔ جی ہاں یہ شرط ہے اگر بار بار اس گناہ کا اعادہ کیا تو کفارہ لازم ہوگا۔ (درِ مختار)

بیان اُن روزہ شکن چیزوں کا جن میں صرف قضا لازم آتی ہے

صرف روزہ کی قضا ہونے کا ضابطہ

سوال :۔ صرف قضا لازم آئے اس کا بھی کوئی ضابطہ بیان فرمائیں ؟

جواب :۔ اُوپر کفارہ میں اس کا بیان آچکا ہے جس کا حاصل یہ ہے روزہ کے منافی امور میں سے صورتاً یا معنًی فقط کسی ایک امر کا موجود ہونا موجب قضا ہے۔ اس لیے کہ ایک کے وجود سے جُرم میں نقصان رہتا ہے۔ کمالِ جرم نہیں بنتا لہٰذا اس سے کفارہ نہیں فقط قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر صورت اور معنی افطار دونوں باہم جمع ہی ہوجائیں مگر کسی عذر کے ساتھ افطار ہوا یا افطار کے بعد مباح کرنے والا کوئی خدا کی جانب سے شرعی عذر بیماری وغیرہ پیش آجائے یا کوئی شبہ اور خطا کی بنا پر روزہ افطار کیا یا جبر و اکراہ سے توڑا یا وہ روزہ افطار کیا جس کی نیت زوال سے قبل دِن میں ہوئی تو ان سب صورتوں میں بھی قضا لازم ہوگی۔ کیونکہ جرم ہلکا ہوگیا۔ صورت و معنے افطار کی بحث اوپر کفارہ کے بیان میں گزری تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (ہدایہ۔ طحطاوی)

سوال :۔ روزہ دار عورت سو رہی تھی یا پاگل ہوگئی اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی تو کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ اس پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :۔ اگر سوتے ہوئے پانی پیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- روزہ جاتا رہا قضا لازم۔ یہ مثل بھول کر پینے والے کے نہیں کیونکہ سونے والے کا ذبیحہ جائز نہیں بھولنے والے کا ذبیحہ جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے۔

جواب :- نہیں۔ بلکہ اس پر تو قضا بھی لازم نہیں۔

سوال :- اگر قبلِ زوال روزہ کی نیت کر کے پھر قصداً روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ کفارہ میں یہ شرط ہے کہ وہ رمضان کا وہ روزہ توڑے کہ جس کی نیت رات سے ہی کی ہو۔ یہاں نیت دن میں ہوئی لہٰذا توڑنے پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے کیونکہ امام شافعی کے نزدیک اس نیت سے روزہ ہی نہیں ہوتا تو شبہ ہو گیا عدم صیام کا اور شبہ سے کفارہ ساقط (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر مجبوراً کسی نے روزہ توڑا کسی جابر کے جبر و اکراہ سے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- کلی کر رہا تھا کہ حلق میں بغیر قصد پانی چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ پانی خطاءً گیا لہٰذا کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے بشرطیکہ روزہ پانی کے اُترنے کے وقت یاد تھا ورنہ قضا بھی نہیں روزہ باقی رہا۔ (عالمگیری۔ نور الایضاح)

سوال :- اوّل بھول کر روزہ دار نے کھانا کھا لیا پھر قصداً کھا لیا تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب :- نہیں صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ قیاساً فاسد ہو گیا لہٰذا شبہ ہو گیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- نیت کے بعد پھر سحری کھائی یا جماع کیا درآں حالیکہ طلوعِ فجر میں شک تھا بعد میں ثابت ہوا واقع میں فجر ہو گئی تھی کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب :- صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں کیونکہ رات اصل ہے تو بقائے لیل کے شبہ پر کفارہ ساقط ہو گیا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال :- اگر رات کے گمان پر روزہ افطار کیا حالانکہ افطار کے بعد سورج کا کنارہ

دکھلائی دیا تو کفارہ ہے یا نہیں ؟
جواب :- قضا ہے کفارہ نہیں کیونکہ رات کے ظن پر افطار ہوا۔
(مراقی الفلاح۔ نور الایضاح۔ طحطاوی)
سوال :- اگر مردار یا کسی جانور کے ساتھ جماع کیا یا جلق لگایا یا ران یا پیٹ میں جماع کیا یا بوسہ لیا یا چھوا اور ان سب صورتوں میں انزال ہو گیا تو کفارہ لازم ہو گا ؟
جواب :- نہیں صرف قضا لازم ہو گی۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح طحطاوی)
سوال :- اگر چھوا یا بوسہ لیا اور مذی خارج ہو گئی تو بھی کفارہ لازم ہو گا یا نہیں ؟
جواب :- نہیں بلکہ قضا بھی نہیں اور روزہ قائم ہے (طحطاوی) مگر بعض صورتوں میں مکروہ ہے تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔
سوال :- عورت کو دیکھ کر انزال ہو گیا یہ سمجھا کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھا لیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- قضا لازم ہو گی کفارہ نہیں ہاں مسئلہ معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر قصداً کھا لیا تو کفارہ لازم ہے (عالمگیری)

جلق لگانے والے پر لعنت ہے

سوال :- اُوپر یہ تو معلوم ہو گیا کہ جلق میں انزال ہو گیا تو روزہ قضا ہے۔ براہِ کرم ضمناً نفسِ جلق کے بارے میں بھی کچھ فرمائیں کہ یہ فعل کیسا ہے ؟
جواب :- مکروہ تحریمی ہے اس فعل کے کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ) (عنایہ۔ درمختار۔ فتح القدیر)
سوال :- اگر کسی نے کنکر پتھر چبائے تو کفارہ ہے یا نہیں ؟
جواب :- نہیں۔ قضا ہے کیونکہ صورۃً فطر ہے معنًے فطر نہیں۔ (ہدایہ)
سوال :- احتلام ہوا اس نے خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا لیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- قضا لازم ہو گی کفارہ نہیں ہاں مسئلہ معلوم تھا کہ احتلام سے روزہ نہیں جاتا پھر قصداً کھایا تو کفارہ لازم ہو گا (عالمگیری)
سوال :- زوال سے پہلے مسافر گھر آگیا یا مجنون کو افاقہ ہو گیا اور کھانے کے لیے گھر

میں کچھ موجود نہیں پایا روزہ کی نیت کرلی۔ پھر قصداً عورت سے جماع کیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ کیونکہ کفارہ کے لیے شرط ہے کہ نیت رات میں ہو۔ (عالمگیری)

سوال :- حقنہ کیا یا ناک میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا خود تیل پہونچ گیا تو کیا کفارہ لازم ہوگا؟
جواب :- کفارہ نہیں۔ قضا لازم ہوگی۔ (لِوُجُوْدِ مَعْنَی الْفِطْرِ۔ افطار کے معنی پائے جانے کی وجہ سے)۔ (مراقی۔ ہدایہ۔ عالمگیری)

سوال :- اگر کسی نے مِسّی کھائی یا دھاگہ رنگین منہ میں لے کر بٹا تھوک ایسا رنگین ہوا کہ رنگ ہوگیا اُس کو نِگل گیا اُس وقت روزہ یاد ہے یا جمائی میں منہ کھلا پانی اوپر پرنالے سے گر کر حلق میں اُتر گیا۔ بغیر اس کے عمل کے یا برف کی ڈلی مُنہ میں سے پھسل کر حلق میں اُتر گئی یا آنسو بہہ کر بہت سے مُنہ میں چلے گئے جس سے تمام مُنہ نمکین ہوگیا پھر ان آنسوؤں کو نِگل گیا اسی طرح چہرہ کا پسینہ منہ میں داخل ہوگیا یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں پانی یا دوا کے قطرے ڈالے یا پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی جو پیٹ یا دماغ تک پہونچ گئی یا گیلی اُنگلی پانی یا تیل کی پاخانہ کے مقام یا عورت نے اپنے مقامِ مخصوص میں داخل کی جس سے تری اندر پہونچی اِن سب صورتوں میں اگر روزہ فاسد ہوا تو قضا ہے یا کفارہ بھی لازم آئے گا؟
جواب :- ان سب صُورتوں میں کفارہ نہیں۔ روزہ فاسد ہوجائے گا صرف قضا لازم ہوگی بشرطیکہ اس وقت روزہ کو بھولے ہوئے نہ ہو بلکہ روزہ یاد بھی ہو۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر پاخانہ کا مقام باہر آگیا یعنی کانچ نکل آئی استنجا کا پانی خوب خشک نہیں کیا کہ کھڑا ہوگیا پانی اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- روزہ فاسد ہوگا قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر استنجا کرتے وقت پانی مقامِ حقنہ تک پہونچ گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- روزہ فاسد ہوجاتے گا قضا لازم ہے اسی لیے احتیاط لازم ہے کہ

روزہ دار استنجے کے وقت سانس نہ کھینچے۔ (عالمگیری)
سوال :۔ اگر ڈوری میں باندھ کر گوشت وغیرہ کا ٹکڑا نگل گیا اور ڈوری ہاتھ میں ہے تو کیا حکم ہے؟
جواب :۔ اگر فوراً نہیں نکالا کچھ دیر بعد نکالا تو روزہ فاسد ہو جائے گا صرف قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)
سوال :۔ اگر لکڑی کا پورا ٹکڑا نگل گیا یا کنکر گٹھلی کاغذ نگل گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :۔ قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)
سوال :۔ عورت کے لیے آج کی تاریخ حیض آنے کے لیے معین تھی اس لیے عورت نے قصداً روزہ توڑ دیا حیض نہ آیا یا آج باری کا دن تھا یہ سمجھ کر کہ آج بخار آئے گا قصداً روزہ توڑ دیا مگر بخار نہ آیا۔ یوں ہی یقین تھا کہ آج دشمن سے لڑائی ہو گی۔ قصداً روزہ توڑ دیا مگر لڑائی نہ ہوئی تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ لازم آئے گا؟
جواب :۔ صرف قضا ہے کفارہ لازم نہیں۔ (طحطاوی)
سوال :۔ اگر دھواں پیٹ یا دماغ میں قصداً پہونچایا تو کیا حکم ہے؟
جواب :۔ روزہ فاسد ہو گیا قضا لازم ہے اور دھواں اگر عنبر اور عود وغیرہ کا ہے تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم آئے نفع کے سبب۔ (مراقی۔ نور الایضاح ص۳۷)

قے کا حکم

سوال :۔ اگر قے ہوتی تو روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
جواب :۔ نہیں۔ مگر ہاں خود قے کرے تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا۔
سوال :۔ یہ کیوں؟
جواب :۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ (مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ) یعنی جس کو قے ہوئی اور وہ روزہ دار ہے تو اُس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی اس پر قضا ہے۔
(فتاوی قاضی خاں۔ فتح القدیر)
سوال :۔ قے میں کفارہ کیوں نہیں؟

جواب :- اس لیے کہ حدیث میں قضا کا ذکر ہے کفارہ کا نہیں۔ قیاس تو یہ چاہتا تھا کہ قضا بھی لازم نہ آئے کیونکہ روزہ میں فساد اُس چیز سے آتا ہے جو اندر جاتے نہ کہ اس چیز سے جو خارج ہو۔ مگر نص آگئی قضا کے حق میں لہذا ہم نے فسادِ صوم قضا کے حق میں مان لیا۔ کفارہ کے حق میں نہیں۔ یہاں اصل قیاس عدم فساد کا قائم ہے۔ لہذا کفارہ نہیں۔ (ہدایہ۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- اگر قصداً قے تو کی مگر منہ بھر کر نہیں ہوئی کیا حکم ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک قضا ہے مگر امام ابو یوسف کے نزدیک قضا نہیں یہ ہی قول مختار اور صحیح ہے۔ (در مختار۔ فتح القدیر)

سوال :- یہ اختلاف کیوں ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک اگر قے قصداً کی تو بہر حال قضا لازم مُنہ بھر کر ہو یا اُس سے کم کیونکہ حدیث میں کوئی قید نہیں مطلق ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب تک کہ منہ بھر کر قے نہ آئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ رہی حدیث بلاشبہ وہ قے کے بارہ میں ضرور ہے مگر قے وہی ہے جو اندر سے باہر خارج ہو اور حکمِ خارج میں وہ قے ہے جو منہ بھر کر ہو جس کے روکنے پر قدرت نہ ہو۔ لہذا قے ہی وہ ہے جو منہ بھر کر ہو قلیل مقدار میں کچھ پانی یا ڈکار میں کچھ کھانے کے ذرّات مُنہ میں آگئے تو اس کو قے نہیں کہتے نہ اُس سے وضو ٹوٹے گا نہ روزہ جاتے گا یہ ہی قولِ مختار ہے۔ (ہدایہ۔ شامی۔ فتح القدیر)

سوال :- اگر قصداً قے کی اور لوٹ کر کچھ اندر چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر منہ بھر کر ہے تو لوٹنے کا کوئی سوال ہی نہیں قے کرتے ہی بالاجماع روزہ ٹوٹ گیا خواہ اندر جائے یا نہ جائے خواہ لوٹائے یا خود لوٹے روزہ بہر حال جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

سوال :- تھوڑی قے ہوئی مُنہ بھر کر نہیں مگر خود لوٹائی اُس قلیل قے کو جو قصداً کی تھی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا یہی اصح قول ہے۔ (دُرِّ مختار)

سوال :- یہ اختلاف کیوں ہے ؟

جواب :- امام محمدؒ کے نزدیک تو قصداً قے کرنے ہی سے اگرچہ قلیل ہو روزہ ٹوٹ گیا بوجہ نص کے۔ تو اندر جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باہر سے اندر جانے کا سوال جب پیدا ہوتا جبکہ قلیل حکم خارج میں ہوتا مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ حکمِ خارج ہی میں نہیں تاکہ خارجی چیز کا اندر جانا متحقق ہوتا لہٰذا ان کے نزدیک بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور ان سے دوسری روایت کی بنا پر روزہ ٹوٹ گیا۔ یہ قول امام محمدؒ کے موافق ہو امام زُفرؒ بھی ساتھ ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں۔ فتح القدیر)

سوال :- جو قے خود بخود آئے اس کا کچھ حصّہ اندر چلا جائے تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- منہ بھر قے کو اگر قصداً لوٹایا ہے تو بالاجماع روزہ فاسد ہو گا۔ اور قصداً نہیں خود بخود کچھ حصّہ لوٹ کر چلا گیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا امام محمدؒ کے نزدیک نہیں۔

سوال :- یہ کیوں ؟

جواب :- اس کے سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھ لو کہ امام محمدؒ کے نزدیک روزہ کا فاسد ہونا صائم یعنی روزہ دار کے فعل پر موقوف ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فساد کا تعلق اُس چیز کے داخل ہونے پر ہے جو خارج سے جاتے تو منہ بھر کر قے حکمِ خارج میں بھی ہے اور قصداً لوٹانے میں روزہ دار کا فعل بھی پایا گیا تو بالاجماع روزہ فاسد ہو گیا۔ قضا لازم آئے گی اور منہ بھر کر قے تو ہے مگر قصداً نہیں لوٹائی خود چلی گئی تو عمل صائم نہ ہونے کے سبب امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ منہ بھر کر قے حکم خارج میں ہے گویا خارج سے لوٹنا پایا گیا روزہ فاسد ہو گیا۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر)

سوال :- اچھا جو قے خود بخود آئے اور منہ بھر سے کم ہو اُس میں سے اگر کچھ حصّہ اندر

چلا گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- اگر بغیر قصد خود لوٹ گئی تو بالاتفاق روزہ فاسد نہیں ہوا اور قصداً لوٹایا تو امام محمدؒ کے نزدیک فاسد ہو گیا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا اور یہی قولِ مختار ہے ۔ (فتح القدیر)

سوال :- اس کی کیا وجہ ؟

جواب :- چونکہ یہ قے مُنہ بھر کر نہیں تو حکم خارج میں نہیں تو اگر خود لوٹی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خارج سے اندر جانا نہیں پایا گیا لہٰذا روزہ فاسد نہیں ہوا ۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک خود اندر قے اتر جانے میں روزہ دار کا فعل اور قصد نہیں پایا گیا تو ان کے نزدیک بھی روزہ فاسد نہیں ہوا ۔ تو بالاتفاق عدم فساد کی صورت ہوئی اگر قصداً لوٹایا تو فعل اور عمل صائم کی وجہ سے امام محمدؒ کے نزدیک تو روزہ فاسد ہوا مگر قلیل مقدار ہے اس لیے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹا کیونکہ حکمِ خارج میں نہیں ۔ (فتح القدیر)

سوال :- جماع بچہ سے یا میت سے یا جانور یا ران میں کیا یا چھوا یا بوسہ لیا اور انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- قضا واجب ہے کفارہ نہیں ۔ (تنویر الابصار ۔ ہدایہ)

سوال :- اگر دو عورتوں نے آپس میں فعلِ بد کیا یعنی جماع کیا اور انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- صرف قضا لازم ہو گی ۔ (شامی ۔ عالمگیری)

سوال :- کسی نے بھول کر جماع کیا جب یاد آیا تو فوراً علیحدہ نہیں ہوا بلکہ رکا رہا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- روزہ فاسد ہو گیا کیونکہ رُکا رہنا اب جماع شروع کرنے کے حکم میں ہے مگر ابتدا بھول کر ہوئی اس لیے کفارہ نہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ حرکت کرے گا تو کفارہ بھی لازم ہو گا ۔ (فتاویٰ قاضی خان)

سوال :- اگر کسی نے انار کا دانہ یا چھالیہ روزہ دار پر ماری وہ حلق میں اُتر گئی تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب :- جی ہاں فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)

بیان اُن چیزوں کا جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال :- روزہ دار نے بھول کر کھانا کھا لیا یا پانی پی لیا یا جماع کیا تو کیا روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹتا وہ اللہ کی طرف سے رزق ہے جو اس کو ملا۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا بھول معاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے (فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ) کہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا۔ (مشکوٰۃ۔ مراقی الفلاح۔ نور الایضاح)

سوال :- اگر بھول کر کھا رہا ہو تو کیا دیکھنے والے پر اس کو آگاہ کرنا لازمی ہے؟

جواب :- اگر جانتا ہے کہ روزہ دار میں قوت ہے تو آگاہ کرنا لازمی ہے نہ بتلائے گا تو مکروہ ہے اور اگر قوت نہیں ہے تو خیر گنجائش ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر کسی نے بتلایا مگر اُس نے ایک نہ سنی اور برابر کھاتے چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر واقع میں اُس نے نہیں سُنا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر سُنا پھر بھی کھانا ترک نہیں کیا تو قضا لازم ہو گی اس لیے کہ خبرِ واحد بھی دینی اُمور میں حجت ہے ہاں کفارہ لازم نہیں کیونکہ ابتدا بھول کر کھانے پر ہو گئی تھی۔ (نور الایضاح۔ طحطاوی)

سوال :- عورت کے دیکھنے سے یا تصور سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لِاَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ مِنْهُ صُوْرَةُ الْجِمَاعِ وَلَا مَعْنَاهُ (مراقی الفلاح)

سوال :- کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ روزہ سُرمہ لگایا؟

جواب :- جی ہاں لگایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَحَلَ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (طحطاوی)

سوال :- پھول یا مشک عنبر یا عطر سونگھنے سے کیا روزہ ٹوٹتا ہے؟

جواب :- نہیں - ہاں جوہر دار مثل اگربتی کے دھوئیں کے اگر سونگھے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر بغیر اس کے قصد اور فعل کے بلا اختیار دھواں حلق میں داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ (نور الایضاح - مراقی الفلاح)

سوال :- اگر خشک اُنگلی قُبُل دُبُر میں کی تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- روزہ نہیں گیا۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر غیبت کی تو روزہ گیا یا نہیں ؟

جواب :- روزہ تو نہیں گیا مگر ثواب چلا گیا کیونکہ غیبت مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے برابر ہے قرآنِ پاک میں ہے۔ (اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ، پ۲۶ رکوع ۱۴)۔ (طحطاوی)

سوال :- اگر کان میں بار بار تنکا داخل کر کے میل نکالا تو کیا روزہ جاتا رہا۔

جواب :- نہیں گیا۔ (لِعَدمِ وُصُولِ اِلَی الدِّمَاغِ) (نور الایضاح - مراقی الفلاح)

سوال :- سر سے ناک کی طرف رطوبت اتری وہ ناک کے ذریعہ کھینچ کر اندر ہی سے اس رطوبت اور بلغم کو نگل گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن امام شافعیؒ کے قول پر روزہ ٹوٹ گیا۔ لہٰذا مُنہ کے ذریعہ نکال کر تھوک دے تاکہ بالاتفاق روزہ صحیح ہو جائے۔

(مراقی الفلاح - نور الایضاح)

سوال :- اگر کلی کے بعد مُنہ میں تری رہ گئی اس کو نگل گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ ایسی چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ (فتاوی بزازیہ)

سوال :- ہونٹ تھوک سے تر ہو گئے اس کو پی گیا یا مُنہ سے لُعاب کا تار بندھ کر نکلا ابھی تار منقطع نہیں ہوا تھا کہ کھینچ کر واپس نگل گیا تو روزہ ٹوٹا یا نہیں ؟

جواب :- نہیں ٹوٹا کیونکہ ابھی خروج پورا نہیں ہوا تھا۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر ہڑ کو چوسا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- اگر اجزا اس کے اندر نہیں گئے تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری)

سوال :- غبار وغیرہ اگرچہ دوائیوں کا ہو منہ میں چلا گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (عالمگیری)
سوال :- اگر احتلام ہو گیا تو کیا روزہ جاتا رہا یا نہیں؟
جواب :- روزہ نہیں گیا۔ لِاَنَّهٗ لَمْ تُوْجَدْ صُوْرَةُ الْجِمَاعِ وَلَا مَعْنَاهُ۔
(ہدایہ)

سوال :- اگر بدن یا بالوں میں تیل لگایا تو روزہ گیا یا نہیں؟
جواب :- روزہ نہیں گیا لِعَدَمِ الْمُنَافِیْ (ہدایہ)
سوال :- اگر بوسہ لیا یا چھوا اور انزال نہ ہوا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- روزہ نہیں ٹوٹا۔ لِعَدَمِ الْمُنَافِیْ صُوْرَةً وَّمَعْنًی۔ (ہدایہ)
سوال :- اگر گوشت کا ریشہ یا چھالیہ یا پان یا روٹی کا ٹکڑا دانتوں میں سے نکل کر اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر قلیل مقدار میں ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ دانتوں میں عادتاً کھانے کے اجزاء باقی رہ ہی جاتے ہیں۔ اس سے بچنا ناممکن ہے اس لیے معاف ہے بمقابلہ کثیر کے کہ اُس کا دانتوں میں رہنا ناممکن اس لیے وہ معاف نہیں اس کو نگلا تو اُس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کم اور زیادہ کی حد چنے کی مقدار ہے کہ یہ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل۔ (حیات الصائمین)
سوال :- اگر دانتوں سے خون نکلا روزہ میں نگل گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- اگر حلق میں خون کا مزا محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر مزا محسوس ہوا تو ٹوٹ گیا۔
سوال :- اگر کھانے کے بعد کچھ اس کا اثر باقی رہ گیا اُس کو نگل گیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- اگر وہ قلیل ہے اس کو نگل لیا تو روزہ نہیں گیا اور اگر کثیر ہے تو روزہ گیا صاحب فتح القدیر کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں مزا محسوس ہوا تو کثیر ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

مکروہاتِ روزہ

سوال :- کیا چکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟
جواب :- اگر مزا چکھ کر تھوک دیا ہے اندر کچھ نہیں گیا تو روزہ نہیں گیا۔ لِعَدَمِ الْفِطْرِ صُوْرَۃً وَّمَعْنیً۔ (ہدایہ)
سوال :- یہ تو معلوم ہو گیا کہ روزہ نہیں ٹوٹا مگر چکھنا روزہ کی حالت میں کیسا ہے ؟
جواب :- مکروہ ہے۔ (لِمَا فِیْہِ مِنْ تَعْرِیْضِ الصَّوْمِ عَلَی الْفَسَادِ) (ہدایہ)
سوال :- اگر عورت چبا کر اپنے بچّہ کو کھانا کھلا دے تو کیسا ہے ؟
جواب :- اگر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے جب تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے۔ بلا وجہ خطرہ مول لینا ہے۔ (ہدایہ)
سوال :- گوند وغیرہ چیزوں کے چبانے کا کیا حکم ہے ؟
جواب :- اگر بھر بھری چیز ہے کہ اُس سے جُدا ہو کر کچھ اجزا پیٹ میں پہونچ جائیں تو روزہ گیا اور اگر چکنی چیز ہے تو چبانا مکروہ ہے۔ (ہدایہ)
سوال :- عورت کا شوہر بد خلق ہے اس کی وجہ سے سالن میں نمک وغیرہ چکھنا کیسا ہے؟
جواب :- مکروہ نہیں ہے ہاں مطلقاً بد خلق نہیں ہے یا خاص کھانے پینے کے معاملہ میں بد خلق نہیں ہے تو پھر چکھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح ۔ طحطاوی)
سوال :- اپنی عورت کا بوسہ لینا یا مباشرۃ کی یا ران وغیرہ میں جماع کیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- اگر انزال کا اندیشہ ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ہے۔ ہاں ہونٹوں کا بوسہ یعنی لبوں کو چوسنا علی الاطلاق مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا خوف مباشرۃ فاحشہ یعنی ننگے ہو کر معانقہ کرنا یا مِلنا جبکہ شرم گاہیں بھی ملی ہوئی ہوں مکروہ ہے۔

(نور الایضاح ۔ مراقی الفلاح ۔ طحطاوی)

سوال :- جبکہ بوسہ وغیرہ مفطر نہیں ہے تو پھر مکروہ کیوں ہے ؟
جواب :- بوسہ وغیرہ فِیْ حَدِّ ذَاتِہٖ مُفْطِر نہیں اس لیے حالت امن میں اُس

کی ذوات کا اعتبار کیا اور غیر مامون حالت میں انجام کا اعتبار کر کے مکروہ کا حکم دیا گیا۔
(اشعۃ اللمعات)

سوال:۔ سُنا ہے ڈاڑھی اور مُونچھ وغیرہ میں تیل لگانا مکروہ ہے؟
جواب:۔ مکروہ نہیں ہاں اگر ڈاڑھی کو ایک مشت سے زیادہ کرنے کی نیت سے تیل لگائے گا تو مکروہ ہے سو یہ بدون روزہ کے بھی مکروہ ہے۔

ایک مُشت ڈاڑھی ضروری ہے

سوال:۔ کیا ایک مُشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے؟
جواب:۔ جی ہاں ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ثابت ہے۔ (یَقْبِضُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ فَیَأْخُذُ مَا فَضَلَ عَنِ الْقُبْضَۃِ) کہ حضرت ابوہریرہؓ ڈاڑھی کو مُٹھی سے پکڑتے جو فاضل ہوتی اس کو لیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے کتاب الصوم میں درج کیا ہے راوی کہتا ہے کہ (رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقْبِضُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ فَیَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَی الْکَفِّ) یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹھی سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے جو کفِ دست سے زائد ہوتی اس کو قطع کر دیتے حالانکہ اِن ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہُ سے حدیث بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ (اُحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی) لبوں کو پست کراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل قطع نہ کراؤ بڑھائے چلے جاؤ جہاں تک بھی پہنچے حالانکہ اس قدر بڑھانے اور ڈاڑھی کو لمبی اور طول وطویل کرنے کا منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طول اور عرض میں سے ڈاڑھی نہ ترشواتے۔ ترمذی میں ہے۔ (عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ کَانَ یَاْخُذُ مِنَ اللِّحْیَۃِ مِنْ طُوْلِھَا وَعَرْضِھَا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو اس کے طُول اور عرض سے لیا کرتے تھے پھر کتنا لیتے تھے اس کی حد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے ظاہر کر دی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زائد از مشت کا قطع کرانا مروی ہے۔ جیسا کہ

فتح القدیر میں ہے۔

ایک مشت سے ڈاڑھی کم کرنیکا حکم خواہ کترولے یا منڈلے

سوال :۔ براہِ کرم یہ بھی بیان فرمادیں کہ ڈاڑھی کتروانے اور منڈلانے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلق کردن لحیہ حرام است کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے پس واجب اور ضروری ہوا کہ ایک مشت تک ڈاڑھی بڑھائے یہ ہی مطلب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم دینے کا کہ ایک مشت تک ڈاڑھی کترواؤ منڈواؤ نہیں جس کو صحابہ نے اپنے فعل سے خوب ظاہر کر دیا فتح القدیر میں ہے کہ کسی نے بھی ڈاڑھی منڈانے اور کتروانے کو مباح نہیں رکھا یہ مجوس کا فعل اور طریقہ ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا اس کی مخالفت کو فرمایا مسلم میں ہے۔ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ہ

سوال :۔ سُنا ہے زینت کی نیت سے سُرمہ اور تیل لگانا مکروہ ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں مکروہ ہے ایسا شخص عورتوں کا سا بناؤ وسنگار کرنے والا مشہور ومعروف ہو جاتا ہے مردوں کے یہ لائق اور شایانِ شان نہیں یہ زینت ہے جس سے نفس میں اترانا اور فخر کرنا پیدا ہوتا ہے۔ یہ کمزوروں کا نشان ہے ہاں جو آدابِ دین سے مہذب ہیں وہ اظہارِ نعمت اور شکر کے لیے بالوں کو آراستہ اور ان کی پراگندگی کو دُور کرتے ہیں تاکہ مظہرِ جمال حق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (اِنَّہٗ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ) یہی مردانہ وقار اور بلند ہمتی ہے کہ اس لیے آراستہ ہو کہ تجلیات اس پر وارد ہوں یہ فرق زینت وجمال کا اصلاح باطن سے حاصل ہوتا ہے۔ (فتح القدیر۔ عالمگیری)

سوال :۔ کیا مسواک کرنا اور پچھنے لگانا مکروہ ہے ؟

جواب :۔ مکروہ نہیں۔ (تنویر ردِ مختار)

سوال :- کلی کرنا ناک میں پانی دینا نہانا گیلا کپڑا کر کے بدن سے لپیٹنا کیا مکروہ ہے؟
جواب :- مکروہ نہیں ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاس یا گرمی کے سبب سر پر بحالتِ روزہ پانی ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزہ میں گیلا کپڑا کر کے بدن سے لپیٹتے تھے۔ پھر یہ چیزیں عبادت پر مُعین ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مکروہ فرماتے ہیں جبکہ اس سے عبادت میں تنگ دلی کا مظاہرہ ہو (دُرِّ مختار۔ شامی)

سوال :- ایسا عمل کہ جس سے آخر میں ایسا ضعف پیدا ہو جائے کہ روزہ پورا کرنے سے عاجز ہو جائے کیسا ہے؟
جواب :- ایسا عمل جائز نہیں۔ پس چاہیئے کہ آدھے دن نان بائی روٹی پکائے اور نصف پچھلے دن میں آرام حاصل کرے۔ (دُرِّ مختار)
سوال :- دن میں سفر کیا تو ایسی حالت میں روزہ افطار کر سکتا ہے؟
جواب :- چونکہ شروع میں روزہ ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اس کے اختیار کردہ عمل سے جو سفر ہے روزہ ساقط کرنا اس کو لائق نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :- اگر دن نکلنے سے پہلے ہی سفر شروع کر دیا پھر دن میں کسی شہر میں پہونچ کر نیتِ اقامت کر کے روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- یہ افطار کرنا مکروہ ہے کیونکہ آج کے دن سفر اور اقامت دونوں جمع ہو گئے ہیں ترجیح اقامت کو ہے سفر کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)
سوال :- خرید و فروخت اور تجارت کے لیے گھی اور شہد کو چکھ کر لینا تاکہ اچھے بُرے کی تمیز ہو جائے کیسا ہے؟
جواب :- مکروہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کسی وجہ سے خرید ناضروری ہو یا نقصان کا اندیشہ ہو تو حرج نہیں مگر چکھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو نگل بھی جائے بلکہ زبان سے لگا کر مزا چکھ کر تھوک دینا مُراد ہے۔ (عالمگیری)
سوال :- روزہ دار پانی میں نہانے کے لیے اُترا اور ریح چھوڑی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مکروہ ہے :۔ (عالمگیری)
سوال :- مضمضہ یعنی کلی۔ استنشاق یعنی ناک میں پانی چڑھانا اور استنجا میں مبالغہ کرنا کیسا ہے؟
جواب :- تینوں میں مبالغہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)
سوال :- شک کے دن روزہ رکھنا رمضان یا کسی اور واجب کی نیت سے کیسا ہے؟
جواب :- مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

بیوی کو بغیر اجازتِ شوہر نفل روزہ رکھنا کیا ہے

سوال :- بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا کیسا ہے؟
جواب :- عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن شوہر اگر روزہ سے ہے یا بیمار ہے یا احرام کی حالت میں ہے تو مکروہ نہیں۔ (عالمگیری)
سوال :- کیا نفل روزہ رکھنے میں مزدور کو مستاجر (یعنی اجرت پر رکھنے والے) سے اجازت کی ضرورت ہوگی؟
جواب :- اگر کام میں فرق آئے تو اجازت کی ضرورت ہوگی ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)
سوال :- کیا روزہ میں امرِ باطل بہتان۔ جھوٹ۔ غیبت۔ مکروہات سیئات لغو اور بیہودہ باتوں اور دیگر گناہوں سے بچنا چاہیئے۔ یہ امور مکروہ ہیں؟
جواب :- یہ امور مکروہ ہیں بیشک۔ ان سے بچنا چاہیئے حدیث شریف میں ہے۔ (مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔) (بخاری) جو شخص دروغ جھوٹ اور اُس پر عمل کرنا ترک نہ کرے خدا کو اُس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ روزہ اس کا مقبول نہیں روزہ سے بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں بلکہ شہوت کو توڑنا اور نفس کی اَمارگی کو دُور کرنا ہے یہ حاصل نہ ہوا تو روزہ سے کچھ حاصل نہیں سوائے بھوک اور پیاس کے اسی کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا (كَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَكَمْ مِّنْ قَائِمٍ

لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ) یعنی کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے قیام سے اُن کے لیے سوائے بیداری کے کچھ نہیں۔ پس روزہ دار کو چاہیئے کہ روزہ میں خصوصیت کے ساتھ جھوٹ غلیبت اور دوسرے گناہوں سے اپنے کو بچائے تاکہ روزہ مقبول ہو۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال :- کیا غلیبت کے بارے میں بھی کوئی حدیث ہے ؟

جواب :- جی ہاں بیہقی اور طبرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ سپر ہے اس وقت تک کہ اس کو پھاڑا نہو۔ عرض کیا گیا کہ کس سے پھاڑا جاتا ہے ارشاد فرمایا جھوٹ اور غلیبت سے۔ امام شعرانی الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں کہ غلیبت ایسی بلا اور مصیبت ہے کہ فقراء میں سے بھی بہت کم فقراء کو اس سے خلاصی حاصل ہے۔ ورنہ اکثر اپنے ہم عصروں کی تنقیص میں صراحتاً نہیں تو تعریض اور کنایہ کے ساتھ تو ضرور مشغول ہوتے ہیں پس ان کی شان کے لائق ہے کہ اپنے ہم عصروں کے باب میں بھی زبان کو محفوظ رکھیں۔ غلیبت اور جھوٹ وغیرہ سے روزہ اور دیگر اعمال نامقبول ہوتے ہیں۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے اس کا نفع اُسی وقت پہونچے گا جب مضبوط ہو جتنا گناہوں سے بچاؤ گے اتنا ہی خلل اور نقصان سے محفوظ رہ کر روزہ مضبوط ہو گا۔

سُنن اور مستحباتِ روزہ

سوال :- روزہ میں سُنتیں اور مستحبات کیا کیا ہیں ؟

جواب :- روزہ کی نیت رات میں کرنا نفس کی خواہشوں کو زیر اور مغلوب کرنے کی نیت کرنا لغو اور فحش باتوں سے بچنا زبان کو جھوٹ غلیبت بُرائی گالی جھگڑے وغیرہ سے محفوظ رکھنا۔ ذکر اور تلاوت قرآنِ پاک یا سکوت اور مراقبہ میں مصروف رہنا۔ ہر مکروہ اور قابلِ شہوت شے کے دیکھنے سے نظر کو بچانا نظر ایک زہر آلود تیر ہے جو

نظر کو روکے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے قلب میں لذتِ حلاوتِ ایمانی عطا فرمائے گا کانوں کو بُری باتوں کے سُننے سے روکنا کوئی جھگڑا کرے تو جھگڑا نہ کرنا اور اس سے یہ کہہ دینا کہ اِنِّیْ صَائِمٌ یعنی میں روزہ دار ہوں دوسری مرتبہ اِنِّیْ صَائِمٌ کہہ کر اپنے نفس کو بھی خطاب کر کے سمجھائے کہ جھگڑا کر کے روزہ کو خراب نہ کر۔ جن کاموں سے روزہ کے فساد کا اندیشہ ہو اُس سے دُور رہنا مثلاً پچھنے و مباشرت فاحشہ وغیرہ۔ روزہ میں بار بار کلی اور ہائے ہائے کر کے عبادت میں تنگ دلی کا اظہار نہ کرنا۔

(شرح شرعۃ الاسلام)

روزہ کے اقسام بلحاظ خواص وعوام

سوال :۔ روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :۔ مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ روزہ کی تین قسمیں ہیں۔ صومِ عوام۔ صومِ خواص صومِ اَخصّ الخواص۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال :۔ ہر ایک کی تعریف بیان فرمائیں۔

جواب :۔ (۱) صومِ عوام۔ کھانے پینے جماع سے روکنا ہے۔ اس میں تمام عالم کے لیے عمومی رحمت ہے۔ یہ ادنےٰ درجہ کا روزہ ہے۔

(۲) صومِ خواص روزہ کی حالت میں تمام اعضاء۔ اور حواس کو بھی حرام اور مکروہ سے بچانا ہے بلکہ مباح امور میں منہمک ہونے سے بھی بچنا روزۂ خواص ہے اگرچہ دُنیوی اُمور میں غور و فکر کرنا مشغول ہونا مباح ہے مگر خواص کا روزہ اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں جن کے کام اور تجارت وغیرہ مددگارِ آخرت ہوں وہ دُنیا میں داخل نہیں پھر بھی اُن لذات اور خواہشات سے حتی الامکان دُور رہے جو نفس کے قلع قمع کرنے کے منافی ہوں پس یہ صومِ خواص ہے۔ جو گناہوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے (خَمْسٌ یُفْطِرْنَ الصَّائِمَ اَلْکِذْبُ وَالْغِیْبَۃُ وَالنَّمِیْمَۃُ وَالْیَمِیْنُ الْکَاذِبَۃُ وَالنَّظْرُ بِشَهْوَۃٍ) یعنی پانچ چیزیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا

ہے جھوٹ غیبت چغلی جھوٹی قسم نظرِ شہوت یعنی خواص کے روزہ کا کمال جاتا رہتا ہے۔

(۳) صوم اخص الخواص۔ وہ التفات اور تعلق وخیال ماسوی اللہ سے قلب کو روک کر ہر وقت شہودِ حق میں مستغرق رہنا ہے۔ یہ کھانے سے بھی روزہ ہے گناہوں سے بھی روزہ ہے اور التفاتِ ماسوی سے بھی روزہ ہے۔ صوم کے معنی امساک اور روکنے کے ہیں کلام سے روکنے کو بھی حضرت مریم نے لفظ صوم کے ساتھ تعبیر کیا۔ (اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا) پس عوام کا روزہ مفطرات سے امساک ہے خواص کا روزہ مَنْہِیَّات سے اِمساک ہے۔۔۔ اَخَصُّ الْخَوَاص کا روزہ ماسوی اللہ کا امساک ہے یہ صوم اخص الخواص سب سے اعلیٰ درجہ کا روزہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے آمین۔ یہ روزہ چونکہ غیر کی طرف توجہ اعتماد التفات سے ٹوٹ جاتا ہے تو لازم ہے کہ روزہ کا وقت نماز۔ تلاوتِ قرآنِ پاک۔ مراقبہ۔ ذکر توجہ الی اللہ میں گزارے ایسے روزہ دار قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کے مصداق ہیں یہ انبیاء و اولیاء کا روزہ ہے۔

(اشعۃ اللمعات۔ عین العلم۔ زرقانی ص ۹۶)

بہرحال روزہ میں اپنے ظاہر کو گناہ سے بچائے اور باطن کو خطرات سے اور متوجہ الی اللہ رہے۔

بیان عوارضِ مُبیحہ کا یعنی اُن عُذرات کا کہ جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے

سوال:۔ رمضان میں روزہ نہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ بغیر عذر نہ رکھنا گناہ ہے۔ (طحطاوی)

سوال:۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ عذر ایسے بھی ہیں کہ جن کے سبب روزہ نہ رکھنے کی رُخصت ہے براہِ کرم فرمائیں وہ کیا کیا عُذرات ہیں؟

جواب :- بیماری ۔ سفر ۔ حمل ۔ بچہ کو دودھ پلانا ۔ جبر و اکراہ ۔ نقصانِ عقل ۔ جہاد ۔ بھوک ۔ پیاس ۔ بڑھاپا ۔ یہ سب وہ عذرات ہیں کہ جن کے سبب رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے ۔ (مراقی الفلاح)

بیماری

سوال :- بیماری کے متعلق فرمائیں کہ بیماری کن شرائط کے ساتھ عذر ہے ؟

جواب :- اگر بیماری کی زیادتی اور بڑھنے کا خوف ہو یا بیماری سے دیر میں اچھے ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً آنکھ دکھتی ہے یا دردِ سر ہے روزہ کی گرمی سے زیادتی کا اندیشہ ہے یا دیر میں اچھے ہونے کا خیال ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ۔ (نور الایضاح ۔ مراقی)

سوال :- کیا روزہ نہ رکھنا ضروری ہے ؟

جواب :- اگر ہلاکت متحقق ہے تو واجب ہے ورنہ نہیں ۔ (طحطاوی ۔ عالمگیری)

سوال :- بیماری کی امتداد یعنی لمبی مدت پکڑنے یا زیادتی کا اندیشہ کس طرح معلوم ہو ؟

جواب :- خود بیمار کے پاس تجربہ یا علامات ایسی ہوں کہ غلبہ ظن یعنی گمانِ غالب ہو جائے یا طبیبِ مسلم کہہ دے کہ روزہ رکھو گے تو نقصان ہوگا تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے ۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر ڈاکٹر یا طبیب مسلمان تو ہے مگر کھلا ہوا فاسق ہے تو اس کے کہنے پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں ؟

جواب :- نہیں ۔ بلکہ ایسا حکیم یا ڈاکٹر ہو کہ مسلمان بھی ہو اور اس کا فسق و فجور ظاہر نہ ہو یہ شرط ہے کہ کھلا ہوا فاسق نہ ہو ۔ (عالمگیری)

سوال :- بیمار تو ایک شخص نہیں ہے صحیح اور تندرست ہے مگر یہ اندیشہ ہے کہ روزہ رکھے گا تو بیمار ہو جائے گا ایسی حالت میں کیا حکم ہے ؟

جواب :- اگر خدا کا ڈر ہے وہم نہیں بلکہ سچا گمانِ غالب ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ۔ پھر قضا کرلے ۔ (عالمگیری)

سوال :- ایک شخص کہتا ہے کہ میں اس لیے رمضان کا روزہ نہیں رکھتا ہوں کہ پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو اس کو رخصت ہے کہ روزہ چھوڑ

دے یا نہیں ؟
جواب :۔ نہیں بلکہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور روزہ بھی رکھے تاکہ دونوں عبادتیں جمع رہیں
(فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :۔ اگر سانپ نے کاٹا تو کیا دوا پینے کے لیے افطار کر سکتا ہے ؟
جواب :۔ اگر دوا نافع ہے تو افطار کر سکتا ہے کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
سوال :۔ ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا روزہ نہ رکھا تو قضا کرے یا اس کا فدیہ بھی دے سکتا ہے ؟
جواب :۔ اگر رمضان کے بعد ایام آخر صحت کے ساتھ قضا کرنے کے لیے مل گئے تو قضا کرے فدیہ نہیں اور اگر اچھے ہونے کے بعد دن تو قضا کرنے کے لیے مل گئے تھے مگر قضا نہ کر سکا اور قضا سے پہلے قضا آگئی یعنی موت آگئی تو اس پر لازم ہے کہ فدیہ کی وصیت کر جائے وہ اس کے ثلث مال میں سے اس کے مرنے کے بعد ادا ہوگی اور اگر وصیت نہیں کی ورثا نے بطور خود اس کے روزہ کا فدیہ دے دیا تبرعاً تو بھی جائز ہے اور اگر سرے سے اچھا ہی نہیں ہوا قضا کرنے کے لیے دن بحالتِ صحت نہ ملے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ کیونکہ صحت کے ساتھ قضا کے لیے اس کو دن ہی نہ ملے جو اس پر قضا لازم آتی۔ (ہدایہ۔ فتاویٰ قاضی خان)
سوال :۔ اگر کچھ دن صحت کے پائے کہ جس میں کچھ روزے رکھ سکتا تھا تو کیا فدیہ سب قضا روزوں کا لازم آئے گا ؟
جواب :۔ نہیں بلکہ جتنے روزہ ادا کرنے پر قدرت حاصل ہوئی پھر ان کو ادا نہ کیا صرف ان کا فدیہ ہے کیونکہ اُن ہی کی قضا ذمہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سفر

سوال :۔ کیا سفر بھی وہ عذر ہے کہ جس کے سبب روزہ رمضان میں نہ رکھنے کی اجازت ہو پھر بعد میں قضا کرے ؟
جواب :۔ جی ہاں عذر ہے۔
سوال :۔ کیا اس سے سفرِ شرعی مراد ہے ؟

جواب :- جی ہاں سفر شرعی مُراد ہے یعنی تین دن کا سفر جس میں قصر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (تنویر۔ دُرِ مختار)

سوال :- سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا؟

جواب :- ضرر ہے تو نہ رکھنا افضل ہے اگر ہلاکت یقینی ہے تو نہ رکھنا واجب ہے ورنہ افضل یہ ہی ہے کہ سفر میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ[1] بعد میں قضا کرنے سے بہر حال رمضان افضل ہے۔ (مراقی۔ بحرالرائق طحطاوی)

سوال :- آج اگر دن میں سفر کرنا ہے کسی وقت تو اس کے لیے آج کے روزہ کی افطار کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب :- اجازت نہیں کیونکہ آج کے دن کا سفر آج کے لیے عذر نہیں (عالمگیری)

سوال :- ابھی کھایا پیا نہیں ہے کہ سفر سے واپس زوال سے قبل وطن میں آگیا یا سفر ہی میں تھا کہ کسی دوسرے شہر میں پہونچکر زوال سے پہلے نیت اقامت کر کے مقیم ہو گیا تو کیا روزہ نہ رکھنے کی اس کو اجازت ہے یا اب نیت کر کے روزہ رکھنا واجب ہے؟

جواب :- جی ہاں روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ زوال سے پہلے نیت کا وقت ہے اور یہ سفر نیت کے وقت ہی میں ختم ہو گیا لہٰذا روزہ رکھنا واجب ہے۔ (تنویر دُرِ مختار)

سوال :- اگر کسی شہر میں چند روز کے لیے اثنائے سفر میں ٹھہر گیا اقامتِ شرعی یعنی پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں کی تو کیا اس کو بھی رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے؟

جواب :- جی ہاں رخصت ہے اگر چاہے تو نہ رکھے اجازت ہے۔ (منحۃ الخالق)

سوال :- بغیر کھائے پیئے وقت نیت میں یعنی ضحوہ کبریٰ سے قبل تو سفر میں رہا بعد میں وطن آگیا یا مقیم ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اب روزہ تو ہو نہیں سکتا بقیہ دن روزہ داروں کی طرح اُن کی مشابہت میں بغیر کھائے پیئے رکا رہے۔ (منحۃ الخالق)

---

[1] اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

سوال :- اوّل دن تو مسافر رہے گا مگر ارادہ ہے کہ دن میں ہی کسی جگہ پہونچکر نیت اقامت کر کے مقیم بھی ہو جائے گا یا اپنے شہر میں داخل ہو گا۔ کیا ایسے شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟
جواب :- نہیں بلکہ روزہ رکھنا واجب ہے۔ (ترجیحًا لِلْمُحَرِّمِ وَهُوَ الاقامۃ) (منحۃ الخالق)

سوال :- اگر روزہ دار کو سفر میں اپنے بدن کے ضرر کا تو اندیشہ نہیں ہے مگر یہ اندیشہ ہے اگر میں روزہ رکھوں گا تو میرے حصّہ کا کھانا میرے رفقاء کھا جائیں گے تو اس خیال سے کیا روزہ ترک کرنے کی رُخصت ہے؟
جواب :- مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا افضل ہے جب روزہ سے کچھ ضرر بدنی پہونچنے کا اندیشہ ہو۔ ضرر مالی بھی اسی حکم میں ہے۔ لہٰذا اس اندیشہ پر روزہ نہ رکھے تاکہ نقصان بھی نہ ہو جماعت سے موافقت بھی رہے۔ (بحر الرائق۔ نور الایضاح)
سوال :- اگر شروع دن میں مسافر رہا اور غالب گمان ہے کہ غروب آفتاب کے بعد رات میں مکان پر پہونچے گا تو ایسے مسافر کو کیا اس سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟
جواب :- ایسی صُورت میں اگر روزہ افطار کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (شامی)
سوال :- اگر سفر شرعی کی نیت سے اپنے شہر سے باہر نکلا تھا کہ کوئی چیز یاد آگئی اس کے لینے کے لیے پھر گھر واپس ہوا یہاں افطار کر لیا تو کیا حکم ہے؟
جواب :- کفّارہ لازم آتے گا کیونکہ گھر واپس آنے سے سفر جاتا رہا کھانے کے وقت مقیم کے حکم میں ہے اور مقیم افطار کرے تو کفّارہ ہے۔ (دُرِّ مختار۔ شامی)

حمل

سوال :- اگر حاملہ عورت روزہ رکھتی ہے تو بچہ کے لیے یا خود اپنے لیے نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا حکم ہے؟
جواب :- اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں قضا کرے۔ (عالمگیری)

ارضاع یعنی دُودھ پلانا

سوال :- اگر دودھ پلانے والی کو بھی خود اپنے یا بچہ کے نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا اس کو بھی روزہ

نہ رکھنے کی اجازت ہے ؟

جواب :- جی ہاں اجازت ہے بعد میں قضا کرلے ۔ (عالمگیری)

سوال :- اگر دودھ پلانے والی خود تو بیمار نہیں ہے مگر بچہ بیمار ہے طبیب نے خبر دی کہ بچہ کی وجہ سے تم کو دوا پینی ہوگی تو کیا اس کو افطار کی اجازت ہے ؟

جواب :- جی ہاں اجازت ہے ۔ بعد میں قضا کرلے ۔ (مراقی الفلاح)

جبر و اکراہ

سوال :- جبر و اکراہ کی صورت میں روزہ افطار کیا جاسکتا ہے ؟

جواب :- افطار کرسکتا ہے اجازت ہے گناہ نہ ہوگا ۔

سوال :- افضل کیا ہے افطار کرے یا نہ کرے ؟

جواب :- اگر روزہ دار مریض ہے یا مسافر تو اکراہ پر روزہ افطار کرنا واجب ہے اگر افطار نہ کیا اور قتل ہوگیا تو گناہ گار ہوگا اور حالتِ صحت اور اقامت میں جبر و اکراہ کی صورت میں اگر افطار کرے گا تو اجازت ہے مگر افضل یہ ہے کہ افطار نہ کرے اگر اسی میں مارا گیا تو ثواب ملے گا ۔ (بحر الرائق)

جہاد

سوال :- دشمن سے مقابلہ کا گمان غالب ہے اور اس کو اندیشہ ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو جہاد اور جنگ و قتال نہیں کرسکے گا تو کیا اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ؟

جواب :- اس کو اجازت ہے ۔ (مراقی الفلاح)

بھوک پیاس

سوال :- کیا بھوک پیاس کی وجہ سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے ؟

جواب :- ہاں اگر اس حد تک بھوک پیاس پہونچ گئی ہے کہ اس میں ہلاکت یا نقصان عقل یا حواس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے تو اجازت ہے ۔ (مراقی الفلاح عالمگیری)

سوال :- اگر گرمی میں محنت کا کام کیا اور شدت کی پیاس لگی تو افطار کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر کرسکتا ہے تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں ؟

جواب :- شامی میں ہے اگر اپنے اختیار سے خود ایسا کام کیا ہے اور روزہ توڑ

دیا تو کفارہ ہوگا ورنہ نہیں یہ ہی حکم لونڈی اور غلام کے لیے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی کفّارہ نہیں عالمگیری میں بھی ہے کہ لونڈی یا سُلطانی ملازم کو اس قدر ضعف ہو جاتا ہے کہ کام نہیں کر سکتا ہلاکت کا اندیشہ ہے تو افطار کی اجازت ہے۔

سوال:۔ اگر کسی پیشہ ور کو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں مشغول ہوگا تو کوئی روزہ شکن عذر پیش آجائے گا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس کو روزہ توڑنا حرام ہے جب تک کہ بیمار نہ ہو۔ (عالمگیری)

حیض و نفاس کا حکم

سوال:۔ کیا حیض و نفاس بھی عذر ہے کہ اس حال میں عورت روزہ نہ رکھے؟

جواب:۔ بیشک عذر ہے بلکہ وہ عذر ہے کہ اگر عورت چاہے بھی کہ میں حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھوں تو روزہ نہیں رکھ سکتی کیونکہ روزہ کی اہلیت نہیں رہتی حتیٰ کہ غروبِ آفتاب سے کچھ پہلے اگر حیض و نفاس آگیا تو بھی روزہ جاتا رہا بعد میں قضا کرے۔

سوال:۔ روزہ کی طرح حیض نفاس کے زمانہ میں نمازیں بھی نہ پڑھنے کا حکم ہے بعد میں کیا نمازوں کی بھی قضا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اُن ایام کی نمازوں کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔

سوال:۔ حیض کی تاریخ تھی اس اُمید پر عورت نے روزہ توڑ دیا مگر حیض نہیں آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ صرف قضا ہوگی قول اصح کی بنار پر کفارہ لازم نہیں۔ (مراقی الفلاح ص۳۷۴)

سوال:۔ اگر بوقتِ سحر عورت حیض سے تو پاک ہوگئی مگر نہانے کے لائق وقت میں گنجائش نہیں تو کیا نیت کر سکتی ہے روزہ ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب:۔ اگر دس دن پُورے ہو گئے ہیں تو روزہ ہو جائیگا اور دس دن سے کم میں فارغ ہوئی ہے تو فارغ ہونے کے بعد اتنا زائد وقت بھی رات میں ضرور ملنا

چاہیئے کہ غسل سے بھی فارغ ہو سکے اگرچہ غسل نہ کرے اور تھوڑی سی ساعت (بقدرِ تحریمہ) بھی مِلے اور اگر بقدرِ غسل و تحریمہ وقت نہیں مِلا بلکہ غسل کر رہی تھی کہ صُبح نکل آئی، آدھا غسل رات میں ہوا اور آدھا دِن میں تو روزہ صحیح نہیں ہوگا کہ غسل کی مدت بھی حیض ہی میں شامل ہے تو گویا فجر کے بعد بھی حیض رہا اور حیض کی حالت میں روزہ جائز نہیں یا غسل کے لیے تو وقت مِل گیا مگر غسل کے بعد بقدرِ تحریمہ رات نہیں مِلی بلکہ فجر کے نزدیک ہی غُسل ختم ہوا کہ فوراً بعد ہی فجر نکل آئے تو بھی روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

بڑھاپا

سوال :- اگر ایک شخص اتنا بڈھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے ایسے شخص کو شیخِ فانی کہتے ہیں جس کا ہر دن کمی اور گھٹاؤ پر ہے۔ اس پر فدیہ لازم ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۰)

احکامِ فدیہ

سوال :- کیا یہ جائز ہے کہ ہر مذکورہ بالا عذر رکھنے والا روزہ نہ رکھے اور اس کے عوض فدیہ دے دے مثلاً سفر یا بیماری کے عذر سے روزہ نہ رکھے اور اس کے بدلہ فدیہ دے کر قضا سے فارغ ہو جائے۔

جواب :- ہر عذر والے کو فدیہ دینا جائز نہیں بلکہ زوالِ عذر کے بعد قضا ہی لازم ہے۔ (مراقی الفلاح)

سوال :- اگر کوئی گرمی میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو کیا روزہ کے عوض فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب :- اس پر بھی فدیہ نہیں اگر گرمی میں نہیں رکھ سکتا ہے تو سردی میں رکھے۔
(طحطاوی ص ۳۷۶)

سوال :- پھر فدیہ کس پر لازم ہے؟

جواب :- شیخِ فانی پر اور ہر اُس شخص پر کہ فی الحال روزہ رکھنے سے عاجز ہے اور آئندہ کے لیے بھی مرنے تک اس کو اُمید نہیں کہ روزہ رکھ سکے کیونکہ دن بدن اس کی قوت گھٹ رہی ہے اور فنا کے قریب پہونچ رہا ہے قوت عود کر آنے کی

اب توقع نہیں تو یہ بھی شیخ فانی کے حکم میں ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال: ایک شخص ایسا بیمار ہے کہ فی الحال تو روزہ رکھنے سے عاجز ہے مگر آئندہ کے لیے اُمید ہے کہ وہ روزہ قضا کرنے پر قادر ہو جائے گا! تو کیا اس کو بھی فدیہ دینا جائز ہے؟

جواب: اس کو فدیہ دینا جائز نہیں جب قدرت ہو تو قضا کرے فدیہ کے لیے دوامِ عجز شرط ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال: کیا ہر روزہ کا فدیہ ہے یا کوئی خاص قید ہے؟

جواب: قید ہے ہر روزہ کا فِدیہ نہیں۔

سوال: براہِ کرم فرمائیں وہ قید کیا ہے؟

جواب: وہ روزہ جو خود اصل ہے کسی کے عوض اور بدل میں فرض نہ ہوا ہو اُس اصل روزہ کا فدیہ ہے بدل کا نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال: اس کی مثال دے کر سمجھائیں؟

جواب: مثلاً کفّارۂ قتل، کفّارۂ یمین، کفّارۂ ظہار، کفارۂ رمضان کے روزہ میں سے کوئی روزہ اس کے ذمہ لازم تھا ان کی ادائیگی پر مرتے دم تک قدرت نہ ملے تو اس کا فدیہ نہیں کیونکہ کفارہ میں اوّل مال دینا لازم آتا ہے خواہ غلام آزاد کرنے کی شکل میں ہو یا مسکین کو کھانا کھلانے کی صُورت میں اس پر اگر قدرت نہ ہو تو پھر اس کے بدلہ میں روزہ لازم آتا ہے تو یہ روزہ فی نفسہٖ اصل نہیں ہے بلکہ بدل میں لازم آیا ہے لہٰذا اس کا فِدیہ نہیں کیونکہ بدل کا بدل نہیں۔ ہاں رمضان کا روزہ مقصود بالذات ہے لہٰذا اس سے عاجز ہونے پر فدیہ لازم آئے گا۔
(نور الایضاح۔ مراقی۔ طحطاوی ص ۳۷۶)

سوال: اگر کسی نے (نذرِ ابد) یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی مگر عاجز ہو گیا نہیں رکھ سکتا تو کیا اس پر بھی فدیہ ہر روزہ کا لازم آتا ہے؟

جواب: جی ہاں ہر روزہ کا فدیہ لازم ہو گا۔ (مراقی الفلاح ص ۳۷۶)

سوال :- اگر ایک معین دن کی نذر مانی تھی اس دن روزہ نہیں رکھ سکا پھر شیخ فانی ہوگیا تو کیا اس روزہ کا بھی فدیہ ہے ؟
جواب :- جی ہاں فدیہ ہے۔ (فتح القدیر ص۳۷)
سوال :- رمضان کے روزہ کی قضا نہیں کرسکا اب شیخ فانی ہوگیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- فدیہ دے گا۔ (فتح القدیر ص۳۷)
سوال :- اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ پر قدرت حاصل ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- فدیہ باطل ہوگیا روزہ رکھے۔ لِاَنَّ شَرْطَ الْخَلِيْفَةِ اِسْتِمْرَارُ الْعِجْزِ
(ہدایہ ص۸۳)

سوال :- کفارہ رمضان اور کفارہ ظہار کے روزے نہ رکھ سکا اب شیخ فانی ہوگیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- اس کے عوض ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ لِاَنَّ هٰذَا صَارَ بَدَلًا عَنِ الصِّيَامِ بِالنَّصِّ۔ (عالمگیری ص۲۲)
سوال :- روزہ کا فدیہ کیا ہے ؟
جواب :- ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے یا اگر دیگر مالک بناتا ہے تو صدقہ فطر کی مقدار دینا ہوگا یعنی ہر روزہ کے عوض نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ (دُرِّ مختار) (نورالایضاح۔ مراقی الفلاح ص۲۷۶)

سوال :- ایک صاعؔ کتنے کا ہوتا ہے ؟
جواب :- ایک صاع آٹھ رطل کا اور ایک رطل بیس استار کا اور ایک استار ساڑھے چھ درم کا اور ایک درم تین ماشہ سوا چار جو کا اور ایک ماشہ سولہ جو کا

---

[1] فتاوٰی رضویہ میں ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکاون روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر اوپر ہے نیز لکھا ہے یہ اعلیٰ درجہ کی تحقیق ہے۔ (ناشر)

ہوتا ہے۔ (حیات الصائمین)

سوال:۔ شیخ فانی رمضان کے روزہ سے عاجز ہونے والا فدیہ کب دے؟

جواب:۔ اختیار ہے چاہے شروع رمضان میں اکٹھا دے دے یا آخر میں دے یہ بھی شرط نہیں کہ لینے والے متعدد ہوں اگر چند روزوں کا ایک ہی کو دے دے تو یہ بھی جائز ہے۔ (دُرِ مختار ص۱۶۳)

سوال:۔ کیا فرض نماز اور وتر کا فدیہ بھی یہ ہی ہے جو روزہ کا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں یہ ہی ہے۔ (شامی۔ تنویر الابصار ص۱۶۳)

سوال:۔ فدیہ خود دے یا وصیت کر جائے؟

جواب:۔ خود دینا واجب ہے نہ دے سکا تو وصیت کر جائے (دُر مختار ص۱۶۳)

سوال:۔ اگر بحالتِ عذر رہا قضا پر قدرت نہ حاصل ہو سکی تو کیا فدیہ کی وصیت اس پر واجب ہے؟

جواب:۔ نہیں۔ (تنویر ص۱۶۰)

سوال:۔ اگر زوالِ عذر کے بعد روزہ پر قادر ہو کر مرا تو کیا وصیت کرنا واجب تھا؟

جواب:۔ جی ہاں واجب تھا کیونکہ روزہ اس پر قضا کرنا لازم ہو گیا تھا۔ وَوُجُوْبُ الْوَصِیَّۃِ فَرْعُ لُزُوْمِ الْقَضَاءِ[1] (تنویر۔ شامی ص۱۶۰)

سوال:۔ اگر کسی نے ایک ماہ کے روزہ کی نذر مانی تھی مگر مہینہ گذرنے سے پہلے موت آگئی تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے لازم ہو گئے تھے اس پر وصیت لازم تھی کہ ہر دن کے عوض نصف صاع گیہوں دینے کی وصیت کرتا۔ (فتاویٰ قاضی خان ص۲۰۱)

سوال:۔ کیا وصیت کے بعد اس کے مال سے فدیہ دینا ورثاء پر لازم ہو گا؟

---

[1] وصیت کا واجب ہونا قضا کے لازم ہونے کی فرع ہے۔

جواب :- جی ہاں اگر وُرثا موجود ہیں تو ثلث یعنی تہائی مال میں سے فدیہ دینا لازم ہوگا۔ ورنہ کُل مال میں سے فدیہ ادا کیا جائے گا۔ (تنویر۔ دُرِ مختار۔ شامی ص۱۶۱)

سوال :- اگر فدیہ کی رقم زیادہ ہے تہائی مال اس کے لیے کافی نہیں ہوگا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ زائد رقم ورثا کی اجازت سے دی جاسکتی ہے ان پر اب زیادہ کی وصیت کی تعمیل واجب نہیں۔ (شامی ص۱۶۰)

سوال :- اگر کسی نے اعتکاف کی نذر کی اور اعتکاف سے پہلے ہی آثار موت نظر آنے لگے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- ہر دن کے عوض نصف صاع گیہوں کی وصیت کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان ص۲۰۱)

سوال :- وصیت نہیں کی وارث بطور خود تبرع اور احسان کے طور پر بغیر وصیت اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب :- جائز ہے انشاء اللہ ولی کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ (تنویر۔ دُرِ مختار ص۱۶۲)

سوال :- ایک شخص محتاج ہے اس کو فدیہ پر قدرت نہیں تو کیا کرے؟

جواب :- توبہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرے۔ (دُرِ مختار ص۱۶۴)

سوال :- حیض و نفاس والی عورت حیض و نفاس کی حالت میں مر گئی یا دودھ پلانے والی یا حاملہ عورت جس نے اپنے یا اپنے بچہ کے خوف کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تھا اسی حال میں مر گئی تو کیا اِن روزوں کی قضا اور اس کی وصیت واجب ہے؟

جواب :- اِن روزوں کی قضا واجب نہیں کیونکہ اس کے لیے شرط ہے کہ قضا پر قُدرت حاصل ہو وہ زمانہ اس کو نہیں ملا لہٰذا وصیت بھی واجب نہیں یہ ہی حال مجنون بے ہوش مجبور مُکرَہ کا ہے۔ (بحر الرائق۔ حیات الصائمین)

سوال :- اگر شیخ فانی بحالتِ مسافرت مر جائے تو کیا اس پر وصیت واجب ہے؟

جواب :- نہیں۔ (حیات الصائمین)

سوال :- بجائے فدیہ کوئی ولی یا رشتہ دار اس شیخ فانی کی طرف سے روزہ رکھ

سکتا ہے ؟
جواب :- نہیں رکھ سکتا۔ (عالمگیری ضہ ۲۲)

ضیافت

سوال :- اگر کسی نے دعوت کر دی تو اس ضیافت کی وجہ سے روزہ توڑ سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا یہ ضیافت بھی عذر ہے ؟

جواب :- جی ہاں عذر ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- ضیافت کیا ہر روزہ کے لیے عذر ہے ؟

جواب :- نہیں۔ واجب یعنی ضروری اور لازمی روزوں کے لیے یہ عذر نہیں۔ (عالمگیری)

سوال :- پھر کس روزہ کے لیے عذر ہے ؟
جواب :- صرف نفل روزوں کے لیے عذر ہے اگر دعوت کرنے والے کی خوشی اسی میں ہے کہ یہ کھائے تو اس کی خوشی پوری کرے مگر بہتر قول یہ ہے کہ اگر اس کو اپنے نفس پر اعتماد ہے کہ میں اس کی قضا کر لوں گا تو اپنے بھائی مسلم کی خوشی کو مقدم رکھے اس کو ایذا نہ پہونچائے ورنہ افطار نہ کرے۔ (عالمگیری ضہ ۲۲۱)
سوال :- ایک شخص نے قسم کھالی اگر تو افطار نہ کرے تو میری عورت پر طلاق ہے اور یہ قضا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے ؟
جواب :- بزازیہ میں تو یہ ہی لکھا ہے کہ اگر نفل ہے تو افطار کرے اور قضا ہے تو افطار نہ کرے مگر اعتماد اسی قول پر ہے کہ افطار کر لے مگر زوال سے قبل بعد میں نہیں۔ (شامی ضہ ۱۶۶)
سوال :- اگر بسلسلہ ضیافت اپنے بھائی کی خوشنودی کے لیے روزۂ نفل توڑ دیا تو کیا اس پر کچھ اجر و ثواب ہے ؟
جواب :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے حق کے لیے افطار کرے اس افطار میں ایک ہزار روزوں کا ثواب ہے اور جب اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب ملے گا۔ (مراقی الفلاح ضہ ۳۷۷)

دیکھو قلبِ مُسلم کی ایذا دفع کرنے اور خوشی پہونچانے میں کس قدر اجر و ثواب ہے
لوگ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر دلوں کو رنج پہونچاتے ہیں قلبِ مسلم کی خوشی کی قدر نہیں کرتے
حدیث شریف میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے مسلمان کی خوشی سے اللہ تعالیٰ ایک
فرشتہ پیدا کرتا ہے جو مصروفِ تمجید و توحید اور عبادتِ الٰہی میں رہتا ہے یہ قبر
میں وحشت دُور کرے گا منکر نکیر کے جواب میں ثبات و قرار بخشے گا جنت میں مکان
دکھلائے گا اور اللہ تعالےٰ کے حضور شفاعت کرے گا اور وہ یہ کہے گا کہ میں فلاں
مسلم کے دِل کی خُوشی ہوں۔
(ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج والبوالشیخ فی الثواب عن الامام جعفر الصادق عن جدہٖ رض)

تَشَبُّہ کا بیان

سوال :۔ تَشَبُّہ کا کیا حکم ہے ؟
جواب :۔ صاحب بحرالرائق و فتح القدیر اسی طرف ہیں کہ تَشَبُّہ واجب ہے۔ (حیات الصالحین)
سوال :۔ تَشَبُّہ کا کیا مطلب ہے ؟
جواب :۔ تَشَبُّہ اس کو کہتے ہیں جن کو روزہ نہیں ہے وہ رمضان میں شام تک
روزہ داروں کی موافقت اور مشابہت پیدا کرنے کے لیے کھانا پینا اور ہر وہ چیز
جو روزہ کے منافی ہو اس کو ترک کر دیں تاکہ ان کی صُورت روزہ داروں کے مشابہ ہو
جاتے۔
سوال :۔ تو پھر عذر کا کیا فائدہ جس کی وجہ سے آپ نے اوپر افطار کی اجازت دی
ہے جب کھانے پینے کی چھٹی نہیں تو مریض نے افطار بھی کر لیا تو اس امساک سے
مرے گا جو روزہ داروں سے تَشَبُّہ پیدا کرنے میں کھانا پینا چھوڑے گا ؟
جواب :۔ آپ نے غلط سمجھا یہ حکم عذر والوں کے لیے نہیں ہے دورانِ عذر میں
کھانے پینے کی چھٹی ہے ان کے لیے تشبہ نہیں۔ (ہدایہ ص۹۳)
سوال :۔ پھر کن لوگوں پر یہ تَشَبُّہ واجب ہے ؟

جواب :- کلی کر رہا تھا کہ غلطی سے پیٹ میں پانی چلا گیا ۔ یومِ شک تھا اُس نے روزہ نہیں رکھا کھاتا پیتا رہا مگر بعد میں رؤیت ثابت ہو گئی یا سحری کھائی رات کے خیال میں حالانکہ واقع میں صبح ہو گئی تھی یا رات سمجھ کر افطار کیا مگر ابر ہٹا تو معلوم ہوا کہ دن ہے یا مسافر کہ جس نے سفر میں کھا پی لیا تھا اپنے وطن دن میں پہونچ گیا تو ان سب صُورتوں میں روزہ تو نہیں رہا مگر ان لوگوں کو روزہ داروں کی طرح بقیہ دن میں کھانا پینا چھوڑے رکھنا لازمی ہے بوجہ احترامِ رمضان ۔ کیونکہ اصل تعظیم رمضان کی روزہ رکھنے میں ہے ۔ اور روزہ نہ ہو سکا تو مثلِ روزہ دار کھانا پینا چھوڑ کر شام تک احترامِ رمضان میں رہے ۔ اسی لیے قصداً رمضان میں روزہ رکھ توڑنے والے پر کفارہ کی سخت سزا ہے کہ اُس نے رمضان کی ہتکِ حُرمت کی ۔ رمضان کو وہ حُرمت حاصل ہے کہ اس کا ایک فرض ستر فرض کے برابر ہے ۔ وہ لوگ غور کریں جو تندرست ہیں اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتے کھلے بندوں کھاتے پیتے پھرتے ہیں ہتکِ حُرمت رمضان المبارک کرتے ہیں ۔ (ہدایہ ۔ عنایہ ۔ فتح القدیر صفحہ ۹۳)

سوال :- کیا حیض و نفاس والی عورت اور مسافر و مریض کو بھی تشبہ میں نہ کھانا پینا لازم ہے ؟

جواب :- ان پر واجب نہیں کیونکہ حیض و نفاس والی عورت پر روزہ ہی حرام ہے تو تشبہ بالحرام بھی حرام ہوا مریض اور مسافر کو رخصت حرج اور تکلیف کی وجہ سے دی گئی ہے تو تشبہ منشاء رخصت کے خلاف ہو گا کیونکہ اس میں بھی تکلیف ہے ۔ لہٰذا اس میں بھی تشبہ نہیں ۔

سوال :- اچھا اگر حیض و نفاس دِن میں ختم ہو گیا اب کیا حکم ہے ؟

جواب :- اب بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہنا لازم ہے ۔ (قدوری)

سوال :- اگر دن میں کافر مسلمان ہوا یا بچہ بالغ ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- یہ لوگ بھی بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہیں ۔ (ہدایہ)

سوال :- کیا یہ لوگ اس دن کی قضا کریں گے ؟

جواب :- قضا نہیں کریں گے۔ وَعَدَمُ الْقَضَاءِ لِعَدَمِ وُجُوبِ الصَّوْمِ عَلَيْهِمَا فِيْهِ (بحر الرائق)

سوال :- کیا اس میں کوئی قید ہے قبل زوال اور بعد زوال مسلمان ہونے یا بالغ ہونے کی ؟

جواب :- کچھ قید نہیں ان پر اس دن کی قضا بہرحال لازم نہیں۔ (لِاَنَّ الصَّوْمَ لَا يَتَجَزّٰى وُجُوْبًا كَمَا لَا يَتَجَزّٰى اَدَاءً وَاَهْلِيَّةُ الْوُجُوْبِ مُنْعَدِمَةٌ فِىْ اَوَّلِهٖ فَلَا يَجِبُ) (بحر الرائق)

سوال :- مریض مسافر حیض ونفاس والی عورت زوال سے قبل اگر ان کا عذر زائل ہو جاتے یا کافر مسلمان ہو گیا تو کیا یہ لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ زوال سے پہلے وقت نیت ہے تو اگر ان لوگوں نے نیت کر لی تو روزہ ہو گا یا نہیں ؟

جواب :- حیض ونفاس والی عورت اور کافر کا تو روزہ ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ حیض و نفاس اور کفر کی وجہ سے شروع دن میں اہلیت ہی نہیں تھی باقی سب کے روزے ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)

سوال :- باقی لوگوں کا روزہ ہوا تو رمضان کا ادا ہو گا یا نفل ہی کا ؟

جواب :- بچہ کا نفل ہو گا اور مسافر و مریض کا رمضان کا روزہ ہو گا۔ (عالمگیری)

تتابع غیر تتابع !

سوال :- تتابع اور غیر تتابع کا کیا مطلب ہے ؟

جواب :- تتابع کے معنے لگاتار اور پے در پے کے ہیں یعنی روزہ کی دو قسم ہیں ایک وہ قسم ہے کہ جس میں روزہ پے در پے اور لگاتار رکھے جاتے ہیں اور بعض وہ روزہ ہیں جن کو لگاتار رکھنا لازم نہیں۔

سوال :- فرمائیے وہ روزہ کتنے ہیں کہ جن میں تتابع ہے یعنی ان کو لگاتار رکھنا لازم ہے ؟

جواب :- سات ہیں۔ صومِ رمضان ۱۔ صومِ کفارہ ظہار ۲۔ صومِ کفارہ قتل ۳۔ صوم کفارہ یمین ۴۔

صومِ کفارہؔ رمضان - صومِ نذرِ معین - صومِ یمینِ معین - صومِ نذرِ اعتکاف ان سب روزوں کو لگاتار اور پے در پے رکھنا واجب ہے۔ (مراقی - عالمگیری)

سوال :- وہ کتنے روزے ہیں جن میں تتابع یعنی لگاتار رکھنا لازمی نہیں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہوتا ہے وہ لگاتار رکھے، یا متفرق طور پر رکھے؟

جواب :- وہ سات ہیں - صومِ قضاء رمضان - صومِ کفارہ حلق - صومِ تمتع - صومِ قران - صومِ کفارہ صید - صومِ نذرِ مطلق - صومِ قضا نفل - صومِ یمین مطلق - (طحطاوی - عالمگیری صفحہ ۳۸۵)

سوال :- جن میں تتابع نہیں ہے اگر ان روزوں کو تتابع کے ساتھ یعنی لگاتار روزہ رکھے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- مستحب ہے؟ (طحطاوی صفحہ ۳۷۵)

سوال :- سنا ہے لگاتار روزے بھی دو قسم پر ہیں بعض وہ ہیں کہ بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے تو پھر از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا پڑے بعض ایسے نہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :- جی ہاں صحیح ہے -

سوال :- ایسے لگاتار روزے کون سے ہیں کہ اگر بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے یعنی ناغہ ہو جائے تو پھر از سرِ نو روزے کا سلسلہ شروع کرنا لازم ہو؟

جواب :- جی ہاں صحیح ہے وہ روزہ یہ ہیں نذرِ مطلق یمینِ مطلق دونوں بشرط تتابع کفارہ رمضان کفارہ ظہار کفارہ قتل کفارہ یمین چونکہ ان سب میں تتابع منصوص ہے خواہ منجانب عبد ہو یا منجانب شرع لہٰذا بیچ میں اگر ناغہ ہوا تو وصف میں خلل آنے کے سبب روزے نامطلوب ہوتے لہٰذا از سرِ نو پھر روزے رکھنے ہوں گے نیز ہر وہ کفارہ جس میں غلام آزاد کرنا ہے اس کے روزہ میں تتابع شرط ہے - (فتح القدیر - طحطاوی - شامی)

سوال :- ایسے روزے کتنے ہیں کہ لگاتار تو رکھنا ضروری ہے لیکن بیچ میں اگر ناغہ ہو جاتے تو پھر از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا نہ پڑے؟

جواب :- ایسے روزے تین ہیں - رمضان - نذرِ معین - یمین معین یعنی مثل رجب وغیرہ

معین مہینے کے روزے۔

سوال:۔ ان روزوں میں ناغہ ہونے کی وجہ سے از سرِ نو روزوں کا سلسلہ کیوں نہیں شروع ہوتا ہے اور اُوپر کے بیان کردہ روزوں میں ناغہ ہونے سے کیوں سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے؟

جواب:۔ یہ قاعدہ ہے کہ جہاں روزہ کی قید لگا کر تتابع لازم کیا جائے۔ وہاں از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا لازم ہوگا اور جہاں وقت کی وجہ سے خود بخود تتابع لازم آتا ہے وہاں ناغہ ہونے پر از سرِ نو سلسلہ کا آغاز کرنا لازم نہیں آتا۔ مثلاً پورے رجب کے مہینے کا روزہ بولا تو چونکہ یہ وقت معین اور محدود ہے اس کے اندر جتنے بھی دن ہیں ہر ایک میں روزے رکھنے نذر کی وجہ سے لازم ہوتے۔ اور وہ دن چونکہ لگاتار یکے بعد دیگرے ہیں تو خود بخود لگاتار روزے رکھنے بھی لازم آگئے ایسے روزوں میں اگر بیچ میں کوئی روزہ ناغہ ہو جائے تو آگے سے روزے رکھے تا کہ باقی ماندہ روزے تو وقت کے اندر ہو جائیں ناغہ کی قضا کر لی جائے۔ اور مذکورہ بالا کفارات اور نذرِ مطلق بشرطِ تتابع میں روزہ ہی کے اندر منجانب عبد یا منجانب شرع تتابع کی قید کو لازم کر دیا گیا لہٰذا جو روزہ کی طرف سے تتابع ہوگا وہاں ناغہ ہونے پر از سرِ نو روزہ کا سلسلہ آغاز کرنا ہوگا تا کہ وصفِ مطلوب میں خلل نہ رہے۔ (طحطاوی)

اقسامِ روزہ

سوال:۔ اُوپر کے بیان تتابع پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

سوال:۔ براہِ کرم روزہ کی اقسام بیان فرمائیں؟

جواب:۔ روزہ کی چار قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب۔ نفل۔ مکروہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ باب میں تفصیل کے ساتھ آگے بیان آتا ہے۔

بابِ اوّل

فرض روزوں کے بیان میں

سوال :- فرض روزہ کتنے ہیں ؟

جواب :- فرض روزہ پندرہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) صومِ رمضان (۲) صومِ قضائے رمضان (۳) صومِ کفارۂ رمضان (۴) صومِ کفارۂ ظہار (۵) صومِ کفارۂ قتل (۶) صومِ کفارۂ یمین (۷) صومِ کفارۂ حلق (۸) صومِ کفارۂ قتلِ صید (۹) صومِ تمتع (۱۰) صومِ قِران (۱۱) صومِ نذر مطلق (۱۲) صومِ نذر معین (۱۳) صومِ یمینِ مطلق (۱۴) صومِ یمین معین (۱۵) صومِ قضائے نذر

یہ سب روزے فرض ہیں بعض اعتقاداً اور بعض عملاً ہر روزہ کا بیان علیحدہ علیحدہ آتا ہے۔ (بحرالرائق - درمختار)

(۱) صومِ رمضان یعنی رمضان کا روزہ

سوال :- ماہِ رمضان کے روزے کس دلیل سے فرض ہیں ؟

جواب :- آیہ کریمہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ سے فرض ہیں اور اس کی فرضیت پر اجماع بھی منعقد ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے یہ اعتقاداً اور عملاً فرض ہے (بدائع)

سوال :- رمضان کے کتنے روزے فرض ہیں ؟

جواب :- پورے ایک ماہ کے روزے لگاتار فرض ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالٰے نے فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ (پ۲ ع ۷) شہر مہینے کو کہتے ہیں اور مہینہ مسلسل اور لگاتار دنوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس لیے علی الاتصال ایک ماہ کے روزے فرض ہوئے۔ (حیات الصائمین)

سوال :- رمضان کے روزوں کی فضیلت بیان کیجیے ؟
جواب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری و مسلم) جس نے ایمان کی بناء پر اور حصولِ ثواب کے لیے ان روزوں کو رکھا اس کے پہلے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک ماہ کے روزہ رکھنا بہت ہی مشکل ہے ایمان ہی کی قوت سے یہ روزہ رکھے جا سکتے ہیں۔ جس نے یہ روزہ رکھے اس کے ایمان اور خدا و رسول سے محبت کا کھلا نشان ہے۔ پھر حق تعالیٰ ان محبین کی کیوں نہ مغفرت فرمائے گا۔

فضائلِ ماہِ رمضان

سوال :- اس ماہ کے کچھ فضائل بیان فرمائیں ؟
جواب :- یہ بہت فضیلت والا مہینہ ہے سب سے پہلے تو اس کی فضیلت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رجب ہی سے دعائیں مانگ مانگ کر اس کو اللہ تعالیٰ سے طلب فرماتے تھے جیسا کہ لطائف المعارف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ یعنی اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔

اس کی فضیلت اُس خطبہ سے بھی معلوم ہوتی ہے جو ماہِ شعبان کے آخری دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا جو مشکوٰۃ میں ہے کچھ حصہ اس کا نقل کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ مہینہ کس قدر فضیلت والا ہے۔

خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّ قِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ	یعنی اے لوگو تم پر ماہِ عظیم ماہِ مبارک سایہ فگن ہوا اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزوں کو فرض کیا ہے۔ اور

تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ
كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا
سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ
كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً
فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ
وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ
الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ
الْمُؤْمِنِ ۝

اس کی رات کے قیام کو نفل کیا ہے جو اس
ماہ میں کسی نیک خصلت سے اللہ کی بارگاہ میں
تقرب حاصل کرے گا وہ اُس کے مانند ہے جس
نے رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں فرض
سے قرب حاصل کیا اور جس نے اس مہینہ
میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کے مانند ہے کہ جس
نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر
کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ
غمخواری کا مہینہ ہے اس میں رزق مومن کا زیادہ کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماہِ عظیم اور برکت والا مہینہ قرار دیا یہ قربِ الٰہی کے اعلیٰ وارفع درجات پر فائز ہونے کا مہینہ ہے اور اس کے نوافل میں قربِ فرائض اور فرائض میں ستر فرائض کا قرب حاصل ہوتا ہے پھر یہ نماز ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر نفل فرض کو یہ بشارت و مژدہ حاصل ہے۔

تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بکثرت عبادت فرماتے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ صدقہ۔ ذکر۔ احسان۔ تلاوتِ قرآنِ پاک اعتکاف وغیرہ وغیرہ عبادات میں آپ مشغول رہتے تھے اہلِ ایمان کو بھی چاہیئے کہ لذاتِ دُنیا سے کنارہ کر کے اس ماہ میں بکثرت عبادات کی طرف راغب ہوں۔ چوتھے ایک روایت کی بنا پر رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو گویا رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں خاص تجلیاتِ الٰہیہ سے تربیتِ خاص کی بشارت ہے پانچویں رمضان میں نہ کھانا نہ پینا بھی ہے اور جاگنا بھی روزہ نہ کھانے نہ پینے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رمضان میں قیام اللیل اور سحری وغیرہ کی وجہ سے اکثر جاگنا یعنی نہ سونا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی یہ بھی صفت ہے تو بے خواب و خور اللہ تعالیٰ کی صفت پر رہنے کی مناسبت سے اور عبادات کی کثرت سے روزہ دار کو رمضان میں قرب در قرب حق تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے جس کا ذکر نعتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں قاآنی نے ایک شعر میں یوں کیا ہے ؎

بہ عالمے نشد کانجانہ اسم بود و نہ رسم
بہ محفلے نشد کانجانہ خواب بود و نہ خور

پس اس قرب خاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اُمت کو بھی حصہ ملا لہٰذا ارتقار اور عروج کے لحاظ سے رمضان مسلمانوں کے لیے روحانی معراج کا زمانہ ہے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا۔

آمدِ رمضان کی تہنیت

سوال :- کیا رمضان کی آمد پر مبارک بادی اور بشارت دینا بھی سنت ہے ؟

جواب :- جی ہاں سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمد پر صحابہ کو بشارت دیا کرتے تھے۔ امام احمد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ يَقُوْلُ قَدْ جَاءَكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ فِيْهِ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجِنَانِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو بشارت دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے آ پہونچا تمہارے پاس ماہِ رمضان برکت والا مہینہ اللہ تعالےٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں شیاطین کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اس میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے محروم وہ ہے جو اس کی خیر و برکت سے محروم ہوا۔ (لطائف المعارف ص۱۵۵ مواہب ص۹۹)

ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ رمضان کی آمد پر ایک دوسرے کو تہنیت اور مبارک بادپیش کرنے کی اصل حدیث یہی ہے جنت کی فتح البابی ہوتے ہی عبادات الٰہی کے دروازہ کھل جاتے ہیں مُنہ اور شرم گاہ

بند ہونے سے گناہ نہ رہے تو دوزخ کے دروازہ بند ہو گئے وہ شیطان جو رگ رگ میں خون کی طرح دوڑتا تھا ترکِ اکل و شرب سے وہ شیطانی قوتیں جکڑ بند ہو گئیں ہر طرف سے خیر و برکت کی بارش ہو رہی ہے یہ مہینہ اسی لائق ہے کہ اس کی آمد پر مبارکباد اور بشارت دی جائے۔

صومِ رمضان اور اس کے قمری مہینہ سے تخصیص کی وجہ نیز گرمی و سردی کے روزوں کی حکمت اور فضیلت

سوال :- اس میں کیا حکمت ہے کہ رمضان کے لیے مہینہ قمری حساب سے مقرر کیا گیا شمسی حساب سے کیوں نہ مقرر کیا گیا جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں رہتا۔

جواب :- مقصود ہی یہ تھا کہ ایک موسم نہ رہے تاکہ اطاعت گذاروں کی اطاعت کا امتحان ہو کہ ان کو اطاعت سے کوئی زمانہ گرم و سرد نہیں روک سکتا وہ ہر زمانہ میں مطیع ہیں اطاعت میں آسانی ہو خواہ تکلیف سب کو راہِ خدا میں یکساں فراخدلی کے ساتھ قبول کرنے کے لیے تیار ہیں پھر سردی کے روزوں میں انعامِ ربانی کا یہ مژدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اَلْغَنِیْمَۃُ الْبَارِدَۃُ الصَّوْمُ فِی الشِّتَاءِ) یعنی سردی میں روزہ رکھنا غنیمتِ باردہ ہے یعنی مفت میں بلا محنت و تکلیف ثواب ملتا ہے تو گرمیوں میں انعام پر انعام یہ کہ عبادت اور اس کے ثواب کے ساتھ موسمِ گرما کی تشنگی کی شدت تکلیف تعب اور مشقت کا بھی ثواب ملتا ہے لہٰذا عبادت کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَحْمَزُھَا) بہترین عمل وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو۔ لطائف المعارف میں ہے حضرت معاذ بن جبلؓ انتقال کے وقت روزہ میں موسمِ گرما کی دوپہر کی پیاس کے مزے کو یاد فرما رہے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

جمعین گرمی کے روزہ کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عامر بن عبد قیسؓ جب بصرہ سے شام آئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے انہوں نے کہا کہ میری کوئی حاجت نہیں جب اصرار ہوا تو عرض کیا کہ میری حاجت صرف ایک یہ ہے کہ مجھے بصرہ کی گرمی کی طرف واپس کر دیا جائے تاکہ روزہ میں تکلیف و سختی محسوس ہو اور گرمی کی پیاس کا مزا آئے یہاں تو بہت ہی ہلکے روزے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی کے روزے قیامت کی سخت گرمی سے بچنے کے لیے رکھو اور رات کی اندھیری میں دو رکعت قبر کی اندھیری سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھو یہ ہی وہ پیاس ہے کہ جس پر روزہ دار صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں عزت اور احترام کا وہ مقام پاتا ہے کہ جنت میں ایک خاص دروازہ ریان نامی صرف روزہ دار ہی کے لیے تیار ہو گا جس کے ذریعہ اس کو اعزازی طور پر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ریان کے معنی ہیں کثیر الرّیّ ۔ رَیّ کے معنی ہیں (سیرابی) ریان کے معنیٰ میں کثرت ہے اس میں مژدہ ہے بہت پیاسے رہنے والوں کے لیے اب خوب سیراب ہونے کا وقت آگیا ہے تکلیفوں کا وقت ختم ہو گیا انعام کا وقت آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت کیا ہی خوب دعا فرماتے تھے۔ (ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی) (مشکوٰۃ ص۱۷۶) پیاس گئی رگیں گیلی اور تر ہو گئیں اور اجر ثابت رہ گیا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انبیاء، اولیاء اور علماء، وصدیقین وشہداء اور بالخصوص شہداء کربلا کی پیاس کے صدقہ میں ہم کو روزوں کی پیاس کی لذت عطا فرمائے اور محشر کی گرمی اور تشنگی سے محفوظ رکھے۔

ایک حکمت قمری مہینہ کے تخصیص کی یہ بھی ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان مساویانہ طور پر عبادتِ الٰہی کے گرم اور سرد مزے چکھیں کہیں ایک جگہ سردی ہے تو دوسرے ملک میں گرمی ہے زمانہ پھرتا رہے گا تو دن بھی بدلتے رہیں گے تکلیف اور راحت کی اجارہ داری کسی ایک ملک کے لیے خاص ہو کر نہیں رہ جائے گی۔

رمضان اور موسمِ بہار

سوال :- قمری حساب کی بنا پر یہ تو معلوم ہو گیا کہ رمضان کی بہار ہر موسم میں آئے گی جس موسم میں بھی آئے گا اس کی بہار موجود ہے ذرا اس پُر بہار موسم کی بہار کا بھی کچھ بیان فرمائیں تو مزید عنایت ہو گی ؟

جواب :- رمضان عکس ہے علوی بہار کا یہ وہ موسم بہار ہے کہ جس کے آتے ہی پہلے دن جنت کے پتوں سے زیرِ عرش پُر بہار ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَّأْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ یَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِیْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ عَلَی الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَیَقُلْنَ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ اَعْیُنُنَا وَتَقَرُّ اَعْیُنُهُمْ بِنَا۔ (مشکوٰۃ ص۱۷۵)

بیشک جنت رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے شروع سال سے آئندہ سال تک جب اوّل دن رمضان کا ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حورِ عین پر ایک ہوا چلتی ہے سو وہ کہتی ہیں یارب ہمارے لیے اپنے بندوں میں سے ان کو شوہر بنا کہ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

ان بندوں سے مراد روزہ دار ہیں حوروں سے زیادہ کون حسین وجمیل ہو گا۔ لیکن روزہ دار پر اللہ تعالیٰ کی اس عبادت سے وہ حسن اور جمال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اُن کے وصل کی تمنائیں حوریں کرنے لگتی ہیں۔ عموماً ہوا جب چلتی ہے تو دروازے کھل کھل جاتے ہیں تو اس ہوا کے چلنے سے جنت اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں بخاری شریف میں ہے۔ (اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ) دوسری روایت میں ہے۔ (فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ) تو زمین تک ہوائیں پہنچنے کے لیے اب کونسا دروازہ بند رہا جنت اور آسمان کے دروازے کھل گئے پس رحمت کی ہواؤں کے جھونکوں نے اہلِ اسلام کی روح کو مست اور اس کی عطر بیزی

نے مشامِ جان کو معطر کر دیا دل کی کلیاں کھل گئیں عبادات سے مسلمان سرسبز ہو گئے جس طرح موسمِ بہار میں درخت سرسبز ہو جاتے ہیں اسی طرح مسلمان رمضان میں سرسبز ہوتا ہے اور نسیمِ بہار سے مست ہوتا ہے جس نے یہاں اپنے ہوا و ہوس کو روکا، اُس پر جنت کی ہوائیں چلتی ہیں ابرِ رحمت برستا ہے جو ڈالی بھی درخت سے لگی رہتی ہیں اگرچہ خشک ہو جائے مگر موسمِ بہار میں وہ بھی سرسبز ہو جاتی ہے ہاں جو ڈالی ٹوٹ گئی وہ موسمِ بہار کے اثرات سے محروم ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے
ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے برگ و بار سے
ملّت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ!
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

اگر رمضان جیسے موسمِ بہار میں کوئی روزہ نہیں رکھتا ہے اور عبادتِ الٰہی سے سرسبز نظر نہیں آتا ہے تو وہ غور کرے کہ غیر شعوری طور پر کہیں اس کا رابطہ شجرِ ملتِ اسلام سے تو قطع نہیں ہو گیا کہ وہ اس موسمِ بہار میں بھی عبادتِ الٰہی سے سرسبز نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام مسلمانوں کا رابطہ ایسا مضبوط اور قوی رکھے کہ رمضان کے پُر بہار موسم میں زیادہ سے زیادہ سرسبز اور شاداب ہوں۔

رمضان اور اس کے صِیام اور قیام کا ثواب

سوال:۔ رمضان میں روزہ و تراویح اور قیام کا کیا ثواب ہے؟

جواب:۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان میں صِیام اور قیام کیا جس کا باعث صرف ایمان اور طلبِ اجر ہے اس کے گناہ ماسبق کی بخشش ہو گئی۔ (بخاری)

رمضان اور محروم انسان اور اس کی شرعی سزا

سوال :- جو بدنصیب انسان رمضان جیسے رحمت اور برکت والے مہینہ میں بھی اس کے عبادات سے محروم رہے اس کی محرومی اور سزا کے متعلق بھی کچھ تحریر فرمائیں ؟

جواب :- اس شخص کی محرومی اور بدبختی کا اندازہ کرو کہ جس ماہ میں ایک ایک نفل فرض کے برابر اور ایک ایک فرض ستر فرض کے برابر ہوں وہ اس ماہ میں بھی غافل رہا تو مقام غور ہے کہ وہ کس قدر خیر و برکت سے محروم ہوا جس کسی نے بغیر رخصت اور مرض کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا وہ شخص ایسی فضیلت سے محروم ہو گیا کہ عمر بھر بھی روزہ رکھے تو اس کو وہ نہیں پا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْہُ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَاِنْ صَامَہٗ (مشکوٰۃ)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے ایک دن کا بھی روزہ کسی رخصت اور بیماری کے بغیر چھوڑا عمر بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کے نقصان کو پورا نہیں کر سکتا۔

دیکھو ایک دن کے روزہ چھوڑنے میں وہ دولت کھوئی کہ تمام عمر روزہ رکھنے میں بھی وہ نہ ملے تو جس نے تمام مہینہ روزے نہیں رکھے وہ کس قدر بدبخت محروم انسان ہے کہ ابھی اور پرگزرا کہ جو اس موسم بہار میں بھی عبادت سے سرسبز نہیں ہوا تو دلیل ہے کہ اس کا رابطہ دین و اسلام سے مستحکم نہیں چاہیئے کہ وہ پناہ مانگ کر حق تعالیٰ سے اپنا تعلق درست کرے ورنہ سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

سوال :- جو شخص رمضان میں کھلے بندوں کھاتا پھرے اُس کے لیے کیا حکم ہے ؟

جواب :- اوپر آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شخص کلی کر رہا تھا کہ خطاً بغیر قصد حلق میں پانی چلا گیا تو روزہ نہیں رہا مگر پھر بھی شام تک کھانا پینا اس کو بھی احترام رمضان کی وجہ سے منع ہے اب غور کرو کہ جس نے قصداً روزہ نہیں

رکھا اس نے کتنے جرم کیے ایک جرم قصداً افطار کا دوسرا جرم کھلے بندوں کھا کر اپنے گناہوں کی اشاعت کا تیسرا جرم رمضان کی ہتک حرمت کا چوتھا جرم خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی اور قانون شکنی کا بلکہ احکام سے سرکشی اور بغاوت کا یہ پانچواں جرم ہوا چھٹا دین کے احکام کو ہلکا سمجھنا۔ ایسے شخص کے لیے علامہ حموی شرح کنز میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے لیے بادشاہِ اسلام کو چاہیئے کہ قتل کا حکم صادر کرے۔

بحر الرائق میں بھی فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کو قتل کیا جاوے گا۔ کیونکہ جو چیزیں اس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیں اس نے ان کو اپنے عمل سے حلال کیا۔ نیز صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاویٰ زینیہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ شخص دین کی توہین کر رہا ہے اس لیے اس کا قتل جائز ہے لیکن یہ کام صرف بادشاہِ اسلام کا ہے اگر بادشاہ نیک قدم نہ اٹھاتے تو برادری والے صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ بطور تعزیر نہ اس کی دعوت قبول کریں نہ اپنے یہاں کھانے پر مدعو کریں نہ اس کو اپنے یہاں بٹھائیں نہ اس کے یہاں جا کر بیٹھیں اس طرح بڑھتی ہوئی بے دینی ختم ہو سکتی ہے اور یہی کیا تمام خرابیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے یہ بہت بڑی مدد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(پ ۶ ع ۵) نیکی اور بھلائی کی مدد کرو گناہ اور سرکشی کی امداد نہ کرو جو کوئی بھی بادشاہ ہو یا رعایا دین کی مدد کر سکتا ہے وہ خدا کے دین کی مدد کرے وقت نہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کسی دوسری بہتر قوم کو کھڑا کر دے اور اس سے اپنے دین کی خدمت لے اور قیامت تک اس کے نام کو روشن فرما دے۔

سوال:۔ آپ نے ابھی اوپر بطور تعزیر فرمایا۔ تعزیر کسے کہتے ہیں۔ اور کیا ہر شخص کو تعزیر کا حق ہے؟

جواب:۔ کسی گناہ اور معصیت سے روکنے کے لیے جو ایسی سزا دی جاتی ہے جس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں بلکہ بندہ پر چھوڑ دیا اس کو تعزیر کہتے ہیں یہ بادشاہ ہی

کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ باپ کو حق ہے کہ اولاد کو سزا دے تھپڑ مارے یا زبانی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ شوہر کو حق ہے کہ بیوی کو سزا دے اور جس کو بھی قدرت ہو مثلاً غلام پر آقا کو قدرت ہے یا چودھری پنچوں کو برادری پر قدرت ہے یا جس کو جس نوع کی بھی قدرت حاصل ہو اُسی کو حق ہے کہ نیکی پھیلائے اور گناہ و بُرائی کو دُور کرے۔ قرآنِ کریم میں ہے۔ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۴ ع۲) اس طرح روک ٹوک سے خرابیوں کی اصلاح کا باب کھول دیا تو حکومت بھی بھلائیوں کی دولت سے مالامال ہو جائیگی۔

سوال:۔ جو شخص قصداً بلا عذر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے آخرت میں اس کی سزا کیا ہے؟

جواب:۔ جہنّم اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ قُلْتَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَمَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ممبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ نے آمین آمین آمین فرمایا کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ منبر پر چڑھے آپ نے (تین دفعہ) آمین کہا آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی دوزخ میں گیا (روزہ نہ رکھ کر) خدا اس کو اپنی رحمت سے دُور کرے فرمائیے آمین میں نے کہا آمین اور جس نے اپنے والدین کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا وہ دوزخ میں گیا خدا اس کو

ے تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو

فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ اٰمِیْنَ قُلْتُ اٰمِیْنَ (صحیح ابنِ حِبّان عن ابی ھریرۃ، لطائف المعارف صـــ ۲۲۵) رحمت سے دُور کرے فرمایئے آمین میں نے کہا آمین جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا مر گیا اور دوزخ میں گیا خُدا اس کو رحمت سے دُور کرے فرمایئے آمین میں نے کہا آمین۔

بعض تو اس قدر ضعیف الایمان ہو گئے ہیں کہ وہ جنت دوزخ عذابِ آخرت کے نام پر بھی ہنستے ہیں وہ صرف اسی دُنیا کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں یہ کافرانہ نظریہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غَافِلُوْنَ [۱] مومن کی نظر آخرت کے عذاب وثواب سے کبھی نہیں ہٹ سکتی۔ دینِ اسلام کی طرف سے آنکھ بند کر لینے سے عذابِ الٰہی نہیں ٹلتا ہے خرگوش شکاری سے اوّل بھاگتا ہے آخر میں آنکھ بند کر کے سمجھ لیتا ہے کہ میری نظر کے آگے کچھ نہیں تو واقع میں بھی کچھ نہیں لیکن یہ خیال غلط نکلتا ہے اور نشانہ بن کر ہلاک ہوتا ہے عذاب برحق ہے دوزخ سے بچنے کے لیے روزہ سپر ہے روزہ رکھو اور دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے اپنے کو بچاؤ اور اللہ رسول کے فرمان پر اعتماد کر کے عمل کی قوت پیدا کرو۔

رمضان اور عام جود و بخشش

سوال:۔ رمضان شریف میں جود و بخشش کے متعلق بھی کچھ فرمایئے؟

جواب:۔ جود و بخشش اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ترمذی شریف میں ہے کہ (اِنَّ اللّٰہَ جَوَادٌ یُّحِبُّ الْجُوْدَ کَرِیْمٌ یُّحِبُّ الْکَرَمَ [۲]) اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی جود و بخشش المضاعف (دگنی) ہو جاتی ہے اوقاتِ خاص میں کریم کا کرم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے منجملہ ان اوقات کے ماہِ رمضان المبارک بھی ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے کتنے ہی بندوں کو آزاد فرماتا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ میں ہے۔ (وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ

---

[۱] جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دُنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں (پ ۲۱ ع ۴)

[۲] اللہ تعالیٰ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے۔

النَّارِ وَ ذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ) یہ کرم رمضان کی ایک دو رات میں نہیں رہتا بلکہ ہر رات رہتا ہے۔ اس ماہ میں مومن کو رزق زیادہ دیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ (شَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ) رزق جسمانی کی طرح رزق روحانی یعنی علوم و معارف کی جود و بخشش بھی اس ماہ میں کثرت سے رہتی ہے حق تعالیٰ نے سائل اور حاجت مندوں کی حاجت روائی اور بخشش فرمانے کے لیے دعاؤں کی قبولیت کے مواقع بھی اس میں بکثرت رکھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ متخلق باخلاق تھے اس لیے جود و کرم آپ کی بھی صفت ہوئی۔ ہر چیز میں آپ کی بخشش عام تھی خواہ تعلیم علوم و معارف ہو یا اطعام طعام یا بذلِ مال ہو یا دیگر منافع کا ایصال غرضیکہ اس دریا ک سے بھی ہر وقت انعام بلتا رہتا تھا۔ لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں اور رمضان میں تو اس عطا و بخشش میں رفتار ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ بخاری شریف میں ہے۔ (کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ[۱]) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خیروں کی عطا و بخشش میں سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان میں اس سے بھی بڑھ کر آپ بخشش فرمانے والے ہوتے تھے۔

رمضان میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بندوں کو آزاد فرماتا ہے تو آپ بھی غلاموں کو آزاد فرماتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ہے (کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ اَطْلَقَ کُلَّ اَسِیْرٍ وَّ اَعْطٰی کُلَّ سَائِلٍ) جب رمضان آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد فرماتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔ اُمت کو بھی شَهْرُ الْمُوَاسَاۃ فرما کر ہمدردی اور عطا و بخشش کی طرف مائل فرمایا۔ پس چاہیئے اگر قرضداروں کی گردن قرض میں پھنس رہی ہو تو اس کی مدد کر کے اس کی گردن کو آزاد کرائیں اور بادشاہ کو چاہیئے کہ قیدیوں کو اس ماہ میں آزاد کرے۔ اہلِ قلم اہلکار وغیرہ کو چاہیئے کہ اپنی جنبشِ قلم سے

---

[۱] بخاری ص۲۵۵ مطبوعہ اصح المطابع کراچی

نفع پہونچائیں۔ لوگوں کو چاہیئے حاجات پوری کریں۔ بزرگوں کو چاہیئے پند و نصائح کریں علماء کو چاہیئے علوم پہونچائیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رمضان میں درسِ قرآن دیتے تھے۔ اہل اللہ کو چاہیئے فیضانِ الٰہی بندگانِ خدا کو پہونچائیں غرضیکہ جس کے قبضہ میں جو بھی نفع پہونچانا ہو رمضان میں اس کی جود و بخشش فراخ دلی کے ساتھ کرے۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلفاء کو خلافت اسی ماہ میں عطا فرماتے تھے غرضیکہ کوئی محبوس ہے شرک و کفر میں کوئی تکالیف میں کوئی جہالت میں سب کی رہائی کا فکر ہونا چاہیئے ہر نوع کی جود و بخشش ہو۔

رمضان اور زکوٰۃ و صدقات

سوال :- کیا اس ماہ میں زکوٰۃ اور صدقات دینا بھی افضل ہے ؟

جواب :- جی ہاں افضل ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔ (اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةٌ فِيْ رَمَضَانَ) یعنی افضل صدقہ رمضان کا صدقہ ہے رمضان میں روزہ کے ساتھ زکوٰۃ دینے میں لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں امساک ہے اور زکوٰۃ و صدقات میں انفاق اس میں اشارہ ہے کہ امساک مسلم کا اپنے نفع اور ذخیرہ اندوزی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں پر خرچ و انفاق کے لیے ہوتا ہے۔ اور یہ ہی جود و کرم اور ایثار ہے۔

رمضان اور روزہ کشائی

سوال :- کیا رمضان میں روزہ کشائی کی فضیلت بھی زیادہ ہے ؟

جواب :- جی ہاں زیادہ ہے یہ دوزخ سے آزادی و رہائی اور گناہوں کی مغفرت و بخشش کا سبب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَ عِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ	جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرا دیا اُس کے لیے گناہوں کی بخشش ہے اور وہ دوزخ سے آزاد ہے اُس کا اجر روزہ دار کے اجر کے مثل ہے بغیر اس

اللهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ تَعَالٰى مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

(مشکوٰۃ ۔ کتاب الصوم)

کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی آئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب کے سب تو وہ چیزیں نہیں پاتے جس سے روزہ دار کو افطار کرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اُس شخص کو عطا فرماتا ہے جو روزہ دار کو لسی یا کھجور یا ایک گھونٹ پانی پر افطار کرادے اور جس نے پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھلا دیا اللہ اس کو میرے حوضِ کوثر سے اتنا سیراب کرے گا کہ اس کے بعد پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔

مقامِ غور ہے کہ جب ایک گھونٹ پانی سے افطار کا یہ ثواب ہے تو برف اور شربت پر افطار کا کیا ثواب ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ جو خود کو پسند ہو اس پر افطار کرائے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[1]۔

نیک اور ابرار لوگ جس کا کھانا کھائیں یہ اس کو ایک قابلِ ذکر فضیلت حاصل ہوئی

سوال:۔ کسی کے یہاں روزہ کشائی میں اگر جانا ہو تو کیا پڑھے؟

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھا تھا۔

أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ ٥

یعنی تمہارے یہاں روزہ داروں نے افطار کیا ابرار اور نیک لوگوں نے کھانا کھایا فرشتوں نے تم پر درود بھیجا۔

---

[1] ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ۔

اس سے چند فوائد معلوم ہوتے۔ (۱) اَفۡطَرَ عِنۡدَکُمُ الصَّائِمُوۡنَ میں جمع کے ہر صیغہ نے یہ تبلایا کہ تمام فضیلت افطاری میں روزہ داروں کے جمع کرنے میں ہے نہ کہ پیٹ بھرے بے روز دار امیروں کے جمع کرنے میں۔ (۲) اَکَلَ طَعَامَکُمُ الۡاَبۡرَارُ سے معلوم ہوا کہ انسان کی بہت بڑی تعریف اور تحسین عزّت اور فخر اس میں ہے کہ اُس کا کھانا نیک اور ابرار کھائیں اور وہ احسان کھلانے کا نہ رکھے۔ بلکہ احسان قبول کرے کہ ان حضرات نے کھانا کھایا اور ثواب دلوایا۔ (۳) صَلَّتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَلَائِکَۃُ سے ثابت ہوا کہ یہ کھلانا فرشتوں کی دُعا اور درود کا سبب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ روزہ کشائی میں مغفرت اور دوزخ سے آزادی و رہائی روزہ دار کے مثل اجر و ثواب۔ فرشتوں کی دُعا اور درود نیک ابرار لوگوں کے کھلانے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے روزہ دار اس کھانے کی قوت سے جو کچھ بھی عبادت کرے گا یہ اس کے ثواب میں شریک ہوگا جیسا کہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

وَمَا عَمِلَ الصَّائِمُ مِنۡ اَعۡمَالِ الۡبِرِّ اِلَّا کَانَ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ مَادَامَ قُوَّۃُ الطَّعَامِ فِیۡہِ۔
(لطائف المعارف ۱۷۶ عن الطبرانی)

روزہ دار بھلائی کے اعمال میں سے کوئی بھی نیک کام نہیں کرے گا مگر اس میں حصہ صاحبِ طعام کے لیے ہی ہے جب تک کہ اس میں کھانے کی قوت ہے

مرقات کی ایک حدیث میں یہ ایک مضمون اور زائد ہے کہ جو شخص رمضان کی رات میں کسبِ حلال سے کسی کو افطار کرائے گا فرشتے اُس پر درود بھیجیں گے اور شبِ قدر میں اُس سے مصافحہ کریں گے۔

سوال :- کیا نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں مسجد میں افطار کرے یا گھر میں۔ مسجد میں افطار کے لیے کھانا اور پینا جائز ہے یا نہیں اور آگ پر پکی ہوئی چیز پر افطار کرے یا نہیں۔ افطار میں افضل کیا ہے ؟

جواب :- ان سب باتوں کا جواب حدیثِ ذیل میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ (مشکوٰۃ ص۱۷۵)	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نماز افطار فرماتے تھے چند کھجوروں پر یہ اگر نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں پر اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو پھر چند گھونٹ پانی پر افطار فرماتے۔

(۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ افطار نمازِ مغرب سے پہلے کیا جائے۔
(۲) یہ حدیث مطلق ہے اس میں یہ کوئی قید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار مسجد میں فرمایا یا گھر میں تو دونوں جگہ افطار جائز ہوا۔ چنانچہ مرقات ص۵۱۲ میں ہے۔ (لٰكِنَّ اِطْلَاقَ الْاَحَادِيْثِ ظَاهِرٌ فِي اسْتِثْنَاءِ حَالِ الْاِفْطَارِ) (۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسی چیز پر افطار کیا جائے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اس کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز پر افطار پسند فرماتے تھے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو جیسا کہ مرقات میں ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّفْطِرَ عَلٰى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ اَوْ شَيْءٍ لَّمْ تُصِبْهُ النَّارُ (مرقات ص۵۱۴)	رسول اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ کھجوروں پر افطار فرمائیں یا ایسی چیز پر جس کو آگ نے نہ مس کیا ہو۔

(۴) حدیث کی ترتیب سے معلوم ہوا کہ مقدم حضرت نے کھجوروں کو کیا اس سے معلوم ہوا کہ افضل افطار کھجور پر ہے شرعۃ الاسلام میں بھی یہی ہے کہ کھجور پر افطار افضل ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے۔ (اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ) اس کے تحت طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس میں کثیر ثواب ہے مگر اوپر والی حدیث میں مقدم مذقۃ اللبن ہے تو معلوم ہوا کہ اول لسی پر افطار افضل ہے جیسا کہ مرقات میں ہے۔ (وَفِيْ تَقْدِيْمِ الْمَذْقَةِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهَا اَفْضَلُ مِنَ التَّمْرَةِ[1]) تو اس کا فیصلہ اس طور پر ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر مقدم ہیں سردیوں میں اول افطار کھجور پر کرے اور گرمیوں

[1] لسی کے مقدم کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کھجور سے افضل ہے

ہیں لسّی پر جیسے کہ مرقات ص ۵۱۴ ج ۲ میں ہے : وَقِيلَ تَقْدِيمُ التَّمْرِ فِي الشِّتَاءِ وَالْمَاءِ فِي الصَّيْفِ لِرِوَايَةٍ بِهِ لسّی میں دُودھ بھی ہے اور پانی بھی دو نعمتیں جمع ہیں۔

سوال :۔ میٹھی چیز پر افطار میں کیا حکمت ہے؟

جواب :۔ تقویتِ بصر کا باعث ہے اور ایمان کی حلاوت میں زیادتی کے لیے دُعا اور تفاؤل ہے۔

سوال :۔ رُطب اور تمر میں کیا فرق ہے؟

جواب :۔ تازہ کھجوریں جو درخت سے اُترتی ہیں وہ رُطب ہیں پھر ان کو خشک کر کے ذخیرہ بنا کر رکھا جاتا ہے وہ تمر ہے اس سے چھوارا مراد نہیں جس کو بھُون کر تیار کیا جاتا ہے۔

رمضان اور تخفیف کار

سوال :۔ سُنا ہے کہ رمضان میں مزدوروں اور ملازمین پر کام کا بار ہلکا کر دینا چاہیئے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :۔ جی ہاں صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان میں غلاموں پر کام اور خدمت کو ہلکا کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔

وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ)

جس نے اپنے غلام پر رمضان میں کام ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ اور دوزخ سے اس کو آزاد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم و کرم کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا اپنے کو مستحق بنانا ہے۔

رمضان اور تلاوتِ قرآن

سوال :۔ لوگ اس ماہ میں قرآنِ پاک بکثرت پڑھتے ہیں کیا رمضان اور قرآن کے درمیان کوئی خاص تعلق ہے۔ کیا تلاوت اس میں بکثرت کرنی چاہیئے؟

جواب :۔ رمضان مظہرِ تجلیاتِ قرآنی ہے اسی میں قرآن اُترا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ہ (پ۲ ع ۷) ماہِ رمضان وہ ہے کہ جس میں قرآن اُترا چونکہ رمضان میں کھانے پینے کے بخاراتِ مُظلمہ سے نورِ عقل وفہم تاریک نہیں رہتا بلکہ ذہن صاف اور رُوح مُجلّٰے و مُصفّٰے رہتی ہے اس لیے قرآنِ پاک کی تلاوت اس میں ازبس مفید ہے صفائی باطن کے سبب پڑھنے والا انوارِ تلاوت اور قرآن کی تجلیات سے جگمگا اُٹھے گا۔ مضامین قرآنی میں خُوب غور وفکر ہوگا اکل و شرب سے فارغ ہے کمال فراغت ویکسوئی کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت ہوگی۔ قرآنِ پاک ہماری اصلاحِ دارین کے لیے اُترا ہے لازم ہے کہ ہر روز اس کی تلاوت کی جاتے ورنہ سال بھر میں تو ایک موقعہ پر ایسا ضرور ہونا چاہیئے کہ تمام مسلمان اِس مقدس اور مذہبی کتاب کی طرف جُھک پڑیں زندگی گزارنے کے آئین اور قوانین معلوم کریں اس کے معارف اور علمی اسرار اور نکات سے ذوق اُٹھائیں۔ اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ حاصل کریں مرنے کے دن اور آخرت کی تیاری میں مصروف ہوں اس کے لیے رمضان کا مہینہ نہایت ہی موزوں اور مناسب مہینہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رمضان میں ساٹھ ساٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔

حضرت سُفیان ثوریؒ تمام وظائف چھوڑ کر تلاوتِ قرآن کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔ امام زُہریؒ فرماتے ہیں کہ اب یہ مہینہ اطعامِ طعام اور تلاوتِ قرآن کا شروع ہوگیا۔

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس کو پڑھے گا اور اس کی ہدایات پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے مرتبہ کو بلند کرے گا اور جو اس کو چھوڑے گا اس کو پست کرے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ ہ (مُسلم۔ مشکوٰۃ صہ ۱۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ بلند کرتا ہے اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کرتا ہے اسی کے سبب دوسروں کو۔

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس میں مشغول ہوگا اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرمائے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِىْ وَمَسْئَلَتِىْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِىَ السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ (مشکوٰۃ ص۱۸۳)

میرے ذکر اور سوال سے جس کو قرآن نے مشغول کر دیا اس کو تمام سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا اور اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پر

قرآن میں مشغول ہونا صرف تلاوت ہی کے ساتھ خاص نہیں مطالعہ تفاسیر درس و تدریس قرآن سے استنباطِ مسائل تفاسیر کی تالیف و تصنیف عمل بالقرآن سب کو شامل ہے یہ سب عطا و بخشش کے وسائل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اہلِ کتاب کے بارے میں فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (پ۶ ع ۱۳)
اگر یہ لوگ قائم رہتے توریت اور انجیل اور قرآن پر تو یہ رزق پاتے اُوپر سے اور اپنے پاؤں کے تلے سے۔ بہر حال قرآنِ کریم برکاتِ دارین کا وسیلہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالکِ راہِ سلوک قرآن کو جس قصد سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے مقصد کو پورا فرمائے گا۔

طریقۂ تلاوتِ قرآن

سوال:۔ براہِ کرم قرآنِ پاک پڑھنے اور تلاوت کرنے کا طریقہ بھی تعلیم فرمائیں؟

جواب:۔ مسواک کر کے اچھے اور عمدہ کپڑوں میں طہارت کے ساتھ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے رُوبرُو ہے اوّل اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ پڑھے کہ یہ واجب ہے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر تلاوت شروع کرے اگر کچھ پڑھا لکھا ہے تو ترجمہ والا قرآن پڑھے اور معنے میں غور کرتا جائے اور اگر عالم ہے تو کسی تفسیر کو بھی سامنے رکھ کر قرآن کے معارف و نکات اور عجائب و غرائب پر

جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عین العلم میں مروی ہے۔ (اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَالْتَمِسُوْا غَرَائِبَہٗ) کہ قرآن پڑھو اور اس کے عجائب و غرائب تلاش کرو۔ رجوعیت الی اللہ اور کمال انابت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے تاکہ فہم معنے عطا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ (پ۲۶ ع ۱۵) دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ (پ۲۴ ع ۷) کہ قرآن سے اثر پذیر عبد منیب ہی ہوگا۔ انبیاء اور رسولوں کی حکایات اور قصص کو پڑھے، تو صبر و استقامت اور ان کے ایمان اور خدائے تعالیٰ کے وعدوں پر پختہ بھروسہ اور توکل سے دل کو مضبوط کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ کہ ہم نے اس لیے قصص اور حکایات کو بیان کیا ہے تاکہ ہم تمہارے دل کو مضبوط کریں منکرین کی تباہی کا ذکر جب قرآن میں آئے تو عبرت حاصل کرے کوئی آیت عذاب کی آئے یا دوزخ کا ذکر ہو تو اپنی بد اعمالی اور گناہوں سے ڈرے کوئی آیت رحمت یا جنت اور اس کی نعمتوں کے ذکر میں آئے تو اگر کچھ نیک کام ہوا ہو تو اس سے خوش ہو اور آئندہ مزید طاعات کی توفیق اور ایمان کی مضبوطی کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرے اوامر و نواہی یعنی احکام کی آیات پر سے گذرے تو عمل کی کوتاہی اور تقصیر پر نادم اور غمگین ہو توبہ کرکے عہد کرے کہ آئندہ نافرمانی نہیں کرے گا۔ یہ ہے قرآن کی تلاوت کا طریقہ۔ صحیح حدیث میں ہے (اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ) کہ قرآن والے ہی اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں تدبر نہ کرنے والوں کی مذمت فرماتا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (پ۵ ع ۸) کہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ پس مطلوب یہ ہے کہ آیات کو تدبر کے ساتھ پڑھا جائے قرآن کے لیے ظہر و بطن ہے یعنی اس کے کھلے اور ظاہر معنے بھی ہیں اور ایسے پوشیدہ معنی بھی ہیں جن کی طرف قرآن میں خفی اشارات ہیں پس فہم قرآن کا حق اسی وقت ادا ہوگا کہ حسب مقدرت بار بار غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرے تاکہ معانی کثیرہ اس پر کھلیں۔

ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَّصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ (شرح السنۃ)

تین چیزیں ہیں جو تحت عرش قیامت کے دن بندوں سے جھگڑا کریں گی (اول) قرآن ہے جس کے لیے ظہر و بطن ہے (دوم) امانت ہے (سوم) قرابت رشتہ داری ہے یہ پکار کر کہیں گے کہ آگاہ ہو جو ہم سے ملا اس کو اللہ کا وصل ہے اور جس نے ہم کو قطع کیا اس کو اللہ قطع کرے۔

پس تلاوت کو نہ چھوڑو تدبر تفکر کے ساتھ جیسا کہ اوپر طریقہ بیان ہوا اس کے موافق تلاوت کرو اور ہمیشہ اس کو وظیفہ میں رکھو خصوصاً رمضان کے مہینہ میں کبھی اس کی تلاوت نہ چھوڑو۔

سوال :۔ کتنے دن میں قرآن ختم کرے؟

جواب :۔ حدیث شریف میں ہے۔

لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ (مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داؤد والدارمی)

نہیں سمجھا وہ کہ جس نے قرآن پڑھا تین دن سے کم مدت میں۔

اور ظاہر ہے کہ قرآن کو حرف بہ حرف ادائیگی مخرج سے سمجھ کر تدبر اور تفکر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ عجلت میں قرآن سمجھ میں نہ آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن سے کم میں جس نے پڑھا وہ قرآن کو نہ سمجھا۔ مرقات میں ہے سلف صالحین کی ایک جماعت نے تو اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا کہ تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھا وہ پورے ہی تین دن میں ختم کرتے تھے مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ مفہوم عدد۔ صحیح تر قول کی بنا پر لائق حجت نہیں مقصود فہم معانی ہے اگر کم سے کم مدت میں بھی وہ حاصل ہو خواہ بزور کرامت ہی حاصل ہو جائز ہے۔ چنانچہ طیِ لسان اور بسطِ زمان کے بہت سے واقعات کتابوں میں درج ہیں اُن میں سے حضرت شیخ موسیٰ اندرانی کے حال میں لکھا ہے کہ دن رات میں ستر ہزار قرآن پڑھتے تھے۔ یہ ہی حضرت حجرِ اسود کو بوسہ دے کر

قرآن شروع کرتے باب کعبہ کے محاذات میں جب آتے تھے۔ تو قرآن ختم ہوجاتا تھا اور اکثر حضرات کو ہر دن میں ایک ایک قرآن ختم کرنا تو کچھ مشکل ہی نہ تھا بعض نے دن رات میں دو دو قرآن بعض نے تین تین ختم کیے۔ ایک ایک رکعت میں ختم قرآن تو بہت سے حضرات نے کیا مثل حضرت عثمان غنی، تمیم داری، سعید بن جبیر رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

تین دن سے زائد میں حضرات کے مختلف طریقے رہے بعض دو ماہ میں ایک قرآن ختم کرتے تھے بعض ایک ماہ میں کرتے تھے بعض ہر عشرہ میں بعض ہر سات دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے جس پر اکثر صحابہ کا عمل رہا علامہ نووی نے فرمایا کہ قول مختار یہ ہے کہ باختلاف اشخاص اس کا حکم مختلف ہے لطائف اور معارف قرآنی کے فہم کے ساتھ تلاوت جتنی بھی کر سکے اُس پر اکتفا کرے غرض فہم معانی سے ہے۔ اگر کوئی نشر علم میں مشغول ہے یا مقدمات کے فیصل کرنے میں تو اتنا پڑھے جتنا پڑھنا ان کاموں سے اس کو نہ روک سکے لطائف المعارف میں مذکورہ بالا حدیث کی ایک توجیہہ یہ بھی کی ہے کہ تین دن سے کم میں نہ ختم کرنا چاہیئے مگر خاص جگہ خاص اوقات اس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مکہ مکرمہ میں یا رمضان یا شب قدر میں جتنا بھی ہو سکے پڑھے اس پر علماء کا عمل شاہد ہے۔ لطائف المعارف میں ہے، کہ رمضان میں بکثرت تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب رمضان آتا تو درس حدیث کو چھوڑ کر تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔ فتح القدیر میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں اکسٹھ قرآن ختم کرتے تھے ایک دن میں ایک رات میں ایک تراویح میں۔

غرضکہ جب تک دل نہ اکتائے نشاط باقی رہے جتنا ہو سکے پڑھتا رہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا اُتْلِفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَلَیْہِ [1]

---

[1] قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل اس پر لگے رہیں اور جس وقت دل اکتا جائیں تو ٹھہر جاؤ۔

طریقۂ ختمِ قرآن

سوال: ختمِ قرآن کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- اذکارِ نوَوِی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (خَیْرُ الْاَعْمَالِ الْحَلُّ وَالرِّحْلَۃُ) لہٰذا مستحب ہے کہ جب قرآن ختم کرے تو اسی وقت متصلاً پھر دوبارہ قرآن شروع کردے یہ ہی طریقہ نماز میں بھی اختیار کرنا چاہیئے شامی میں ہے کہ نماز میں قرآن ختم کرے تو پہلی رکعت میں معوذتین سے فارغ ہو تو رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور کچھ حصہ سورۂ بقرہ سے پڑھے کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ النَّاسِ الْحَالُ الْمُرْتَحِلُ کہ بہترین انسان وہ ہے کہ جو ختم کرتے ہی پھر شروع کردے کبیری میں ہے کہ جب ختم کرے تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اگرچہ تراویح میں ہو ہاں فرض نماز میں ختم کرے تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے اذکارِ نووی میں ہے کہ ختم کے دن روزہ سے ہونا مستحب ہے کسی اور کا ختم ہو تو یہ بھی مستحب ہے کہ ختمِ قرآن کی مجلس میں حاضر ہو کہ ختمِ قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک آدمی اسی غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ دیکھ بھال کرتا رہے کہ کس شخص کا قرآن ختم ہوتا ہے اطلاع پانے پر آپ ختمِ قرآن کے وقت حاضر ہوتے اور خود قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے۔

حضرت مجاہد اور عبدہ بن ابی لبابہ نے حکم بن عُیینہ جلیل القدر تابعی کو بُلایا اور کہا کہ ہم نے اس لیے آپ کو طلب کیا ہے کہ آج ہمارا ارادہ ختمِ قرآن کا ہے یہ دُعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ جلاء الافہام میں ہے کہ جب یہ محلِ اجابت ہے تو یہ تاکیدی طور پر محلِ درُود بھی ہوا لہٰذا اس وقت درود بھی پڑھے۔ اذکارِ نووی میں ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور پھر دُعا کی چار ہزار فرشتے اس کی دُعا پر آمین کہتے ہیں تو اس وقت چاہیئے کہ اپنے اور تمام مسلمانوں اور حکام وسلاطین اور حاضرین کے لیے دُعائے خیر کرے اور پُرخلوص طریقہ سے اللہ تعالیٰ سے اسلام کی ترقی اور فروغ کے لیے دُعا کرے۔

ہی کافی ہے۔

رمضان اور حرمین شریفین

سوال :- اس سے بھی آگاہ فرمائیں کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رمضان گزارنے کا کیا اجر و ثواب ہے؟

جواب :- بہت ثواب ہے اوّل تو مسجدِ نبوی میں ایک نماز کا ثواب دُوسری مسجدوں کے ایک ہزار نماز کی برابر ہے اور مسجدِ حرام میں ایک لاکھ نماز کی برابر بلکہ اُس سے بھی افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْ مَا سِوَاہُ۔ (ابنِ ماجہ)

میری مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

پھر وہ نمازیں بھی رمضان کی نمازیں جہاں نفل بھی فرض کے برابر ہیں اب غور کیجیے کس قدر ثواب رمضان کا حرمین شریفین میں گزارنے کا ہو گا کہ رمضان بھی نیکی کو بڑھائے اور حرمین شریفین بھی نیکیوں کو زیادہ کریں مکان و زمان دونوں کے اجتماع کی فضیلت حاصل ہے اس کے علاوہ خاص مکہ مکرمہ میں رمضان گزارنے کے بارہ میں ایک حدیث یہ بھی ہے

مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّۃَ فَصَامَہٗ وَقَامَ مِنْہُ مَا تَیَسَّرَ كَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ اَلْفِ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ۔ (ابن رجب عن ابنِ ماجہ)

جس نے رمضان کو مکہ میں پایا پس روزہ رکھا اور قیام کیا جو کچھ بھی میسر آیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوسری جگہ پر ایک لاکھ ماہِ رمضان کے برابر ثواب لکھے گا۔

سوال :- کیا عمرہ بھی رمضان میں ادا کرنے کا کچھ ثواب ہے؟

جواب :- حدیث شریف میں ہے۔

عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً۔ (ابنِ ماجہ)

عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے۔

سوال :۔ اعتکاف کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیں کہ حرمین شریفین میں اعتکاف کیسا ہے ؟
جواب :۔ دُنیا میں سب سے افضل مسجدِ حرام میں اعتکاف ہے پھر مسجدِ نبوی میں پھر مسجدِ اقصٰی میں پھر اُس مسجد میں جہاں کثیر جماعت ہو۔ (جوہرہ)

رمضان اور اجابت دُعا

سوال :۔ رمضان میں قبولیت دُعا کے لیے کیا کیا اسباب ہیں اُن کو بھی مفصل بیان فرمائیں ؟

جواب :۔ (۱) ایک تو خود ماہِ رمضان ہی ہے حدیث میں ہے ۔

اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيْبُ الدُّعَاءَ۔
(شرح عین العلم عن البزاز والطبرانی)

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آگیا جو برکت کا مہینہ ہے اللہ تم کو اس میں ڈھانک لیتا ہے پس رحمت نازل ہوتی ہے اور خطائیں مٹتی ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے ۔

(۲) پھر روزہ بھی سببِ قبولیتِ دُعا ہے ۔

اَلصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهٗ
(شرح عین العلم عن الترمذی)

روزہ دار کی دُعا رد نہیں ہوتی ۔

(۳) افطار کے وقت بھی دُعا رد نہیں ہوتی ۔

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ ۔

روزہ دار کے لیے افطار کے وقت دُعا ہے جو رد نہیں ہوتی ۔

(۴) حصن حصین میں ہے کہ تلاوتِ قرآن کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے اور قرآن رمضان میں بکثرت پڑھا جاتا ہے ۔

(۵) فرض نمازوں کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے وہ بھی رمضان کا فرض جو ستر فرض کے برابر ہے فرائضِ پنجگانہ کی تخصیص فضیلت کے سبب ہے تو فرائضِ رمضان کو تو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہوئی ۔

(۶) ختمِ قرآن کے بعد بھی دُعا قبول ہوتی ہے ظاہر ہے رمضان میں کس قدر قرآن ختم ہوتے ہیں ۔

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً فَرِیْضَۃً فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ وَّمَنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ ہ

جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دُعا قبول اور جس نے ختمِ قرآن کیا اس کی دُعا قبول۔

(شرح عین العلم عن الطبرانی فی الکبیر)

(۷) بعد استماعِ قرآن بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ تراویح اور حفاظ کے دور میں قرآن کی سماعت بھی رمضان میں حاصل۔

(۸) حصن حصین میں ہے کہ شبِ قدر میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) مسلمانوں کے مجمع میں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں اُن میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا یہ اجتماع بھی رمضان میں تراویح ختم قرآن اور افطاری وغیرہ میں بکثرت حاصل ہوتا ہے۔ غرضکہ رمضان میں اللہ تعالےٰ سے خوب مانگے اسبابِ قبولیت واجابت اِس ماہ میں بکثرت جمع ہیں۔ جمع ہمت کے ساتھ طلب کرے حدیث میں ہے۔

اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ۔

اللہ سے دُعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔

اپنے لیے والدین اور اولاد و حکام و اساتذہ و مشائخ و جمیع مومنین و مومنات کے لیے دُعاءِ خیر کرے۔ شرح شرعۃ الاسلام میں ہے اگر والدین کو دُعا میں ترک کر دیا تو اس پر فقیری و مفلسی طاری ہوگی اگر مر گئے ہوں تو دُعاءِ مغفرت کرے اور زندہ ہوں تو جو اُن کے مناسب حال دُعاء خیر کرے اپنے لیے اور سب کے لیے گناہوں پر عفو طلب کرے توفیق طاعات چاہے عافیت معافات مانگے کہ ہمارے شر سے مخلوق کو اور مخلوق کے شر سے ہم کو محفوظ رکھے۔ توجہ اِلَی اللہ و صحبت صلحاء رزق بلا تکلیف و محنت اللہ تعالیٰ سے طلب کرے دُعاء کے سلسلہ میں ذیل کی چیزوں کو اپنے سامنے رکھے۔

اجتنابِ حرام اور اکلِ حلال کو قبولیتِ دُعا میں زیادہ دخل ہوتا ہے۔ اول و آخر

حمدِ الٰہی پھر اوّل و آخر درود حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی لحاظ رکھے اسمارِ الٰہی کے خواص کو بھی جانے تاکہ ان کا بھی حسبِ موقع دُعا میں توسل پیش کرے مثلاً اسم واسع کی خاصیت وسعت و کشادگی پیدا کرنا ہے جب زن و شوہر میں جدائی واقع ہو جائے اور ہر ایک کی ضروریات میں خلل پڑنے سے عرصۂ حیات تنگ ہو رہا ہو تو اسم واسع کے توسل سے دُعا مانگے یہ سبق قرآن کی اس آیت نے دیا۔ وَاِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِہٖ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیۡمًا (پ ۵ ع ۱۶) اور پاک مُنہ و زبان سے دُعا ہو وہ زبانِ اولیاء ہے اس لیے بہتر ہے کہ بزرگانِ دین سے دُعا کی درخواست کرے بلکہ ہر وہ شخص کہ جس میں کوئی بھی دینی فضیلت ہو اُس کی دُعا میں بھی فضیلت ہے حدیث شریف میں ہے۔

جس میں کوئی دینی فضیلت ہو اُس کی دُعا مقبول

ثَلٰثَۃٌ لَا تُرَدُّ دَعۡوَتُہُمۡ اَلصَّائِمُ حَتّٰی یُفۡطِرَ وَالۡاِمَامُ الۡعَادِلُ وَدَعۡوَۃُ الۡمَظۡلُوۡمِ (ابنِ ماجہ) تین شخص وہ ہیں جن کی دُعا رد نہیں ہوتی روزہ دار یہاں تک کہ افطار کرے۔ بادشاہ عادل۔ دُعارِ مظلوم۔

دیکھیے بادشاہ اور حاکم اگر عادل ہیں تو عدل کی وہ دینی فضیلت ان میں پائی گئی کہ روزہ دار کی طرح ان کی دُعا بھی رد نہیں ہوتی تو پھر بزرگانِ دین جیسی مقدس ہستیوں کی دُعا کیوں نہ قبول ہو گی جن میں علم و عرفان زہد و تقویٰ صبر و شکر رضا و تسلیم ذکر و فکر طاعت و عبادت کتنے ہی فضائل دینی موجود ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ حضرت فضیلؒ اور اُن کے اصحاب سے حضرت عبداللہ بن مبارکؓ نے فرمایا کہ تم اپنے علم اور ذکر و فکر میں مشغول رہو دُنیا میں مشغول نہ ہو میں آپ کی تمام دُنیوی مہمات کے لیے کافی ہوں۔ کس قدر بے فکر کرکے دینی فضیلت رکھنے والوں کی خدمت کے ذریعہ دُعائیں حاصل کرنے کا موقعہ لیا۔

بزرگانِ دین کی دُعا اور توجہ کے برکات

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد اور مراقبہ میں محویت

اور استغراق کے عالم میں تھے کہ مہمان آگیا سامنے نان بائی تھا فوراً کھانا پیش کیا تاکہ حضرت کو تشویش نہ ہو آپ نے خوش ہو کر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا اپنے جیسا بنا دیجئے آپ نے اس پر توجہ ڈالی صورت اور سیرت میں اپنے جیسا بنا دیا عرفانِ الٰہی کا سمندر قلب میں لہرانے لگا۔

ایک بادشاہ سے کہہ سن کر اُس کے حاشیہ نشینوں نے ایک بزرگ کا وظیفہ بند کرا دیا کہ یہ آدمی غیر مفید ہے اور بے کار ہے جب اِن بزرگ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم مفت وظیفہ نہیں لیتے تھے..... دُعا بھی تو ہم ہی کرتے تھے اُس نے اپنا وظیفہ بند کیا آج سے ہم نے اپنی دُعا کا وظیفہ بند کیا کہ اس کو دُعا کا حال معلوم ہو اور پتہ چلے یہ کہتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد ہوا علاج شروع ہوا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخر لاعلاج ہو کر بادشاہ کو آپ ہی کی طرف آنا پڑا بہزار عجز و زاری آپ سے دُعا صحت کا طالب ہوا آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ اے اللہ تو نے بادشاہ کو ذلت دکھلائی اب اپنی بارگاہ کے فقیروں کی پکار اور دُعا کی عزت کو بھی دِکھلا۔ چنانچہ دُعا کی برکت سے اسی وقت مرض جاتا رہا بادشاہ تندرست ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ دُعا اور وہ بھی مقبولانِ حق کی دُعا وہ شئے ہے کہ جہاں دواؤں کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے وہاں دُعا اپنا اثر دکھلاتی ہے فوراً بادشاہ نے توبہ کی اور دُعا کے موجب صد برکات ہونے کا اعتقاد درست کیا۔ خدمت کو ذریعہ سعادت سمجھ کر پھر ہمیشہ خدمت کر کے دُعائیں لیتا رہا۔

یحییٰ برمکی حضرت سُفیانؒ ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہزار درہم ماہانہ پیش کیا کرتے تھے ایک روز حضرت سُفیانؒ کو دیکھا کہ سجدہ میں دُعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ یحییٰ ہماری دُنیا کی حاجت روائی کرتا ہے تو اس کی آخرت کی مشکل آسان کر۔ مرنے کے بعد یحییٰ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہا اللہ تعالےٰ نے دُعا سفیانؒ کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔

دیکھیئے پہلے زمانہ میں دینی فضیلت رکھنے والوں کی دُعا کی کیا قدر تھی۔ یہ دُعا حاصل

کرنی مسنون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب عمرہ کے لیے جا رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَشْرِکْنِیْ فِیْ دُعَائِکَ یَا اُخَیَّ۔ اے میرے بھائی مجھ کو بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع ثابت ہوئی نیز دینی بزرگی اور فضیلت رکھنے والوں سے طالبِ دعا ہونے کی ایک سنت بھی قائم ہوئی۔

اللہ کے نیک بندوں سے طالبِ دُعا ہونا مسنون ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ادیس قرنی کا ذکر فرمایا کہ یہ وہ ادیس ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھائے تو اللہ تعالےٰ اس کی قسم کو پورا کر دے اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دعاءِ مغفرت کرانا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ ان سے طالبِ دعاء ہوئے۔

ہمیشہ بزرگوں سے طالبِ دعاء رہے اور اگر اوقاتِ اجابت میں وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیں تو بیڑا ہی پار ہے۔ عین العلم ج ۲ ص ۱۰۷ میں ہے وَیَرْغَبُ فِیْ دُعَاءِ ذِیْ فَضِیْلَةٍ دِیْنِیَّةٍ[1] جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ سے ثابت ہوا۔

طریقۂ دُعاء

پانچ بار رَبَّنَا کہہ کر دعاء مانگنا اجابتِ دعا کے لیے نہایت مؤثر ہے، قرآن پاک میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ رب نے ان کی دعا قبول کی۔ حدیث شریف میں ہے اسمِ پاک اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ پر ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے کہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ تیری طرف متوجہ ہوا۔

طریقۂ دعا بھی لکھ دیا گیا ہے اس طریق پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگنے میں مشغول ہو۔ اور احقر کو بھی دعاءِ خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

رمضان اور پچھلا عشرہ

سوال:۔ رمضان کے پچھلے عشرہ کے متعلق بھی کچھ ارشاد

[1] دینی فضیلت والے کی دعا میں رغبت کرے۔

فرمائیں؟

جواب: پہلے عشرہ کے مقابلہ میں یقیناً یہ پچھلا عشرہ افضل ہے۔ کیونکہ اوقاتِ خاصّہ اور فاضلہ میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ پچھلا حصّہ پہلے حصّہ کے بہ نسبت اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ دیکھیے صلوٰۃِ وُسطیٰ یعنی صلوٰۃِ عصر کو بڑی اہمیت حاصل ہے وہ بھی دن کے پچھلے حصہ میں واقع ہے۔ رات کو تجلیاتِ حق کا نزول ہوتا ہے وہ بھی شب کے پچھلے حصّہ میں ہے صلوٰۃِ جمعہ جیسی فضیلت والی نماز وہ بھی دن کے پچھلے حصّہ میں ہے۔ عرفہ کے دن کا بھی پچھلا حصّہ افضل ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اسی پچھلے حصّہ میں دُعا میں مصروف رہے۔ اس نظریہ کے پیشِ نظر بھی رمضان کا پچھلا عشرہ پہلے عشروں کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہے اس عشرہ میں طاعات اور عبادت میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَةً وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری)

جب رمضان آتا تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے بندِ کمر کو مضبوط باندھتے اور رات کو زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بیدار فرماتے تھے

"شَدِّ میزرہ" سے مراد عبادت میں مضبوط اور چُست ہو جانا ہے جس طرح اُردو زبان میں کہتے ہیں اُس نے فلاں کام پر کمر باندھی یعنی فلاں کام کرنے پر مضبوط اور چُست ہو گیا یا اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس عشرہ میں ازواجِ مطہرات سے الگ رہتے تھے اَحْیٰی لَیْلَةً سے شب بیداری مراد ہے یعنی تمام رات یا اکثر رات نماز ذکر یا تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے عشرہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کس قدر عبادت میں اہتمام فرماتے کہ اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے بیدار کرتے تھے۔ عبادت میں اہتمام کے سبب پچھلے عشرہ میں کھانا بھی حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف سحر میں نوش فرماتے تھے تاکہ خالی پیٹ عبادت میں نشاط اور سرور زیادہ حاصل ہو اور اس عشرہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مغرب اور عشا کے درمیان غسل بھی فرماتے تھے۔ ابنِ جریر نے کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پچھلے عشرہ میں ہر رات غسل کرنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ لطائف المعارف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَمَضَانُ قَامَ وَنَامَ فَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ الْمِيْزَرَ وَاجْتَنَبَ النِّسَاءَ وَاغْتَسَلَ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ وَجَعَلَ الْعَشَاءَ سُحُوْرًا۔ (لطائف عن ابن ابی عاصم)

جب رمضان ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے اور سوتے بھی اور جب عشرہ آتا تو کمربستہ (عبادت کے لیے) ہو جاتے اور بیویوں سے علیحدہ رہتے۔ دونوں اذانوں کے درمیان غسل کرتے اور شام کا کھانا سحر کو تناول فرماتے (اس کا مفصل بیان صومِ وصال کے بیان میں دیکھو)

حاصل یہ ہے کہ پچھلے عشرہ میں مندرجہ ذیل کام کرنے ہیں جو مواہب میں درج ہیں

(۱) بیویوں سے علیحدہ رہنا۔

(۲) شب بیداری کرنا کل رات کی یا اکثر رات کی زرقانی میں حدیث ہے کہ جس نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اس کو بھی شبِ قدر سے حصّہ مل گیا۔

(۳) اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لیے جگانا۔

(۴) تاخیر طعام کرنا سحر تک زرقانی میں ہے کہ حدیث میں ہے (جَعَلَ عَشَاءَہٗ سُحُوْرًا) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا پانی پر افطار کر کے کھانا سحر کو نوشِ جاں فرماتے۔

(۵) غسل بین العشاء والمغرب یعنی عشاء و مغرب کے درمیان عشرہ میں ہر روز غسل کرنا۔

رمضان اور اعتکاف

سوال :۔ رمضان کے پچھلے عشرہ میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے یہ کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ یہ اعتکاف سنّتِ مؤکدہ ہے مگر علی الکفایہ بستی میں ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا ورنہ تمام بستی گنہگار ہے باقی افضل اور اولیٰ ہے کہ ہر شخص عشرۂ رمضان میں اعتکاف کرے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ وفات تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہمیشہ آپ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ ۔ (مشکوٰۃ باب الاعتکاف)

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پچھلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات اعتکاف کرتی تھیں ۔

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ کی چارپائی یا آپ کا بستر استون توبہ کے آگے یا پیچھے بچھایا جاتا تھا ۔

اِنَّہٗ کَانَ اِذَا اعْتَکَفَ طُرِحَ لَہٗ فِرَاشُہٗ اَوْ یُوْضَعُ سَرِیْرُہٗ وَرَاءَ اُسْطُوَانَۃِ التَّوْبَۃِ ۔ (ابن ماجہ ص۱۲۸)

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ کا فرش یا آپ کی چارپائی ستون توبہ کے آگے یا پیچھے بچھائی جاتی تھی ۔

مرقات میں ہے کہ ستون توبہ مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ جہاں حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی یہ مقام بھی قابل زیارت ہے ۔

قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ اَرَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ یَعْتَکِفُ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابنِ ماجہ ص۱۲۸)

نافع نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر نے وہ جگہ دکھلائی جہاں حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے ۔

مگر جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا بیس دن کا اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دو دفعہ دَور کیا اس میں اشارہ ہے کہ آخر عمر میں اعمالِ صالحہ کو المضاعف کر دیا جائے نیکیوں کی کثرت رکھی جائے ۔ (زرقانی ص۱۳۶/۸)

سوال :- اعتکاف کسے کہتے ہیں؟

جواب :- بہ نیتِ عبادت و تقرب الی اللہ مسجد میں ٹھہرنے اور اقامت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں ۔

سوال :- اعتکاف کا طریقہ بھی بتلائیں کہ رمضان کے آخر میں کس طرح اعتکاف کرے ۔

جواب :۔ رمضان کی بیس^۲ تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے پھر وہاں سے نہ نکلے مگر عید کی رات کو۔ اگر آفتاب چھپنے کے بعد مسجد میں گیا تو یہ مسنون اعتکاف نہ ہو گا اس لیے عصر کے بعد مسجد میں چلا جائے اور دس دن تک مسجد سے باہر نہ نکلے۔ پورے دس دن کا اعتکاف مسنون ہے۔ کچھ کمی ہو گئی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہو گا بلکہ نفل ہو گا۔

سوال :۔ کس مسجد میں اعتکاف کرے۔

جواب :۔ ہر اُس مسجد میں اعتکاف کرے جہاں اذان و اقامت ہوتی ہو ان سب میں افضل مسجدِ حرام ہے۔ اس کے بعد مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد بیت المقدس اس کے بعد جامع مسجد اس کے بعد وہ بڑی مسجد جہاں جماعت زیادہ ہوتی ہو۔

(بحر الرائق ص۳۲۴ فتاویٰ قاضی خان ص۲۰۳)

اعتکاف کے فوائد

سوال :۔ اعتکاف کے فوائد کیا ہیں ؟

جواب :۔ گناہوں سے بچنا اور حصولِ ولایت اس کے اعلیٰ فوائد میں سے ہے حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ بھوک کی ریاضت میں مقاماتِ کشف حاصل ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں چالیس اولیاء کرام سے ملا سب نے یہ فرمایا کہ ہم درجہ ولایت پر عزلت سے پہنچے تو اعتکاف میں روزہ یعنی بھوک بھی ہے اور عزلت یعنی گوشہ نشینی بھی لہٰذا اعتکاف ولایت اور کشف کے حصول کا کامیاب ذریعہ ہو امسجد کا قیام مزید قرب کا باعث کیونکہ مکیں کا قرب جس طرح مکان میں حاصل ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قُرب خاص مسجد میں ملتا ہے پھر ذکر، تلاوت، نماز اور مراقبہ مزید براں پس اس گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا قُرب در قرب اور اس کی ہم نشینی ہی ہم نشینی ہے اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ[1] کا لطفِ خاص اس خلوت میں ہے وہ یہاں سے قبر کی خلوت اور اس اعتکاف کے لیے بھی اُنس باللہ کا سرمایہ جمع کرتا ہے نیز اہلِ سلوک کی ریاضت کے ارکان کا انحصار بھی چار چیزوں سے بچنے میں ہے۔ فضول طعام،

---

[1] میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔

فضول کلام، فضول اختلاطِ انام، فضول منام، ان کی تحصیل تکمیلِ اعتکاف میں بوجہ احسن حاصل ہوتی ہے اعتکاف عُکُوفُ الْقَلْبِ عَلَی اللّٰہِ سے بنا ہے ریاضت کے ساتھ دِل کو متوجہ الی اللہ رکھنے کی مشق اور ورزش کرنا ہے تاکہ درجہ ولایت حاصل ہو اور اتباعِ سنت میں محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو۔

اعتکاف کے مشاغل

سوال :۔ اعتکاف کے مشاغل بھی تحریر فرمائیں؟

جواب :۔ نوافل۔ تلاوتِ قرآنِ پاک۔ درود شریف استغفار۔ دینی کتابوں کا مطالعہ اور ان کی کتابت۔ درس و تدریس۔ تالیف و تصنیف ذکر۔ مراقبہ۔ نفی خواطر جیسے مبارک مشاغل میں مصروف رہے۔

سوال :۔ معتکف کیا مسجد سے کسی حاجت کے لیے بھی باہر نہیں نکل سکتا؟

جواب :۔ شرعی اور طبعی حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے مثلاً قضائے حاجت کے لیے فرض وضو اور غسل کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے یہ طبعی حاجت ہے اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے تو قریب کی مسجد میں جہاں جمعہ ہو نماز پڑھنے کے واسطے جانے کی اجازت ہے یہ شرعی حاجت ہے مگر زیادہ پہلے نہ جائے۔ اذان اور خطبہ سے اتنا پہلے نکلے کہ مسجد میں پہونچکر دو رکعت تحیۃ المسجد جمعہ سے پہلے کی سنت ادا کر سکے اور بعد میں چار یا چھ رکعت پڑھ سکے۔ احتیاطِ ظہر اگر پڑھنی ہے تو وہ بھی واپس آکر اپنی ہی مسجد میں پڑھے ان ضرورتوں کے علاوہ کسی کام کے لیے باہر نکلنا جائز نہیں اگر نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا حتیٰ کہ قضائے حاجت کے لیے بھی باہر نکلنے کی اجازت ہے تو اتنی دیر کے لیے کہ طہارت کر کے فوراً چلا آئے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اگر اس کے دو مکان ہیں تو جو قریب کا مکان ہے اُس میں قضائے حاجت کے لیے جائے دور کے مکان میں جائے گا تو بعض کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر قریب تر دوست کا مکان ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اس کے یہاں قضائے حاجت کے لیے جائے اپنے ہی مکان میں جائے۔ اگرچہ اس سے دُور ہو۔

سوال :- اگر ڈوبتے اور آگ میں جلتے ہوئے شخص کو بچانے کے لیے یا شہادت دینے کے لیے یا کسی کے جبر و اکراہ کی بنا پر مسجد سے باہر نکلا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ چیزیں معلوم الوقوع نہیں جو عقدِ اعتکاف کے وقت مستثنیٰ ہو جاتیں غالب الوقوع چیزیں مستثنیٰ ہو جاتی ہیں - (بحر الرائق ص۳۲۵)

سوال :- کیا مؤذن منارہ پر اذان دینے کے لیے جا سکتا ہے ؟

جواب :- جا سکتا ہے اگرچہ راستہ باہر سے ہو -

سوال :- کیا مریض کی عیادت کے لیے بھی مسجد سے باہر نکل سکتا ہے ؟

جواب :- نہیں اگر اسی ارادہ اور قصد سے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا - ہاں اگر اپنی کسی حاجت کے لیے نکلا ہے اور گزرتے ہوئے ضمناً سرِ راہ مریض کی مزاج پرسی بغیر وقوف کیے کر لی تو جائز ہے - حدیث میں ہے -

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ فَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ - (مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرماتے تھے اس حال میں کہ آپ معتکف ہوتے جس ہیئت اور روش پر آپ ہوتے اسی پر آپ گزرتے چلے جاتے نہ راہ سے کسی اور طرف مائل ہوتے نہ ٹھہرتے بلکہ سیدھے مزاج پرسی فرماتے ہوئے چلے جاتے -

سوال :- اگر نمازِ جنازہ یا عیادت یا مجلسِ علم میں حاضر ہو کر وعظ سننے کی شرط شروع اعتکاف میں لگا دے تو کیا اب خاص ان ہی چیزوں کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہو گا ؟

جواب :- جی ہاں جائز ہو گا - (دُرِ مختار)

سوال :- کیا بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے ؟

جواب :- جی ہاں سمجھ دار بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے - (عالمگیری ص۲۲۴)

سوال :- کیا عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے ؟

جواب :- جی ہاں کر سکتی ہے مگر مسجد میں اس کے لیے اعتکاف مکروہ ہے ہاں شوہر کے اذن سے صرف گھر میں اس مقام پر اعتکاف کر سکتی ہے جو نماز پڑھنے

کے لیے مقرر کر لی جائے۔ اگر یہ ہے تو اس میں اعتکاف کرے اور اگر کوئی ایسی جگہ گھر میں مقرر نہیں تو اعتکاف نہیں کر سکتی ہاں اگر نماز کے لیے اب کوئی خاص جگہ مقرر کر لی ہے تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے اور فرائض بھی عورت کو گھر میں ہی ادا کرنا افضل ہے۔

اس لیے مستحب ہے کہ گھر میں نماز کے لیے کوئی خاص جگہ بنالی جائے مگر مردوں کے فرائض اور اعتکاف کے لیے مخصوص مسجد ہے ہاں مرد بھی اس جگہ گھر میں سُنتیں اور نوافل ادا کریں۔ (درِ مختار شامی ص۱۷۶) شمائل ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا مکان مسجد سے کتنا نزدیک ہے مگر مجھے گھر میں نوافل پڑھنا زیادہ محبوب ہے قرآنِ کریم میں ہے۔ وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۱۱ ع ۱۴) یعنی گھر میں کوئی ایسی جگہ مخصوص کر لیجیے جو قبلہ رُو ہو وہاں نماز پڑھیے اور ایمان والوں کو بشارت دیجیے انشاء اللہ اس جگہ کی برکت تمام گھر میں پہونچے گی اس کو مسجد البیت کہا جاتا ہے یہ حقیقت میں مسجد نہیں بلکہ گھر میں نماز اور وضو کی سہولت کے لیے ایک آرام کی جگہ ہے مثل چبوترہ یہ جگہ بلند بھی ہو کہ وضو بلند جگہ مستحب ہے چھینٹوں سے بھی حفاظت ہوگی۔

مسلمانوں کو تعمیر مکان کے وقت اس کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کوئی چھوٹی سی جگہ نماز اور وضو کے لیے ضرور بنائیں یہ جگہ سایہ دار بھی ہو تو ہر موسم میں آرام ملے گا۔

سوال:- اعتکاف کتنی قسم کا ہوتا ہے؟

جواب:- تین قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) سُنتِ مؤکدہ (۲) نفل (۳) واجب

اوّل سُنتِ مؤکدہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف ہے جس کا بیان گذرا۔ دوم نفل اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں جتنی دیر بھی چاہے مسجد میں بہ نیت اعتکاف ٹھہر سکتا ہے اس کے لیے کوئی معین مدّت مقرر نہیں حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوا اور اعتکاف کی نیت کر لی مسجد سے نکلنے تک نفل اعتکاف ہو گیا مسلمانوں کو چاہیئے مسجد میں اس نیت

سے داخل ہوں تاکہ ثواب سے محروم نہ ہوں۔

تیسرا واجب اعتکاف وہ نذر کا اعتکاف ہے یہ دو قسم کا ہے مُعلّق اور غیر معلّق۔ معلق یہ ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لیے اعتکاف ہے اور بغیر کسی کام پر معلق کیے اللہ کے لیے اعتکاف بول لیا تو یہ غیر معلق ہوا غرضیکہ نذر بولنے سے اعتکاف واجب ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ زبان سے بولے۔ صرف دِل میں ارادہ کر لینا کافی نہیں۔ (دُرِّ مختار۔ عالمگیری) اگر نذر کے وقت زبان سے یہ بھی شرط کر لی کہ نمازِ جنازہ عیادتِ مریض اور علمی مجلس میں حاضر ہونے کے لیے باہر نکلوں گا تو اس کو ان چیزوں کے لیے نکلنا جائز ہو گا اور اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (دُرِّ مختار)

سوال :- کیا اعتکاف کی تینوں قسم میں روزہ ہونا شرط ہے؟

جواب :- نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ دن اور رات کی جس ساعت میں چاہے اعتکاف کر سکتا ہے۔ نذر کے اعتکاف میں روزہ ہونا شرط ہے اور رمضان کے مسنون اعتکاف میں فقہاء کی عبارات سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ شرط ہے اور اہلِ اسلام کا عمل شاہد ہے کہ یہ اعتکاف روزہ سے خالی نہیں ہوتا تو اِس بنا پر سفر یا مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تو اعتکاف مسنون نہ ہو گا نفل ہو گا۔ مگر صاحبِ بحرالرائق و تنویر الابصار فرماتے ہیں کہ روزہ صرف نذر اعتکاف کے لیے شرط ہے۔ مگر منحۃ الخالق میں ہے کہ عشرہ آخیرہ کے اعتکاف کے لیے بھی روزہ شرط ہے۔

سوال :- کسی دِن اعتکاف میں مسجد سے باہر آگیا تو اعتکاف اُسی دِن کا ٹوٹا یا تمام اعتکاف باطل ہو گیا؟

جواب :- اگر اعتکاف واجب ہے کسی معیّن مہینہ میں مثلاً ماہِ رجب کے اعتکاف کی نذر ہے تو باہر نکلنے سے اِسی دن کی قضا لازم آئے گی اور غیر معین مہینہ کی نذر ہے تو از سرِ نو تمام اعتکاف کی قضا لازم آئے گی اس صُورت میں خواہ تتابع یعنی لگاتار اعتکاف کی نیّت کی ہو یا نہیں۔ بخلاف روزہ کے کہ مُطلق ایک غیر معین ماہ کے روزے بولنے میں تتابع کے احکام لازم نہیں آئیں گے یعنی جو روزہ فوت ہو گیا صرف اسی کی قضا لازم

آئے گی تفصیل اس کی بحرالرائق میں ملاحظہ ہو۔

سوال :- اگر عشرہ آخیرہ کے اعتکاف میں بلا ضرورت باہر نکل آیا تو کیا اس کی قضا لازم ہے؟

جواب :- فتح القدیر میں ہے کہ طرفین کے نزدیک اس کی قضا نہیں امام ابو یوسف کے نزدیک مسنون اعتکاف کی قضا ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مسنون سے باہر آ گئے تو بطریق استحباب شوال میں اس کی قضا فرمائی۔ ازواج مطہرات بھی اسی اعتکاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکل آئی تھیں مگر ان سے قضا منقول نہیں معلوم ہوا کہ قضا لازم نہیں بطریق استحباب قضا کر سکتا ہے تو پورے عشرہ کی قضا مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

سوال :- اگر مسجد جماعت میں اعتکاف نہیں کیا اور ایسی مسجد میں اعتکاف کیا کہ جس میں کوئی مؤذن اور امام بھی مقرر نہیں ہے تو کیا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے۔

جواب :- جائز ہے دُرِّ مختار میں ہے کہ صاحبین کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے گو افضل اُن مساجد میں ہے جن کا اُوپر ذکر ہُوا۔

سوال :- کیا اس مسجد سے کسی دوسری مسجدِ جماعت میں جماعت سے نماز ادا کرنے کے لیے جا سکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں جا سکتا ہے۔

سوال :- کیا اعتکاف گھر میں نہیں ہو سکتا مسجد میں ہونا ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں مرد کے لیے مسجد ہونا ضروری ہے مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہو گا۔ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ ط (پ ۲ ع ۷) (عالمگیری ص۲۱۱، بحرالرائق)

سوال :- اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نکلا مگر فوراً مسجد کو واپس نہیں لوٹا کچھ دیر کے لیے باہر توقف کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ساعت بھی بلا عذر نہ کیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور صاحبین کے نزدیک دن کے اکثر حصہ میں

توقف کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا ورنہ نہیں صاحب فتح القدیر نے امام صاحب کے قول کو ترجیح دی ہے (بحر الرائق صفحہ ۳۲۶)

سوال :- جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے دوسری مسجد میں گیا تھا وہاں بہت دیر تک ٹھہرا رہا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- وہاں کے توقف سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا کیونکہ مسجد محل اعتکاف ہے مگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے کیونکہ جس مسجد میں شروع کیا ہے اُسی میں اعتکاف تمام کرے اور اسی میں اعتکاف کا وقت گزارے ۔ (بحر الرائق صفحہ ۳۲۵)

سوال :- براہِ کرم تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں کہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ؟

جواب :- اوّل بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے میں دوّم جماع کرنے سے سوّم معنے جماع یعنی بوس وکنار وغیرہ سے بشرطِ انزال چہارم حیض و نفاس پنجم جنون اور اغماءِ طویل ان سب چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ۔ (بحر الرائق)

سوال :- اگر بھول کر بھی یہ چیزیں اعتکاف میں واقع ہو جائیں گی تو کیا اعتکاف فاسد ہو جائے گا ؟

جواب :- جی ہاں فاسد ہو جائے گا ۔ (بحر الرائق)

سوال :- اگر مسجد میں معتکف کے لیے کھانا ۔ پینا ۔ سونا ۔ خرید و فروخت جائز ہے ؟

جواب :- جی ہاں جائز ہے کھانے کی چیزوں کی خرید و فروخت بھی بقدرِ ضرورت جائز ہے نہ کہ تجارت کے لیے کہ یہ مکروہ ہے منقطع الی اللہ کو امورِ دُنیا میں اشتغال روا نہیں (بحر الرائق صفحہ ۳۲۷)

سوال :- بعض لوگ جو معتکف نہیں ہوتے وہ مسجد میں کھاتے پیتے اور گرمی میں دوپہر کو پنکھے کے نیچے عموماً سوتے ہیں ۔ ان کا یہ فعل کیسا ہے ؟

جواب :- مکروہ ہے صرف معتکف اور مسافر کو اجازت ہے اور ابنِ کمال کے قول کی بناء پر تو مطلقاً مکروہ نہیں بہر حال بہتر یہ ہے کہ غیر معتکف نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو کچھ ذکرِ الٰہی اور نماز پڑھ کر کھائے پیئے ۔ (دُرِّ مختار ، شامی)

سوال :- اگر مسجد میں کسی برتن میں وضو کرے تو کیسا ہے ؟
جواب :- اگر ماءِ مستعمل سے مسجد کے آلودہ اور ملوث ہونے کا احتمال ہے تو منع کیا جائے گا کیونکہ تنظیفِ مسجد واجب ہے ورنہ مضائقہ نہیں اور غیر معتکف بہر حال منع کیا جائے گا۔ (بحر الرائق ص۳۲۷)

سوال :- کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہے اور کسی سے ملاقات بھی نہ کرے۔
جواب :- نہ احباب سے ملاقات منع ہے نہ خاموش رہنا روا ہے بلکہ بے معنی خاموشی کو مکروہ لکھا ہے البتہ شر سے زبان کو روکے اور خیر کی باتیں کرے سو اس کی ہر وقت اور ہر جگہ کے لیے تعلیم ہے مسجد اور اعتکاف کی حالت اور بھی زیادہ مناسب اور اولیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُل لِّعِبَادِی یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (پ۱۵ ع۶) میرے بندوں سے فرما دیجیے کہ وہ عمدہ سے عمدہ باتیں کیا کریں پس قرآن اور حدیث پڑھیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اور اسرار اس کے بیان کریں مسائل فقہ بتلائیں قصص الانبیاء یا نیک اور صالح بندوں کی حکایات سنائیں مسجد میں مباح کلام سے بھی بچیں یعنی جس میں کوئی ثواب نہ ہو یہ کلام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے مگر اسبیجابی نے کہا ہے کہ معتکف کے لیے مضائقہ نہیں بہر حال وقت حاجت مباح کلام کی بھی اجازت ہے باتیں کر سکتا ہے۔ (دُرِّ مختار)

رمضان اور شبِ قدر

سوال :- کیا شبِ قدر کی تجسس اور تلاش مستحب ہے۔
جواب :- جی ہاں مستحب ہے یہ سال کی بہترین شب ہے۔ (عالمگیری)

سوال :- کس ماہ میں اس کو تلاش کیا جائے ؟
جواب :- ماہ رمضان المبارک میں اس کو تلاش کیا جائے وہ بھی پچھلے عشرہ میں۔ اسی تلاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے شروع شروع میں آپ نے عشرۂ اوّل میں اعتکاف کیا پھر عشرۂ اوسط یعنی بیچ کے عشرہ میں پھر عشرۂ اخیرہ میں جب آپ پر یہ ظاہر ہو گیا کہ شبِ قدر پچھلے عشرہ میں ہے تو ہمیشہ آپ نے تا وفات

اسی اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا۔

سوال :- پچھلے عشرہ میں کن راتوں میں شب قدر کو تلاش کرے ؟

جواب :- عدد طاق میں تلاش کرے مثلاً اکیسویں تیئسویں پچیسویں ستائیسویں انتیسویں راتوں میں شب قدر کو تلاش کرے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث ہے

تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ — تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے عشرہ کی طاق راتوں میں۔

(بخاری ص۲۷ ، مشکوٰۃ ص۱۸۱)

سوال :- کیا آپ یہ بھی بتلا سکتے ہیں کہ ان طاق راتوں میں سے اغلب گمان کس رات کے بارہ میں ہے ؟

جواب :- صراحت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ نکتہ سنج حضرات نے قرآن کے اشاروں کی زبان میں یہ سمجھا ہے کہ وہ رات ستائیسویں شب ہے اس لیے کہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا میں اس کا تین۳ مرتبہ ذکر آیا تین کو نو میں ضرب دیا جائے تو ستائیس۲۷ ہوتے ہیں پس اشارہ ستائیس۲۷ ویں شب کی طرف ہوا تفسیر مدارک میں ہے کہ جمہور علماء اسی طرف ہیں کہ وہ رات ستائیسویں شب ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال :- شب قدر کی فضیلت بھی بیان فرمائیں ؟

جواب :- اس کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَا پوری سورۃ اس کی فضیلت میں نازل ہوئی۔ تفسیر خازن میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر آیا کہ ہزار مہینہ تک اللہ کی راہ میں ہتھیار اپنے کندھے پر لیے رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب فرمایا اور اس کی تمنا اُمت کے لیے بھی پیدا ہوئی تو حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے رب آپ نے میری اُمت کو کوتاہ عمر فرمایا عمل میں کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ شب آپ کی اور آپ کی اُمت کے لیے قیامت تک اُس مجاہد کے ہزار ماہ سے بہتر ہے اس شب کی چند خصوصیات ہیں۔ اس رات لوح محفوظ سے آسمانِ دُنیا

پر نزولِ قرآن ہوا۔ اس رات میں ایک عملِ خیر دوسری راتوں میں ہزار عملِ خیر کے برابر ہے۔ اس رات میں فرشتوں کا نزول زمین پر اس کثرت سے ہوتا ہے۔ کہ زمین باایں ہمہ وسعت و فراخی تنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے۔ (وَقِيْلَ سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّ الْاَرْضَ تَضِيْقُ بِالْمَلَائِكَةِ فِيْهَا) اس رات میں رُوح کا نزول بھی ہوتا ہے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی فرشتوں کی ایک عظیم جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں ہر کھڑے اور بیٹھے اُس شخص کی تعریف کرتے ہیں اور دُعاءِ خیر دیتے ہیں جو ذِکرِ الٰہی میں مصروف ہوتا ہے حضرت جبرئیل افضلِ ملائکہ ہیں جن کی بزرگی اور افضلیت کے بیان میں تفسیر رُوح المعانی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ تمام انبیاء کرام کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریفہ ان کو زیادہ حاصل ہوئی اصل عبارت تفسیر رُوح المعانی میں یہ ہے (وَاَنَا اَقُوْلُ بِالْاَفْضَلِيَّةِ وَلَيْسَ عِنْدِيْ اَقْوٰى دَلِيْلًا عَلَيْهَا مِنْ مَّزِيْدِ صُحْبَتِهٖ لِحَبِيْبِ الْحَقِّ بِالْاِتِّفَاقِ وَسَيِّدِ الْخَلْقِ عَلَى الْاِطْلَاقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَثْرَةِ نُصْرَتِهٖ وَحُبِّهٖ لَهٗ وَلِاُمَّتِهٖ)[1]

پس حضرت جبرئیل کے قرب میں آج کی شب صحبت و قربِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں حاصل کرو جو حیاتِ قلب و رُوح کا سبب ہے یہ رات محلِ سلام ہے صبح تک فرشتوں کا سلام ایمان والوں اور اہلِ مسجد کو پہونچتا ہے۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ ہر عبادت کرنے والے سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں۔

طبرانی کبیر میں یہ حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے افطار کرائے رمضان میں تو اس ماہ تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور جبرئیل کے وہ ہاتھ ہیں کہ حضور کے جسمِ اطہر سے مَس ہوئے ہیں۔ آج مصافحہ میں یہ برکتیں حاصل کرو۔

---

[1] اور میں کہتا ہوں کہ میرے پاس حضرت جبرئیل کی افضلیت کی اس سے بڑی کوئی دلیل نہیں کہ اس نے جبیبِ حق سیدالخلق علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحبت حاصل کی ہے اور آپ کی امت اور حضور کی زیادہ مدد

تفسیرِ کبیر میں ہے کہ حجاج ابنِ یوسف نے ایک شخص کو قتل کا حکم دیا وہ کسی طرح باریاب ہو کر حجاج سے سوال کرتا ہے سلام کا جواب کیا ہے اُس نے کہا وعلیکم السلام یعنی تم پر سلامتی ہو کہا بس آپ نے زبان دے دی آپ کی زُبان سے مُجھے سلامتی کا پیام پہونچ گیا اب میں سلامتی اور امان میں آگیا آخر حجاج نے اس کو امان دے دی اور کہا جا تو نے اپنی علم و دانش سے اپنے کو بچا لیا معصوم ملائکہ سلام کریں تو گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے سلامتی پر سلامتی کا پیام پہونچا دیا صبح تک یہ پیام پہونچتا رہتا ہے نیز سلام۔ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے گویا غفلت دُور کر کے متوجہ الی اللہ کرتے ہیں اشارہ کیا گیا اسی میں سلامتی ہے کہ ہمہ وقت اس دھیان میں رہو ذاتِ باری تعالیٰ تم پر نگران ہے اور خاص نظرِ عفو و کرم ہے۔

حیاتِ الصالحین میں ہے کہ طبری نے ایک جماعت سے ذکر کیا ہے کہ اس رات درخت زمین پر گرتے ہیں اور پھر جڑوں یعنی اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر چیز سجدہ کرتی ہے بہر حال اہلِ کشف اور اربابِ قلوب کو اگر کچھ عجائبات اس شب کے نظر آجائیں تو حق ہے شامی میں ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کسی کو یہ رات دکھلائے تو رویت اس کی ممکن ہے۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ کس قدر قوی تجلیات اور انوار کا ظہور ہے کہ جس کے آگے ہر چیز سجدہ ریز ہے۔ غرضکہ یہ رات انوارِ قرآن انوارِ ملائکہ انوارِ تجلیاتِ الٰہی سے روشن ہے اس رات کو عبادت میں مصروف رہ کر قلب کی تنویر میں گزارا جائے گناہوں کی غفلت میں سو کر ضائع نہ کیا جائے کہ بڑی قدر و منزلت کی رات ہے۔

سوال :۔ اس رات میں کیا عبادت کرنی چاہیئے ؟

جواب :۔ اس میں نمازیں پڑھنا چاہئیں۔ کیونکہ اس رات میں نماز کے لیے قیام موجبِ مغفرت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جس نے قیام کیا شبِ قدر میں بوجہ ایمان اور طلبِ اجر کے اس کے پہلے کے گناہ مغفور ہوئے۔

یعنی شبِ قدر میں جس نے کھڑے ہو کر عبادت کی (خواہ طواف ہو یا نماز) اور اس قیام کا باعث صرف ایمان اور طلبِ اجر ہے نہ ریا اور سُمعہ اس کی بخشش ہے۔
پس اس شب میں جتنے بھی قیام ہیں اوّل ان کو ضائع نہ ہونے دے مثلاً تراویح نہ چھوڑے بیس رکعتوں کا قیام حاصل ہو گا۔ نماز مغرب و عشاء کو مع سُنّت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے حتیٰ کہ اوابین تک جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو بھی ادا کرے تاکہ غروبِ آفتاب کے بعد ہی سے اس کو قیامُ اللّیل حاصل ہوتا چلا جائے۔ مغرب اور عشاء کی نماز کو اگر اِس شب جماعت کے ساتھ ادا کر لے گا۔ تو غنیۃ الطالبین میں ہے کہ اس کو بھی شبِ قدر کے قیام سے حِصہ مِل جائے گا۔ تہجد بھی پڑھے اور اگر کوئی خوش بخت ان سب قیاموں کے ساتھ مزید نوافل کی طرف بھی رغبت رکھتا ہے تو اس رات کی نوافل بھی حیات الصالحین کے حوالہ سے نقل کی جاتی ہیں۔

شبِ قدر کی نوافل

نفلِ اوّل۔ جو کوئی سو رکعت پڑھے گا ہر رکعت میں بعد اَلْحَمْدُ کے ایک بار سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ پڑھے پھر بعد سلام ستر بار استغفار کرے اللہ تعالےٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا کہ حدِ بیان سے باہر ہے۔

نفلِ دوم۔ جو شخص ستائیسویں شب کو دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد اَلْحَمْدُ سات بار سورہ اخلاص پڑھے اُس نے شبِ قدر کا ثواب پالیا۔

نفلِ سوم۔ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد اَلْحَمْدُ ۲۷ مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے بعد سلام سو بار درود شریف سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ سو بار استغفار سو بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سونے چاندی زمرد و یاقوت کے محل عطا فرمائے گا۔

نفلِ چہارم۔ تہجد کی بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد سترہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ بحساب آیات اُس نے ایک ہزار بیس آیات تلاوت کیں جو ایک ہزار ماہ سے بہتر رات ہے اُس میں ایک ہزار آیات پڑھنا مناسب ہے۔ اگر نوافل نہ پڑھ سکے

تو قرآنِ پاک کی تلاوت کرے ۔ بہتر ہے وہ سورتیں اور آیات پڑھے جو اورادِ شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں اور وہ یہ ہیں ۔ سورہ بقر ۔ سورہ بنی اسرائیل ۔ سورہ الم سجدہ ۔ یٰسین ۔ الزمر ۔ الدخان ۔ اقتربت الساعۃ ۔ الواقعہ ۔ الحدید ۔ الحشر ۔ الصف ۔ الجمعہ ۔ التغابن ۔ الملک ۔ القیامہ ۔ الاعلیٰ ۔ التکاثر ۔ الکافرون ۔ الاخلاص ۔ المعوذتان آیات میں سے شھد اللہ سے عند اللہ الاسلام تک ۔ آخر سورہ کہف اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تا آخر یہ سب مل کر کچھ اوپر ایک ہزار آیات ہوتی ہیں ۔ خواہ یہ سب پڑھے یا بعض اور اگر نفل نماز میں ان کو پڑھے تو جمع بین الفضائل ہو گا فضیلت تلاوت بھی حاصل ہو گی اور فضیلتِ قیام بھی ۔ یہ نہ ہو تو مسبحات[۵] پڑھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل پڑھتے تھے اور فرمایا (ان فیھن آیۃ خیر من الف آیۃ) کہ ان میں ایک آیت ہزار سے بہتر ہے ۔ جو مناسب ہے شبِ قدر سے جو ہزار رات سے افضل ہے ۔

شبِ قدر کا وظیفہ

اور خاص شبِ قدر کا وظیفہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دریافت کرنے پر جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اس کو بکثرت پڑھے ۔ عشاء اور فجر کی نماز کو بھی جماعت سے پڑھ لے تو انشاء اللہ اس کو بھی شبِ قدر سے حصہ مل جائے گا ۔

سوال :۔ کیا اس شب میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر نظرِ عفو اور کرم فرماتا ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں فرماتا ہے مگر چار شخصوں پر نظرِ کرم نہیں ہوتا ۔ حدیث شریف میں ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَعْفُوْ عَنْھُمْ وَیَرْحَمُھُمْ اِلَّا اَرْبَعَۃً مُدْمِنَ خَمْرٍ وَعَاقًّا وَمُشَاحِنًا وَقَاطِعَ رَحِمٍ

بیشک اللہ تعالیٰ شبِ قدر میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین پر نظر ڈالتا ہے ان کو معافی دیتا ہے اور اُن کے اُوپر رحم فرماتا ہے سوائے چار شخصوں کے ایک

---

[۵] مُسَبِّحَات چھ سورتیں ہیں :۔ ۱ ۔ سورۃ الحدید ۲ ۔ سورۃ الحشر ۳ ۔ سورۃ الصف ۴ ۔ سورۃ الجمعہ ۵ ۔ سورۃ التغابن ۶ ۔ سورۃ الاعلیٰ (احسن حسین) (ناشر)

(لطائف المعارف ص۲۱۹) ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرے ماں باپ کا نافرمان۔ تیسرے کینہ ور چوتھے قطع رحم کرنیوالا۔

اللہ تعالیٰ ان گناہوں سے محفوظ رکھے اگر کوئی ان گناہوں میں آلودہ ہو مثلاً عزیزوں سے قطع کیے ہوئے ہو یا ماں باپ کا نافرمان ہو یا شراب پیتا ہو یا مسلمان سے کینہ رکھتا ہو تو شبِ قدر آنے سے پہلے پہلے توبہ کرلے پھر اس رات میں غسل کرکے عبادت کے لیے تیار ہو جائے اور موردِ لطف و کرم بنے۔

سوال :۔ کیا شبِ قدر میں غسل کرنا بھی مستحب ہے ؟

جواب :۔ مستحب ہے۔

سوال :۔ کیا تمام رات کی شب بیداری ہونی چاہیئے ؟

جواب :۔ نہر الفائق کے باب الوتر والنوافل میں ہے تمام رات یا اکثر رات شب بیداری میں مصروف رہے۔ (حیات الصائمین)

شبِ قدر کی طاق راتوں کا علیحدہ علیحدہ بیان

سوال :۔ شبِ قدر کی جو طاق راتیں ہیں ان راتوں میں سے اگر ہر رات کے متعلق کچھ حدیث میں ذکر ہو تو تحریر فرمائیں تاکہ مزید شوق و رغبت کا باعث ہو ؟

جواب :۔ بہت اچھا ہر ایک رات کے متعلق علیحدہ علیحدہ تحریر کیا جاتا ہے۔

اکیسویں ۲۱ شب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر معین کرکے دکھلائی گئی میں بھلا دیا گیا لیکن یہ تحقیق ہے کہ میں نے خواب میں اُس رات کی صبح کو آب و گل کے اندر اپنے کو سجدہ میں دیکھا۔ پس تلاش کرو اس کو پچھلے عشرہ اور اس کی وتر راتوں میں راوی حدیث کہتے ہیں کہ جو رات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھی اُس میں بارش ہوئی مسجد کی چھت شاخ خرما کی بنی ہوئی تھی وہ ٹپکی میری آنکھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر آب و گل کا اثر تھا اور یہ اکیسویں ۲۱ رات کی صبح تھی۔ راوی حدیث۔

کے یہ الفاظ ہیں۔ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی جَبْھَتِہٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صَبِیْحَۃِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ۔ (مشکوٰۃ۔ مرقات)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں نے شب قدر کو دیکھا راوی کی آنکھوں نے شبِ قدر کے دیکھنے والے محبوب کو دیکھا۔ یہ راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں دیدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اُن کی پیشانی پر شبِ قدر کے نشان دیکھنے کی لذت اور مسرت کا اظہار (فبصرت عینای) سے کیا اور تاکید بھی ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشرۂ وسطیٰ کا اعتکاف کرکے فارغ ہوتے تو حضرت جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کیا جس کو آپ طلب کرتے ہیں وہ تو آپ کے پیچھے ہے اس لیے بعض نے استدلال کیا ہے کہ رہ اکیسویں شب ہے۔

تیئیسویں شب ۲۳

حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگل میں رہتا ہوں وہاں ہی نمازیں ادا کر لیتا ہوں مگر مجھے ایک رات ایسی فرما دیجیے کہ رمضان کی راتوں میں وہ شبِ قدر ہو تا کہ اُس رات مسجدِ نبوی میں حاضر ہو کر عبادت کروں۔ آپ نے فرمایا تیئیسویں شب کو آجاؤ اُن کے صاحبزادہ سے پُوچھا گیا کہ آپ کے والد کا کیا عمل تھا کہا عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے پھر صُبح ہی نماز پڑھ کر نکلتے تھے دروازہ مسجد پر اپنی سواری پاتے اس پر سوار ہو کر جنگل کو چلے جاتے پس اس حدیث سے تیئسویں شب کی عظمتِ شان ظاہر ہوئی کہ عبداللہ بن انیسؓ ہر سال اسی تاریخ میں اہتمام فرماتے تھے ممکن ہے کہ یہ اختلاف لیلۃ القدر باختلاف اشخاص ہو ان کو ثواب اسی شب میں ملتا ہو یا جس سال آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں آنے کے لیے فرمایا اُس سال تیئسویں کو لیلۃ القدر تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو گیا ان کو مطلع کر دیا وہ سمجھے کہ ہر سال اسی تاریخ کو ہوتی ہے بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہر سال اس تاریخ میں اہتمام فرمانے پر انکار نہیں فرمایا اور یہ وہ رات ہے کہ جس کی طرف ان کو حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے رہبری

فرمائی۔ پھر کیوں نہ ہر سال حضرت عبداللہ اُس کی قدر کرتے کہ یہی لائق قدر شب قدر ہے۔

پچیسویں ۲۵ شب عبادہ بن صامت رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو لیلۃ القدر کی خبر دیں فلاں فلاں نے جھگڑا کیا پس شبِ قدر کی پہچان اُٹھالی گئی شاید تمہارے لیے یہ بہتر ہو پس اس کو تلاش کرد انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دشمنی اور لڑائی جھگڑوں سے اِنسان بھلائی اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے شبِ قدر کا تین راتوں میں ہونا ظاہر فرمایا اُن میں ایک پچیسویں رات بھی ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پچیسویں شب ہی کے قائل ہیں لہٰذا قیام اللیل کے اہتمام سے اس میں غافل نہ رہے اگر شبِ قدر ہے تو قیام لیلۃ القدر کی بھی فضیلت اس کے ہاتھ سے نہیں گئی جو موجب غفران ہے۔

ستائیسویں شب راوی حدیث زِر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے اُبی بن کعب سے سوال کیا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جو شخص تمام سال قیام اللیل کرے وہ شبِ قدر کو پا سکے گا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے یہ اس لیے انہوں نے کہا کہ لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں ورنہ عبداللہ ابن مسعود کو خوب علم ہے کہ شبِ قدر رمضان میں ہے اور وہ بھی رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہے اور اس میں بھی ان کو شک نہیں کہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر قسم کھا کر جزم اور وثوق کے ساتھ اُبی بن کعب نے کہا کہ شبِ قدر ستائیسویں ہی رات ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں۔ اے ابا منذر (یہ کنیت ہے اُبی ابن کعب رضؓ کی) فرمایا اُس نشان کے سبب کہتا ہوں جس کی خبر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ اُس دن آفتاب نکلے گا کہ اس میں روشنی نہ ہوگی۔ میں نے ستائیسویں کی صبح کو دیکھا کہ آفتاب ایسا ہی نکلا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس لیے ستائیسویں شب کو ظاہر نہیں کیا۔ کہ لوگ باقی راتوں کے قیام کو چھوڑ دیں گے اور اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔

اُنتیسویں شب ۲۹

اس شب کے لیے وہ حدیث ہے جو چھبیسویں رات کے بیان میں گزری اس میں آپ نے اُنتیسویں شب کے متعلق بھی فرمایا کہ اس شب میں شبِ قدر کو تلاش کرو شبِ قدر کی راتوں میں چونکہ یہ آخری رات ہے اس لیے پہلی راتوں میں جو کچھ کسر رہ گئی اس میں اس کی تلافی کی کوشش کی جائے اور پورے اہتمام سے شب بیداری میں مصروف رہنا چاہیئے نہ معلوم آیندہ سال حیات وفا کرے یا نہیں۔

سوال:- شبِ قدر وغیرہ متبرک راتوں میں شب بیداری کتنے حصّہ رات میں ہونی چاہیئے؟

جواب:- ظاہر احادیث سے تو استیعاب ہی معلوم ہوتا ہے یعنی تمام رات قیام اللیل کرنا چاہیئے مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے کہ اکثر حصّہ شب میں مصروفِ طاعت رہے گا تو قیام اللیل کا ثواب مِل جائے گا اور حضرت عبداللہ بنِ عباس رضی اللہ عنہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر نمازِ عشاء جماعت سے پڑھ لی اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا عزم بالجزم ہے تو بھی شب بیداری کا ثواب مِل جائے گا۔

سوال:- فضیلت والی کُل کتنی راتیں ہیں اور ان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں؟

جواب:- تیئس ۲۳ راتیں ہیں مراقی الفلاح میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ان پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی یَوْمُ التَّرْوِیَہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات۔ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی رات۔ نحر یعنی بقرعید کی رات۔ عید الفطر کی رات۔ پندرھویں شعبان کی رات یعنی شب برائت اسی کتاب میں دوسری حدیث ہے کہ جس نے قیام اللیل کیا پندرھویں شعبان کی رات یعنی شبِ برارت کو اور عیدین کی راتوں کو تو اُس شخص کا دِل اُس دن نہیں مرے گا جس دِن لوگوں کے دِل مُردہ ہو جائیں گے۔ اسی کتاب میں ہے کہ شبِ برارت کا زندہ رکھنا سال بھر کا کفارہ ہے اور جمعہ کی رات کا جاگنا ایک

ہفتہ کے گناہوں کا اور شبِ قدر میں جاگنا عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے اور پانچ راتوں راتوں میں دُعا رد نہیں ہوتی عیدین کی رات جمعہ کی رات اوّل رجب کی رات ۔ شبِ برارت مراقی الفلاح میں ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کی ہر رات کا قیام شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔

غنیۃ الطالبین میں شب بیداری کے لیے پانچ راتوں کا اور ذکر کیا ہے جس کی بنار پر یہ کل راتیں مجموعی طور پر حسبِ ذیل ہوئیں ۔

(۱) شبِ برارت
(۲) شبِ قدر یعنی رمضان کی اکیسویں [۲۱] رات ۔
(۳) شبِ قدر یعنی رمضان کی تئیسویں رات ۔
(۴) شبِ قدر یعنی رمضان کی پچیسویں [۲۵] رات ۔
(۵) شبِ قدر یعنی رمضان کی ستائیسویں [۲۷] رات ۔
(۶) شبِ قدر یعنی رمضان کی انتیسویں [۲۹] رات ۔
(۷) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پہلی رات ۔
(۸) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی دوسری رات ۔
(۹) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی تیسری رات ۔
(۱۰) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چوتھی رات ۔
(۱۱) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پانچویں رات ۔
(۱۲) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چھٹی رات ۔
(۱۳) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی ساتویں رات ۔
(۱۴) شبِ قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات ۔
(۱۵) شبِ قدر حکماً یعنی عرفہ کی رات ۔
(۱۶) شبِ قدر حکماً یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات ۔
(۱۷) عید الفطر کی رات ۔

(۱۸) جمعہ کی شب۔

غنیۃ الطالبین میں ان پانچ راتوں کا اور اضافہ ہے۔

(۱۹) محرم کی اوّل شب۔

(۲۰) عاشورہ کی رات۔

(۲۱) رجب کی اوّل شب۔

(۲۲) رجب کی پندرھویں شب۔

(۲۳) رجب کی ستائیسویں شب

سوال:- ان مذکورہ بالا راتوں میں کیا مشاغل ہونے چاہییں؟

جواب:- نماز، تسبیح تہلیل، ذکر، مراقبہ، تلاوتِ قرآن، سماعتِ قرآن، مشغلہ حدیث، درود شریف، سحر کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول ہونا۔

سوال:- کیا شبِ قدر کی طرح روزِ قدر بھی ہے؟

جواب:- جی ہاں ہے۔

روزِ قدر

سوال:- روزِ قدر کسے کہتے ہیں؟

جواب:- اُس دن کو کہتے ہیں جو شبِ قدر کے بعد آتا ہے۔

سوال:- کیا اس کا کوئی نشان بیان کیا گیا ہے؟

جواب:- حضرت ابی بن کعبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ نشان ظاہر کیا (اِنَّھَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَھَا) یعنی اُس روز صبح آفتاب اس حال پر نکلے گا کہ اس کی تیز نورانی شعاعیں نہیں ہوں گی اہلِ نظر کو یہ اشارہ ہے کہ ملائکہ اور شبِ قدر کے انوار ضوءِ شمس پر غالب ہوں گے جس کے مشاہدہ کے لیے اہلِ بصیرت کی نظر مطلوب ہے نہ اہلِ بصر کی بہرحال رات گزرنے کے بعد دن کا نشان اس لیے بیان ہوا کہ رات کی طرح اس دن کو بھی زندہ رکھیں عبادات اور طاعات میں گزاریں رات کے جاگنے والے اس دن میں غافل ہو کر نہ سوئیں اس کی قدر بھی شبِ قدر کی طرح کریں بعض یہ کہتے ہیں کہ شبِ قدر گزرنے کے بعد دن

کی علامت کا بیان حصولِ نعمت پر شکر کے لیے یا فوت اور تلف ہونے پر اظہارِ افسوس کے لیے ہے مگر علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ علامت کا بیان اس لیے ہے کہ اس دن کا احیاء بھی احیاءِ لیل کی طرح سے ہو ان کی عبارت یہ ہے۔

(فائدة کون هذا علامة مع انه انما یوجد بعد انقضاء اللیلة لانه یسن احیاء یومها کما یسن احیاء لیلها۔ (مرقات ص۳۶۳)

فائدہ اس علامت کے ہونے کا باوجود رات گزر جانے کے یہ ہے کہ اس کے دن کا احیاء بھی اسی طرح ہو جس طرح اس کی رات کا ہوا۔

طحطاوی ص۳۸۵ میں ہے۔

ذَکَرُوْا اِنَّ الدُّعَاءَ لَیْلَتَھَا وَ یَوْمَھَا مُسْتَجَابٌ فَاِنْ فَاتَہٗ لَیْلَتُھَا اَدْرَکَہٗ یَوْمَھَا ہ

فقہاء علماء نے ایسا ذکر کیا ہے کہ شبِ قدر اور اس کے دن کی دُعا مستجاب اور مقبول ہوتی ہے اگر رات فوت ہو جائے تو اُس کے دِن کی فضیلت کو حاصل کرے

بہرحال علامت کا مشاہدہ تو خواص ہی کا حصّہ ہے عوام کو علامت کا احساس ہو یا نہ ہو ہر شبِ قدر کے بعد دن میں عبادات کا اہتمام رکھیں۔ تفسیر دُرِّ منثور میں ہے کہ اس دن کا عمل شبِ قدر کے عمل کے برابر ہے۔

رمضان اور جمعۃ الوداع

سوال :- رمضان میں جو جمعۃ الوداع آتا ہے۔ اس کے بارہ میں بھی کچھ تحریر فرمائیں۔

جواب :- یہ آخری جمعہ ہے بڑے اہتمام اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہر نماز کے لیے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو اس طرح ادا کرو گویا کہ وہ صلوٰۃ الوداع ہے۔

اذا قمت فی صلاتک فصل صلاۃ مودع۔ (ابنِ ماجہ)

جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح نماز پڑھو جیسے وداع اور رخصت کرنے والے کی نماز ہو۔

پس ہر نماز کو خصوصاً آخر رمضان کی نمازوں کو یہ سمجھ کر ادا کرو کہ یہ عمر کی آخری

نمازیں ہیں۔ تمام آداب ارکان و شرائط کے ساتھ اچھے اور بہتر طریق سے ادا کرکے نماز پڑھو چہ جائیکہ جمعہ کی نماز اور وہ بھی رمضان کے جمعہ کی نماز جو ستر جمعہ کے برابر ہے اور وہ بھی رمضان کے پچھلے جمعہ کی نماز جس کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ پچھلا حصّہ رمضان کا پہلے حصّہ سے بھی افضل اور اہم ہے۔ لہٰذا اِس اہم نماز کی ادائیگی میں پوری سعی اور جد وجہد کریں جو کچھ بھی تقصیر اور کوتاہیاں پہلے نمازوں میں ہو چکی ہوں اُن سب کی تلافی توبہ استغفار اور رجوعیت الی اللہ سے اِس جمعہ میں کرنی چاہیئے اور عمر کا آخری جمعہ سمجھ کر جس طرح جُدا ہونے والا حسرتناک انداز سے اپنوں سے مِل کر رخصت ہوتا ہے اسی طرح مفارقت کے رنج سے کمال درجہ اندوہ و غم سے معمور اور قلبی حضور اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ نمازِ جمعہ سے ہم کنار و ہم آغوش ہو کر اس کو رخصت کریں بلکہ جمعہ کے بعد سے ہر دن کی نماز کو آخری نماز سمجھیں کہ اے رمضان اگر عمر نے وفا کی تو آیندہ تیرے برکات سے پھر مستفیض ہوں گے ورنہ رمضان اور اے عمر کے پچھلے رمضان تجھے وداعی اور آخری سلام خدا تعالیٰ تیرے برکات کو قیامت تک سلامت رکھے اور تیرے فیوضات سے اُمتِ مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ بہرہ ور فرمائے۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جو آخری وداعی سلام لکھا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الصِّیَامِ — اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الْقِیَامِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الْاِیْمَانِ — اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الْقُرْاٰنِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ — اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الْعَابِدِیْنَ وَالْعَارِفِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهْرَ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَالصَّابِرِیْنَ

سوال:۔ جمعہ کو کیا کیا کرنا چاہیئے؟

جواب:۔ غسل کرے۔ مسواک کرے۔ خوشبو لگائے۔ دُھلے ہوئے یا نئے کپڑے پہنے کچھ صدقہ دے کر مسجد کو جائے نوافل صلٰوۃ التسبیح، ذکر، مراقبہ اور تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو۔ سورۂ کہف کی تلاوت کرے۔ درود شریف بکثرت

پڑھے کہ ہر خیر دین و دُنیا کا اُمت کو آپ ہی کے دستِ کرم سے پہونچا آپ کے حقوق احسانات بہت ہیں درود کے ذریعہ یہ بھی اولئے حق ہے مگر قلیل ہے جمعہ کے درود کو یہ مزید فضیلت حاصل ہے کہ اس کو سیادت سے ایک پُرکیف نسبت اور تعلق ہے کیونکہ جمعہ سیّد الایام ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانام تو سیّدالانام پر درود سیّدالایام میں بھیجنا اولیٰ وانسب ہے۔ زادالمعاد میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام ویوم الجمعۃ سید الایام فللصلوۃ علیہ فی ھذا الیوم مزیۃ لیست لغیرہ مع حکمۃ اخری وھی ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا والاخرۃ فانھا نالتہٗ امتہ علی یدہ (زادالمعاد ص۳۴۳)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام ہیں اور جمعہ کا دن سید الایام پس اس دن کے درود کے لیے جو فضیلت ہے وہ غیر کے لیے نہیں اس کے ساتھ ہی درود بھیجنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ ہر خیر دین و دُنیا کا اُمت کو آپ کے دستِ کرم ہی سے پہونچا۔

مسجد میں پہلے سے جائے گردنوں کو پھلانگ کر نہ جائے ورنہ اُس نے اپنے لیے جہنم میں جانے کے لیے ایک پُل بنایا جیسا کہ حدیث میں ہے اتخذ جسرا یہ معروف اور مجہول دو طریقہ سے پڑھا گیا ہے مذکورہ بالا مطلوب تو صیغہ معروف سے نکلے گا اور مجہول پڑھنے میں یہ مطلب ہو گا کہ خود اس کی گردن کو جہنمیوں کے لیے پل بنایا جائے گا۔ جہنمی اس کی گردن پر سے گزر کر جہنم میں جائیں گے لہٰذا اس سے بچے اور پہلے سے صفِ اوّل میں جا کر بیٹھے ورنہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے۔

رمضان اور اسبابِ مغفرت

سوال :۔ رمضان میں جتنے اسبابِ مغفرت ہیں براہِ کرم ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیئے جائیں تاکہ سہولت ہو تلاش نہ کرنا پڑے ؟

جواب :۔ (۱) رمضان کا روزہ جس نے اپنے ایمان کے تقاضے سے اُمیدِ ثواب کی بناء پر رکھا ایسا روزہ اسبابِ مغفرت میں سے ہے حدیث میں ہے۔

(مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)

(۲) قیامِ رمضان بھی اسبابِ مغفرت میں سے دوسرا سبب ہے
(مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)
پس جس نے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہوئے قیام اللیل کیا تراویح اور تہجد پڑھے اس کی مغفرت ہے۔

(۳) قیامِ شبِ قدر بھی سبب مغفرت ہے حدیث شریف میں ہے۔
(مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)

(۴) روزہ دار کو افطار کرانا بھی سببِ مغفرت ہے حدیث میں ہے۔
(مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ)

(۵) رمضان میں ذکرِ الٰہی کرنا بھی سببِ مغفرت ہے خواہ ذکر جلی ہو یا خفی لِسانی ہو یا قلبی بلکہ ذکر میں مناسب ہو گا کہ اسمائے الٰہی کو اپنے ورد میں رکھے۔ اس طور پر کہ ہر روز جتنے بھی نام ہو سکیں ان کو لے اور جتنے عدد جس نام کے ہوں اتنے ہی بار اس اسم کو پڑھے ہر ایک اسم سے متعلق اور متخلق ہونے کی کوشش کرے عجب لطف اور کیف حاصل ہو گا۔ حضرت والدی و مرشدی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرقَدہٗ اسی طرح رمضان میں اسمائے الٰہی کا ورد کراتے تھے بےحد کیف اور سُرور حاصل ہوتا تھا۔

تعلق اور تخلق کو مثال سے سمجھیے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ولی ہے پہلے اس کے معنے معلوم کر کے پھر اس کے ذریعہ خدا سے تعلق پیدا کرے ولی کے معنے محب و ناصر اور قریب کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ مومن اور متقی اور نیک بندوں سے محبت کرتا ہے ان کی مدد فرماتا ہے اور اپنی رحمتوں کے ساتھ ان سے قریب ہوتا ہے پس اس نام سے تعلق اس طرح پیدا کرے کہ اپنے تمام کاموں اور مشکلات میں اس اسم کے وسیلہ سے اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرے۔ تاکہ وہ اپنی رحمتوں کے ساتھ قریب ہو چونکہ وہ نیک بندوں سے

محبت کرنے والا ہے تو نیک بندہ بننے کی کوشش کرے ایمان اور اعمالِ صالحہ سے اپنے کو زیادہ سے زیادہ مہذب بنائے تاکہ خدا اس سے محبت کرے اور اس کے دین و دُنیا کے کاموں کا متولّی اور کارساز ہو جیسا کہ وہ خود خبر دیتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ کہ وہ صالح بندوں کا متولّی اور کفیل ہو جاتا ہے تَخَلُّق یہ ہے کہ صفاتِ حق سے وہ اپنے کو بھی موصوف کرے مثلاً خدا کی طرح نیک اور صالح بندوں سے محبت کرے اور دوستانِ حق کو دوست رکھے دین اور اہلِ دین کی نُصرت کرے اور اُن کے کاموں کا متولّی اور کفیل ہو جائے اور یہاں تک خدا کی اِن صفات کا عکس اپنے اندر پیدا کرے کہ اس نام سے بھی نامزد ہو اور ولی اللہ کہہ کر پکارا جائے ولی کا دِل محلِ نظرِ حق ہو جاتا ہے جو کوئی محبّت اور خدمت سے اس دِل میں جگہ کرے خُدا کی نظر اس پر بھی ہوتی ہے ایک مثال تفصیل کے ساتھ لکھدی گئی ہے اگر اس طرح تمام اسمائے الٰہی کے معنے سمجھ سمجھ کر ورد میں لائے اور متخلق باخلاق اللہ اور متصف باوصاف اللہ ہونے کی سعی کرے تو جنتی ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں جو ان کو شمار اور عدد کے ساتھ ورد میں رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر ہر ایک اسم کو اس کے عدد کے موافق پڑھ کر فیض حاصل کرے تو موجبِ صد برکات و حسنات ہوگا یہ بڑا نافع اور مفید ذکر ہے۔ خاص رمضان میں ذکر کرنے والے کے بارہ میں یہ حدیث ہے۔ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ۔ (لطائف المعارف)

(۶) ملائکہ کا استغفار بھی سببِ مغفرت ہے فرشتے افطار تک روزہ دار کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(۷) خود بھی رمضان میں استغفار کرے تاکہ اس کی طلب مغفرت بھی اس کی مغفرت کا باعث ہو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں بخشش فرماتا ہے سوائے اس کے جس نے انکار کیا جیسا کہ حدیث میں ہے (مَنْ اَبٰى اَنْ يَّسْتَغْفِرَ اللّٰهَ) اس سے مراد وہ ہیں جو استغفار نہیں کرتے۔ لہٰذا بکثرت استغفار پڑھے خواہ (اَسْتَغْفِرُ

اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ) پڑھے یا یہ پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

(۸) روزہ دار غلام اور خادموں پر کام کا بار ہلکا کرنا بھی سببِ مغفرت ہے۔

(۹) عشرۂ اوسط میں خدا تعالیٰ کی مغفرت نازل ہوتی ہے وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ پس یہ عشرہ بھی سبب مغفرت ہے۔

(۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اِغْفِرْ لِیْ۔ خود حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ اِنْشَاءَ اللہ افطار کے وقت یہ دُعا بھی سببِ مغفرت ہوگی۔

(۱۱) رمضان کی آخر رات میں بھی مغفرت ہوتی ہے۔ (یَغْفِرُ لِاُمَّتِہٖ فِیْ آخِرِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ) لہٰذا یہ بھی آخری سبب مغفرت ہے۔

صومِ قضا یعنی دوسرا فرض

قضائے رمضان کا روزہ

سوال :- دوسرا فرض روزہ کونسا ہے؟

جواب :- وہ قضائے رمضان کا روزہ ہے

اگر کسی بیماری یا کسی عذر سے رمضان کے روزے قضا ہو جائیں تو اللہ تعالے کا حکم ہے کہ ان کو گنتی کے موافق دوسرے دنوں میں قضا کرلو جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔

(پ۲ ع ۸) (برہان)

سوال :- قضا کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے؟

جواب :- اس روزہ کی نیت کا وقت رات ہے طلوعِ فجر سے پہلے پہلے نیت کرے کیونکہ اس کے لیے کوئی خاص دِن مقرر نہیں لہٰذا اس کا تعین بذریعہ نیت رات سے ضروری ہوا۔ (ہدایہ ص۱۵ نورالایضاح ص۲۵۳)

سوال :- اگر طلوعِ فجر کے بعد نیت کی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- قضا کا روزہ نہیں ہوگا نفل روزہ ہو جائے گا لیکن مقصود بالذات نفل کا روزہ رکھنا نہ تھا اس لیے اگر اس کو توڑ دے گا۔ تو اِس نفل کی قضا واجب نہیں ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو پورا کرلے نہ توڑنا مستحب ہے۔ (طحطاوی ص۲۵۳)

سوال :- کیا قضا میں فلاں رمضان کے روزہ کی نیت متعین کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں ضروری ہے۔ (نورالایضاح)

سوال :- کس طرح نیت کرے؟

جواب :- اس طرح نیت کرے میں نے فلاں رمضان کے قضا کی یا فلاں نفل کے قضا کی نیت کی۔

سوال :- رمضان کے روزوں کی قضا کب تک کرنی چاہیئے؟

جواب :- کوئی وقت معیّن نہیں لیکن مستحب ہے کہ زوالِ عذر کے بعد جب بھی قدرت ہو قضا رکھ کر بری الذمہ ہونے میں جلدی کرے کہ یہ امرِ خیر میں جلدی اور مسارعت ہے جو مطلوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اگر قضا نہ کر سکا اور دوسرا رمضان آگیا تو مقدم آنے والے رمضان کے روزہ ہیں بعد میں پچھلے رمضان کی قضا کرے۔ (نورالایضاح مراقی الفلاح ص۲۷۵)

سوال :- کیا قضا کے روزوں کا لگاتار رکھنا بھی لازمی ہے؟

جواب :- لازمی تو نہیں ہے مگر مستحب ضرور ہے۔ (مراقی الفلاح ص۳۷۵)

سوال :- اگر قضا روزہ نہ رکھے تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہوگیا یا طاقت نہیں رہی تو کیا حکم ہے؟

جواب :- وصیت لازم ہے کہ اِس کا فدیہ ادا کر دیا جائے بشرطیکہ زوالِ عذر کے

بعد اس کو قضا پر طاقت حاصل ہو گئی تھی مگر اُس نے روزہ قضا نہیں کیا اور اگر زوالِ عذر نہیں ہوا مثلاً وہ مرض جس کے سبب اُس نے افطار کیا ہے موجود ہے یا سفر ختم نہیں ہوا اسی بیماری اور مسافرت میں مر گیا تو اس پر وصیت نہیں۔
(نور الایضاح۔ مراقی الفلاح ص۳۷۵)

سوال:۔ وصیت کتنے مال میں جاری ہو گی؟
جواب:۔ اگر اس کے ذمہ قرض نہیں ہے تو کل مال کی تہائی میں سے وصیت پوری کی جائے گی اور اگر اس کے ذمہ قرض ہے تو اوّل قرض ادا کر کے پھر بقیہ مال کی تہائی سے وصیت پوری کی جائے گی بشرطیکہ کوئی وارث ہو ورنہ جو کچھ بھی بعد ادائیگی قرض باقی رہے گا وہ تمام کا تمام وصیت میں دے دیا جائے گا
سوال:۔ ایک روزہ کا فدیہ کیا ہے؟
جواب:۔ نصف صاع گیہوں ہے اس کا مفصل بیان اوپر احکام فدیہ میں گزرا وہاں دیکھئے۔
سوال:۔ اگر کوئی مفلس ہے اور بہت سے روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے مال بھی کچھ پیچھے نہیں چھوڑا ہے تو اس کے لیے کوئی ایسا حیلۂ رحمت بتلا دیا جائے کہ جس کے سبب آخرت میں اس کی گلو خلاصی ہو جائے؟
جواب:۔ نصف صاع گیہوں قرض لے کر وہ کسی مسکین کو مرحوم کی طرف سے فدیہ میں دے دیا جائے یہ ایک روزہ کا فدیہ ہوا وہ مسکین پھر اس شخص کو ہبہ کر دے وہ شخص پھر اس مسکین کو دے دے جتنی مرتبہ اس طرح مسکین کو دیتا جائے گا اُتنے ہی روزوں کا فدیہ ادا ہوتا جائے گا۔ یہ حیلہ غریبوں کے لیے رحمت ہے۔
(طحطاوی ص۳۷۵)

سوال:۔ کیا بدوں وصیت ورثاء پر فدیہ دینا لازم نہیں؟
جواب:۔ خواہ وارث ہو یا غیر بدوں وصیت کسی پر فدیہ دینا لازم نہیں ہاں اپنی طرف سے دے گا تو وہ تبرّع اور احسان ہو گا۔ (طحطاوی ص۳۷۵)

سوال :- کیا قضا روزہ سے پہلے نفل روزہ رکھ سکتا ہے ؟
جواب :- جی ہاں نفل روزہ رکھ سکتا ہے بخلاف نماز کے اوّل اس کے قضا لازم ہے بعد میں نوافل ادا کرے گا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ وَمَنْ نَامَ عَنْ صَلٰوۃٍ اَوْ نَسِیَھَا فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا ، معنی یہ ہوئے کہ جو شخص نماز سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس نماز کو پڑھے یاد آتے ہی پڑھنے سے معلوم ہوا کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنا روا نہیں قضا اوّل لازم ہے۔ نفل پڑھنا لازم کو چھوڑ کر غیر لازم میں مشغول ہونا ہے جو مکروہ ہے ہاں سُنتیں پڑھی جائیں گی ان کو نہیں چھوڑا جائے گا مگر روزہ میں فوراً قضا رکھنا لازم نہیں۔ (دُرِمختار۔ شامی ۱۶)
سوال :- قضا کن کن صورتوں میں لازم آتی ہے ؟
جواب :- اس کا مفصّل بیان پہلے گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔

صومِ کفارۂ رمضان یعنی تیسرا فرض روزہ

کفارۂ رمضان کا

سوال :- تیسرا فرض روزہ کون سا ہے ؟
جواب :- کفارۂ رمضان کا روزہ ہے۔
(طحطاوی ۳۵۵ بحر الرائق ۲۷۷)

سوال :- کفارۂ رمضان کے روزے کتنے ہیں اور کب لازم آتے ہیں ؟
جواب :- رمضان کا بلا عذر قصداً روزہ توڑنے پر ساٹھ روزے پے در پے لگاتار رکھنے لازم ہوتے ہیں۔
سوال :- کفارہ میں کیا روزے ہی لازم آتے ہیں یا اس سے پہلے کچھ اور بھی لازم ہوتا ہے ؟
جواب :- کفارہ میں اوّل غلام یا باندی آزاد کرنا لازم ہوتا ہے اگر اس پر قدرت

نہ ہو تو پھر پے در پے ساٹھ روزے رکھنے لازم ہوں گے اس پر بھی قدرت نہ ہو۔ تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کے دونوں وقت کھانا کھلانا ہوگا روزے کی صورت میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو ورنہ از سرِ نو شروع سے روزے رکھنے ہوں گے ہاں عورت کو حیض آجائے تو یہ عذر معاف ہے فارغ ہوکر از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا ضروری نہیں جہاں سے چھوڑے ہیں آگے سے سلسلہ شروع کرے باقی احکام کفارہ رمضان کے اُوپر گزرے۔

سوال :۔ نیت کا وقت کب ہے ؟

جواب :۔ رات کو ہے۔

سوال :۔ نیت کس طرح کرے ؟

جواب :۔ اس طرح کہے میں نے نیت کی فلاں رمضان کے روزہ کے کفارہ کی۔

صومِ کفارۂ ظِہار یعنی چوتھا فرض روزہ

کفارۂ ظہار کا

سوال :۔ چوتھا فرض روزہ کون سا ہے ؟

جواب :۔ کفارہ ظہار کا ہے قرآنِ پاک میں سورۂ مجادلہ میں ہے فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ۔ (بحر الرائق۔ برہان۔ طحطاوی صفحہ ۲۵)

سوال :۔ ظِہار کسے کہتے ہیں ؟

جواب :۔ ظِہار اُسے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو اُن عورتوں کے ساتھ تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں مثلاً اپنی بیوی کو خطاب کرکے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا میری بہن کی مانند ہے ایسے کہنے کا یہ حکم ہے کہ جب تک اس کہنے کا کفارہ نہ ادا کرے گا بیوی سے جماع کرنا شہوت کے ساتھ اس کو چھونا اُس کا بوسہ لینا، اُس کی شرم گاہ کی طرف نظر کرنا سب حرام ہے اس کے

پاس جانے کی جب اجازت ہوگی جب کفارہ ادا کرے۔

سوال :- کفارہ ظہار کیا ہے؟

جواب :- اوّل غلام یا باندی آزاد کرنا خواہ مومن ہو یا غیر مومن اس پر قدرت نہ ہو تو پھر دو ماہ کے روزے لگاتار اس طرح رکھے کہ بیچ میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو نہ عورت سے جماع ہو اگر ناغہ ہوگیا یا اس اثنا میں اگرچہ رات ہی میں عورت سے جماع کر لیا تو از سرِ نو روزوں کو شروع کرے گا اور اگر روزوں پر قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے وقت بھی وہی مسکین ہوں جنہوں نے صبح کھانا کھایا دوسرے نہ ہوں۔ (دُرِ مختار شامی)

سوال :- اگر بیچ میں عورت کو حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- کفارہ ظہار میں حیض و نفاس کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہ کفارہ ظہار سوائے مرد کے عورت پر واجب ہی نہیں ہوتا۔ (دُرِ مختار)

سوال :- اس کی نیت کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- شب ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل روزہ ظہار رکھنے کی واسطے اللہ کے کیونکہ اس کے لیے بھی کوئی دن خاص معین نہیں لہٰذا رات سے تعین ضروری۔

صومِ کفارۂ قتل یعنی پانچواں فرض روزہ

کفارۂ قتل کا

سوال :- پانچواں فرض روزہ کون سا ہے؟

جواب :- کفارہ قتل کا روزہ ہے قرآنِ پاک میں سورہ نسا میں ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً

مِنَ اللّٰہ (پ۵ ع ۱۰) (برہان ۔ بحرالرائق ۔ طحطاوی ۳۵)

سوال :۔ اس کے کتنے روزے ہیں ؟

جواب :۔ ساٹھ روزے ہیں لگاتار ایک روزہ بھی بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا ۔

سوال :۔ روزہ سے اوّل کیا لازم آتا ہے ؟

جواب :۔ مومن غلام کا آزاد کرنا اس پہ قدرت نہ ہو تو پھر ۲ ماہ کے روزے فرض ہیں ۔

سوال :۔ کس قتل پر یہ کفارہ لازم آتا ہے ؟

جواب :۔ قتلِ خطا پر ہے جس کی صورت یہ کہ شکار کا گمان کرتے ہوئے آدمی کے گولی ماردی یا گولی مار رہا تھا شکار کے مگر لگ گئی آدمی کے وہ مرگیا ان سب صورتوں میں کسی انسان کے قتل کرنے کا قصد اور ارادہ نہ تھا لہٰذا قتل کا گناہ نہوا بلکہ ترکِ احتیاط پر کفارہ لازم آیا کہ کیوں ایسی سخت بے احتیاطی کی کہ جس سے ایک انسان ہلاک ہوگیا ۔

(دُرِ مختار و شامی)

صومِ کفّارۂ یمین یعنی چھٹا فرض روزہ

کفّارہ یمین کا

سوال :۔ چھٹا فرض روزہ کون سا ہے ؟

جواب :۔ کفارہ یمین کا روزہ ہے قرآنِ کریم میں سورہ مائدہ میں ہے فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ۔ اُبی اور ابو مسعود کی قراءت میں مُتَتَابِعَاتٍ بھی ہے ۔ (برہان طحطاوی ۳۵ مدارک ۲۶۹)

سوال :۔ کفارۂ یمین کسے کہتے ہیں ؟

جواب :۔ قسم کے کفارہ کو کہتے ہیں جو شخص قسم کھا کر توڑ دے اس پر کفارہ لازم آتا ہے ۔

سوال :- قسم کا کفارہ کیا ہے :
جواب :- دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا اس شرط پر کہ شام کو بھی وہ ہی ہوں گے جنھوں نے صبح کھایا یا ان کو کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا غرضکہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے اختیار کرے۔ کھانا کھلانے اور غلام آزاد کرنے میں وہی شرائط ملحوظ رہیں گے جو اُوپر کفارہ ظہار میں مذکور ہوئے اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک پر بھی قدرت نہیں ہوگی تو اب تین دن کے روزے لگاتار رکھنے لازم ہوں گے اس طرح کہ ایک دن کا بھی ناغہ نہ ہو حتیٰ کہ اس میں حیض کا بھی عذر مقبول نہیں اگر عورت کو حیض آگیا اور کوئی روزہ ناغہ ہوگیا تو بعد فارغ ہونے کے از سرِ نو روزے رکھنے ہوں گے اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ اثناء روزہ میں مال پر قادر ہو گیا تو یہ روزہ کفارہ کے نہیں ہوئے یعنی یہ بھی شرط ہے کہ تین روزے تمام ہونے تک مال پر قدرت نہ ہو۔
سوال :- کھانا کھلانے کی بجائے اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب :- کھانا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت دے سکتا ہے۔
سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟
جواب :- رات ہے۔
سوال :- اس روزہ کی نیت کس طرح کرے؟
جواب :- رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل کفارہ یمین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔
سوال :- کیا کفارہ کی قیمت مسجد یا کفن میں دے سکتا ہے؟
جواب :- نہیں اس کا مَصرَف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ (عالمگیری)
سوال :- کیا مر جانے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا؟
جواب :- نہیں وصیت کرنا اس کے لیے لازم ہے۔ (عالمگیری)

صوم کفارۂ حلق یعنی ساتواں فرض روزہ

کفارہ حلق کا

سوال :- ساتواں فرض روزہ کون سا ہے ؟
جواب :- فِدْيَةُ الْاَذٰى کا ہے اسی کو کَفَّارَةُ الْحَلْق کہتے ہیں (فتح القدیر ۴۵)

سوال :- کیا اس روزہ کا بھی ذکر قرآنِ کریم میں ہے ؟
جواب :- جی ہاں ہے سورۂ بقر میں ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (طحطاوی ۳۵)
سوال :- فدیۃ الاذی کا کیا مطلب ہے ؟
جواب :- اس کا تعلق احرام سے ہے جب احرام باندھا جاتا ہے تو بحالتِ احرام حلق یعنی سر منڈوانا بھی منع ہے مگر سر میں جوئیں وغیرہ پڑ جائیں اور تکلیف زائد ہو تو سر منڈا سکتا ہے لیکن کفارہ لازم ہوگا اسی کو کفارۂ حلق کہتے ہیں۔
سوال :- اس کا کفارہ کیا ہوگا ؟
جواب :- اس کو اختیار ہے خواہ دم دے یعنی قربانی کرے مگر یہ قربانی حرم میں ہوگی غیرِ حرم میں جائز نہیں یا صدقہ دے نصف نصف صاع چھ مسکینوں کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چھ مسکینوں کو ۲ دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے مسکین کے لیے کوئی قید نہیں کہیں کے بھی ہوں حرم کے ہوں تو بہتر ہے یا تین دن روزہ رکھے اور جہاں چاہے رکھے اس میں حرم کی بھی قید نہیں پس قربانی۔ کھانا۔ روزہ تینوں میں سے جو چاہے اختیار کرے اگر روزہ کو اختیار کیا تو فرض ہوگا۔
(دُرِّ مختار ۲۸۸ طحطاوی ۳۵ شامی)
سوال :- کفارہ حلق کے تین روزے پے در پے لگاتار رکھے جائیں گے یا متفرق ؟
جواب :- اختیار ہے چاہے لگاتار رکھے یا متفرق (دُرِّ مختار ج ۲ ۲۸۸)

سوال :- کیا یہ کفارہ سر منڈانے کے ساتھ ہی خاص ہے ؟
جواب :- نہیں بلکہ ہر وہ جرم کہ جس میں دم لازم آتا ہے اگر اس کو عذر کے ساتھ کیا تو یہ ہی کفارہ لازم آئے گا جس کی تفصیل احقر نے کتاب الحج میں لکھ دی ہے۔ مثلاً خوشبو لگانا۔ سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ وغیرہ۔ فَاِنَّ جَمِیْعَ مَحْظُوْرَاتِ الْاِحْرَامِ اِذَا کَانَ بِعُذْرٍ فَفِیْهِ الْخِیَارَاتُ الثَّلَاثَةُ (شامی)
سوال :- اس کے علاوہ کیا اور بھی روزہ ہے ؟
جواب :- جی ہاں حج میں جن جرموں پر کہ صدقہ کا حکم ہے اور عذر کے ساتھ ان کا مرتکب ہوا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کی بجائے ایک روزہ رکھ لے۔ (شامی صد ۲۸۸)
سوال :- اس کفارہ میں قربانی کا گوشت کیا خود بھی کھا سکتا ہے ؟
جواب :- نہیں۔ فقرا کا حق ہے۔
سوال :- اس کی نیت کا وقت کب ہے ؟
جواب :- رات ہے۔
سوال :- نیت کس طرح کرے ؟
جواب :- میں نے نیت کی کفارہ حلق کے روزہ رکھنے کی۔

صومِ جزاءِ صید یعنی آٹھواں فرض روزہ

جزاء صید کا

سوال :- آٹھواں فرض روزہ کون سا ہے ؟
جواب :- جزاء صید کا روزہ ہے جس کا ذکر قرآنِ پاک سورۂ مائدہ میں ہے۔ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ۔ یہ بھی فرض روزہ ہے۔
(پ ۷ ع ۳) (طحطاوی صد ۳۵ بحر الرائق)
سوال :- تفصیل سے فرمائیں جزاء صید کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- بحالتِ احرام خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا اس کی طرف شکاری کو اشارہ و رہبری کرنا حرام ہے اگر کسی نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو کفارہ لازم آئے گا اس میں جو روزہ ہے وہ فرض ہے۔

سوال :- وہ کفارہ کیا ہے ؟

جواب :- شکار کی قیمت ہے کہ جس کا اندازہ دو عادل شخصوں سے کرایا جائے گا اب خواہ اس اندازہ کی ہوئی قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر کے گوشت فقرا کو تقسیم کرا دیا جائے یا اُس کا غلہ خرید کر مساکین پر تصدق کر دیا جائے جس میں یہ شرط ہے کہ ہر ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار ضرور پہنچے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے بھی صدقے ہو سکتے ہیں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے اگر روزہ اختیار کرے گا تو یہ فرض ہو گا۔

سوال :- کیا ان روزوں کو بھی پے در پے رکھنا لازم ہو گا ؟

جواب :- ان میں تتابع شرط نہیں یعنی ضروری نہیں کہ لگاتار رکھے (طحطاوی ۳۵۵)

سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے ؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- کس طرح نیت کرے ؟

جواب :- رات کو کہے کہ میں نے کل جزاء صید کے روزہ رکھنے کی نیت کی اللہ کے واسطے۔

صوم المتعہ یعنی نواں فرض روزہ

تمتع کا

سوال :- نواں فرض روزہ کون سا ہے ؟

جواب :- صوم المتعہ یعنی تمتع کا روزہ ہے قرآنِ پاک میں ہے فَصِیَامُ

ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔
(طحطاوی ص۳۵۰، حیات الصائمین)

سوال :۔ صوم تمتع کا روزہ کسے کہتے ہیں؟
جواب :۔ اول تمتع کو سمجھئے تمتع اسے کہتے ہیں کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور ۲ دو رکعت احرام پڑھ کر کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْ هَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ پھر تلبیہ کہے یعنی لبیک کہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو طواف رمل سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہو کر حلق کرا کر احرام اتار دے جو چیز احرام سے اس پر حرام ہو گئی تھیں اب وہ سب چیزیں اس پر حلال ہو گئیں یہ عمرہ سے فارغ ہو گیا آٹھ ذی الحجہ تک برابر یہ چیزیں حلال رہیں گی آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے پھر حج کا احرام باندھ کر منیٰ میں آئے گا پھر عرفات میں نو تاریخ کو وقوف کر کے مزدلفہ میں رات گذار کر دس ذی الحجہ کو پھر واپس منیٰ میں آ کر رمی کرے گا اس سے فارغ ہو کر دسویں تاریخ کو اس پر واجب ہو گا کہ اس شکرانہ میں قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عمرہ و حج ۲ دو عبادتیں بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد سر منڈائے اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں اسی کو صوم تمتع کہتے ہیں اور یہ روزے فرض ہیں۔ غرضکہ تمتع میں ۲ دو عبادتیں ہیں عمرہ و حج دونوں کا علیحدہ علیحدہ احرام باندھا جاتا ہے۔

سوال :۔ ان دس روزوں کو کس طرح ادا کرے؟
جواب :۔ تین تو ایام حج ہی میں احرام باندھنے کے بعد رکھے جائیں گے۔ ان روزوں کی تاریخ یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک ہے آٹھویں سے پہلے بھی احرام باندھ سکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے تو جب چاہے احرام باندھ کر نویں سے پہلے پہلے روزے رکھ کر فارغ ہو جائے ان میں تتابع شرط نہیں یعنی ان تینوں کو لگاتار رکھنا ضروری نہیں۔ اور سات روزے ایام حج گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے اور افضل یہ ہے کہ مکان پر واپس ہو کر رکھے

ان روزوں میں بھی تتابع شرط نہیں چاہے لگاتار رکھے یا متفرق۔
سوال :- ان دسوں روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟
جواب :- رات ہے۔
سوال :- کس طرح نیت کرے؟
جواب :- رات کو کہے میں نے اللہ کے لیے نیت کی کل صوم تمتع کے رکھنے کی

صوم القران یعنی دسواں فرض روزہ

قِران کا

سوال :- دسواں روزہ فرض کون سا ہے؟
جواب :- قِران کا روزہ ہے۔ (طحطاوی ص۳۵۰)

سوال :- قِران کا روزہ کِسے کہتے ہیں؟
جواب :- قِران اسے کہتے ہیں کہ عمرہ و حج کی نیت سے ایک ساتھ احرام باندھے پھر ۲ دو رکعت احرام پڑھ کر کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْ ھُمَا مِنِّیْ پھر تلبیہ کہے نمازِ طواف ادا کرے صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اب عمرہ سے فارغ ہو گیا اس میں اب حلق نہیں ہو گا حلق کیا بھی تو ۲ دو دم لازم آئیں گے تمتع اور قِران میں یہاں ہی سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔ تمتع میں اب حلق کرا کر احرام اتارے گا اور قِران میں عمرہ سے فارغ ہو کر حلق نہیں کرائے گا اور احرام سے بھی باہر نہیں ہو گا عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے گا پھر اسی احرام سے تمام افعالِ حج بجا لائے گا اور دسویں ذی الحجہ کو حلق کے بعد قربانی واجب ہے اس شکریہ میں کہ اللہ عزّ وجل نے اسے ۲ دو اہم عبادتوں کی توفیق بخشی قارن کو اگر قربانی کی استطاعت نہیں ہے تو دس روزے رکھنے لازم ہوں گے اسی طرح

جس طرح تمتع کے بیان میں روزوں کا حال مذکور ہوا۔ غرضکہ قِران بھی دو عبادتوں پر مشتمل ہے عمرہ و حج مگر یہ دونوں ایک احرام سے ادا ہوں گے۔

سوال :- ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے؟

جواب :- رات ہے۔

سوال :- نیت کس طرح کرے؟

جواب :- رات کو کہے میں نے اللہ کے لیے نیت کی کل کے دن صوم قِران رکھنے کی۔

صومِ نذرِ مطلق یعنی گیارہواں فرض روزہ

نذرِ مطلق کا

سوال :- کیا نذر کا روزہ رکھنا بھی فرض ہے؟

جواب :- جی ہاں فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ اُن کو چاہیئے کہ اپنی نذروں کو پورا کرو۔ (مراقی الفلاح ص۳۵۰)

سوال :- نذر کا روزہ کِسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :- منت کے بولے ہوئے روزہ کو کہتے ہیں پھر اگر کسی شرط کے ساتھ بولا ہے مثلاً یوں کہا ہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لیے روزہ ہے تو بیمار کے اچھا ہونے اور کام بن جانے پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اس سے پہلے نہیں اس کو نذرِ معلق کہتے ہیں اور کسی کام پر معلق نہیں کیا بغیر تعلیق مثلاً یوں کہا کہ میں نے اللہ کے لیے ایک روزہ بولا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو گیا بغیر کسی شرط کے جب چاہے رکھ لے اس کو غیر معلق کہتے ہیں اب خواہ معلق ہو یا غیر معلق نذر کی ۲ دو قسمیں ہیں۔ مطلق اور معین۔

سوال :- نذرِ مطلق کا روزہ کِسے کہتے ہیں اور نذرِ معین کا کِسے براہِ کرام دونوں کی تعریف

بیان فرمائیں۔

جواب :۔ اگر روزہ رکھنا کسی خاص دن خاص ماہ خاص سال کے ساتھ معین نہیں کیا یوں کہا کہ مجھ پر کسی ایک دن یا کسی ایک ماہ یا کسی ایک سال کا اللہ کے لیے روزہ رکھنا لازم ہے یہ صوم نذرِ مطلق ہے اور معین کر کے کہا مثلاً ماہ رجب کا روزہ رکھنا لازم ہے تو اس کو صومِ نذر معین کہتے ہیں۔ صوم نذر معین کے احکام مستقل طور پر آگے لکھے جائیں گے یہاں صوم نذرِ مطلق کے احکام درج کیے جاتے ہیں۔

سوال :۔ صومِ نذر مطلق کا کیا حکم ہے مثلاً کسی نے ایک غیر معین ماہ کے روزے بولے تو ان کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر۔

جواب :۔ اگر ان روزوں کی نذر میں یہ بھی مانا ہے کہ لگاتار رکھوں گا تو پے در پے روزے رکھنے لازم ہوں گے یہ اس طرح لازم ہوں گے کہ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سرِ نو تمام روزے رکھنے ہوں گے اور اگر منت مانتے وقت یہ قید نہیں لگائی کہ میں ان کو لگاتار رکھوں گا تو اس پر لازم نہیں کہ لگاتار رکھے تیس روزے البتہ اس کے ذمہ ضرور لازم ہیں اس کو اختیار ہے کہ ان کو لگاتار رکھ کر پورا کرے یا متفرق طور پر رکھے۔ (عالمگیری ص۲۱۰)

سوال :۔ اگر کسی نے مطلقاً ایک سال کے روزے بولے تو اس پر بارہ مہینہ کے روزے فرض ہوں گے یا رمضان کا ایک مہینہ منہا کر کے گیارہ مہینے کے روزے فرض ہونگے

جواب :۔ کامل بارہ ماہ کے روزے فرض ہوں گے کیونکہ ان میں اتصال کی قید نہیں ان روزوں کو متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے تو درمیان میں رمضان کے آنے کا سوال ہی نہیں کہ جس کو منہا کیا جائے ہاں لگاتار ایک سال کے روزے رکھنے کی منت مانی ہے تو بیچ میں رمضان کا حائل ہونا لازمی ہے پس یہ منہا ہو جائے گا صرف گیارہ مہینہ کے روزے لازم ہوں گے کیونکہ رمضان خود اللہ تعالیٰ کے فرض روزوں کے لیے مقرر ہے یہ تحتِ نذر نہیں آسکتا لہٰذا اس کے علاوہ گیارہ ماہ کے روزے رکھنا اس کے ذمہ لازم ہوں گے۔ (ہدایہ۔ عنایہ۔ فتح القدیر ص۳۰۰)

سوال:۔ اگر بغیر شرطِ تتابع ایک سال کے روزے بولے یعنی سال کے پے در پے روزے رکھنے کی منت نہیں مانی ایسی صورت میں بعض روزے ایامِ ممنوعہ یعنی عید فطر، عید البقر میں رکھے گا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ جائز نہیں کیونکہ اس کے ذمہ کامل روزے رکھنا لازم ہوئے ہیں پھر ناقص کیوں رکھے۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر ص۱۰۱)

سوال:۔ زبان سے نکل گیا مہینہ بھر کا روزہ مگر نیت تھی ایک دن کا روزہ بولنے کی تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ مہینہ بھر ہی کا روزہ رکھنا لازم ہوگا کیونکہ نذر میں زبان سے بولنے کا اعتبار ہے نیت کافی نہیں تلفظ ضروری ہے اسی پر حکم ہے۔

(عالمگیری قاضی خاں الاشباہ والنظائر)

سوال:۔ اگر کسی نے دل میں نیت کی اور زبان سے کچھ بھی نہ کہا تو کیا نذر نہ ہوگی؟

جواب:۔ نہیں کیونکہ اس میں زبان سے بولنا شرط ہے شاید اسی وجہ سے اردو زبان میں نذر کے روزہ کو بولا ہوا روزہ کہتے ہیں۔

سوال:۔ نذرِ مطلق بشرطِ تتابع میں لگاتار روزے کیوں لازم ہوئے؟

جواب:۔ اس لیے کہ تتابع منصوص ہوگئی ہے اس کا لحاظ ضروری ہے۔ (عالمگیری ص۲۲۲۔ شامی ص۱۷۲)

سوال:۔ صومِ نذرِ مطلق میں نیت کا وقت کب ہے؟

جواب:۔ رات کو۔ (دُرمختار۔ تنویر)

سوال:۔ نیت کس طرح کرے؟

جواب:۔ نیت کی ہیں نے اللہ کے لیے نذر کے روزے رکھنے کی۔

سوال:۔ کسی نے کہا کہ اگر میں اچھا ہوگیا تو حج کروں گا یہ نہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے حج کرنا لازم ہے تو کیا یہ صحیح نذر ہوگئی یا بدون اللہِ عَلَیَّ کہے نذر نہیں ہوگی؟

جواب:۔ نذر معلق میں صحیح ہے غیر معلق میں درست نہیں چونکہ یہاں نذرِ معلق ہے

لہٰذا حج واجب ہو گا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲)

بحر الرائق میں ہے کسی نے کہا میں حج کروں گا تو اس پر کچھ نہیں اور کہا کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں گا تو حج کروں گا تو حج لازم ہو گا۔ (بحر الرائق ص ۳۲۰)

صومِ نذرِ معیّن یعنی بارہواں فرض روزہ

نذرِ معیّن کا

سوال :- کیا نذر معیّن کا روزہ فرض ہے؟

جواب :- جی ہاں فرض ہے اسی آیۂ کریمہ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ سے جس سے نذرِ مطلق کا روزہ فرض ہوا۔ اس کی فرضیت بھی ثابت ہے۔

سوال :- نذر معین کا روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اگر روزہ رکھنے کو خاص دن خاص ماہ خاص سال کے ساتھ مقرر کر دیا ہے مثلاً یوں کہا ہے کہ میں نے اللہ کے لیے جمعرات یا رجب یا آئندہ سال ۱۳۷۹ھ کا روزہ بولا تو اس کو صوم نذر معیّن کہتے ہیں۔

سوال :- نذرِ معین کا روزہ مثلاً رجب کے مہینہ کا روزہ بولا تو کیا ان کو لگاتار رکھے۔

جواب :- جی ہاں لگاتار رکھے کیونکہ معین مہینہ کے سب ایام علے الاتصال ہیں لہٰذا مجبوراً روزے بھی لگاتار رکھنے ہوں گے مگر بیچ میں کوئی ناغہ ہو جائے گا تو اس صورت میں از سرِ نو روزے نہیں رکھنے ہوں گے آگے سے سلسلہ شروع کر دے جو روزہ ناغہ ہو گیا بعد میں اس کی قضا کرے اس کے مقابل وہ صورت ہے کہ مطلقاً کسی غیر معین ایک ماہ کے روزے بولے تو اُن کو متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے لیکن بشرطِ تتابع ان روزوں کو بولا ہے یعنی یوں کہا مسلسل رکھوں گا تو اب لگاتار رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک بھی ناغہ ہو جائے گا تو تمام روزے از سرِ نو شروع کرنے ہوں گے کیونکہ یہاں تتابع منصوص ہے اس

کا لحاظ ضروری ہے لہٰذا بولے ہوتے وصف کے ساتھ ادائیگی لازم ہے وصف میں خلل آنے سے از سرِ نو شروع کرنا ہوگا۔ (عالمگیری۔ فتح القدیر ص۱۰۳۔ درمختار ص۱۷۲)

سوال:۔ بولا یہ تھا کہ رجب کے کامل روزے رکھوں گا مگر یہ مہینہ انتیس ۲۹ کا ہوا تو ایک روزہ کم ہونے کے سبب کیا اس کی قضا کرے؟

جواب:۔ قضا نہیں معین مہینہ خواہ انتیس کا ہو یا تیس کا جتنے بھی دن کا ہوگا اتنے ہی دن کے روزے رکھنے لازم ہوں گے ہاں مطلقاً بلا تعین کسی ایک ماہ کے روزے بولے تھے تو اس کے ذمہ کامل تیس ۳۰ روزے رکھنے فرض ہوں گے ان روزوں کو اگر اس نے ماہِ رجب میں شروع کیا وہ انتیس کا ہوگیا تو ایک روزہ کی قضا لازم ہوگی کیونکہ ایک کی کمی رہی یہی حکم اس صورت کا ہے کہ بغیر نامزد کیے مطلقاً تین ماہ کے روزے بولے مگر ان کو شوال۔ ذی القعدہ۔ ذی الحجہ میں رکھا شوال مثلاً انتیس کا ہوا تو بعد میں اس کمی کو پورا کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص۲)

سوال:۔ اگر کسی نے سالِ رواں یا ماہِ رواں میں کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے اس سال یا ماہ کے روزے لازم ہیں تو کتنے روزے رکھنے اس پر لازم ہوں گے؟

جواب:۔ جتنے دِن ماہ اور سال میں باقی رہ گئے ہیں اُن ایام کے روزے اس پر لازم ہوں گے جو دِن گزر گئے ان ایامِ ماضیہ کے روزے اس پر لازم نہیں۔ (عالمگیری شامی۔ فتح القدیر)

سوال:۔ اگر وقت معین سے پہلے روزہ رکھ لیا تو اس روزہ سے نذر ادا ہوئی یا نہیں مثلاً جمعرات کا روزہ بولا یا رجب کا مگر رجب اور جمعرات کے آنے سے پہلے ہی روزہ رکھ لیا تو یہ نذر پوری ہوئی یا نہیں؟

جواب:۔ نذر پوری ہوگئی وقت کی قید ضروری نہیں مُنہ سے الفاظ نذر کا بولنا سبب نذر ہے وہ پایا گیا جو فی الحال موجود ہے پس سبب پائے جانے کے بعد یہ روزے رکھے گئے لہٰذا روزے ادا ہوگئے قربت اصل روزہ میں ہے وقت کی قید لغو ہوگئی ہاں اگر روزوں کو کسی شرط کے ساتھ مقید کیا ہے مثلاً کہا

کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہوگیا تو میں نے اللہ کے لیے روزہ بولا اگر اس روزہ کو مریض کے اچھا ہونے سے پہلے رکھ لیا تو یہ نذر کا روزہ نہ ہوا اچھا ہونے کے بعد پھر رکھنا ہوگا کیونکہ یہ شرط ہے کہ سبب پہلے نہ تھا اب متحقق ہوا اسی طرح اگر وقت معین کے روزہ کی نذر کو بھی بطورِ شرط بولے گا تو اس صورت میں اگر وقت معین سے قبل روزہ رکھے گا تو نذر کا روزہ نہیں ہوگا مثلاً یوں کہا کہ جب رجب آئے تو مجھ پر اللہ کے لیے اس کے روزے لازم ہیں۔ تو اس صُورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز نہیں ہوں گے پس ایک سُورت میں رجب سے پہلے جائز اور ایک میں جائز نہیں۔ (دُرمختار۔شامی ص۱۷۲۔ بحرالرائق ص۳۲)

سوال :۔ جس صورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز ہیں اس صُورت میں اگر پہلے روزے رکھے اور وہ مہینہ اُنتیس ۲۹ کا تھا بعد میں رجب آیا وہ تیس ۳۰ کا ہوا تو کیا ایک روزہ جو کم ہوا اس کی قضا لازم ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں قضا لازم ہے ۔ (فتح القدیر۔شامی ص۱۷۲)

سوال :۔ نذرِ معین کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے ؟

جواب :۔ ضحوہ کبریٰ سے پہلے پہلے ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرلے۔ (تنویر۔ دُرمختار ص۱۱۶)

سوال :۔ کس طرح نیت کرے ؟

جواب :۔ نیت کی میں نے جمعرات کے بولے ہوئے روزہ کی اللہ کے واسطے۔

سوال :۔ روزہ کے علاوہ کسی اور شئے کی بھی نذر مانی جاسکتی ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں نماز۔ حج۔ صدقات۔ اعتکاف وغیرہ کی بھی نذریں مانی جاسکتی ہیں۔

شرائطِ نذر

سوال :۔ براہِ کرم نذر کے متعلق کوئی ضابطہ بیان فرمائیں کہ نذر کے کیا شرائط ہیں تاکہ اصُول معلوم ہو کہ نذر کن چیزوں کی صحیح ہے اور کن صورتوں میں نادرُست ہے ؟

جواب :- نذر کے لیے چند شرطیں ہیں جو درجِ ذیل ہیں۔

(۱) نذر جس چیز کی بولی جائے شرط ہے کہ اُس کی جنس سے کوئی چیز واجب بھی ہو تو عیادتِ مریض کی نذر صحیح نہیں کیونکہ اس کی جنس سے کوئی عبادت فرض واجب نہیں یہ قید اس لیے لگائی تاکہ اتباع ہو نہ اِبتداع۔

(۲) وہ چیز مقصود لذاتہٖ ہو کسی دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو پس وضو کی نذر صحیح نہیں یہ نماز کا وسیلہ ہے مقصود لذاتہٖ نہیں۔

(۳) دوسرے وہ چیز خود واجب اور فرض نہ ہو تو نماز ظہر کی نذر صحیح نہیں کہ یہ خود فرض ہے۔

(۴) وہ شئے گناہ فی نفسہٖ نہ ہو لہٰذا عید بقر عید اور ایام تشریق کے دنوں کی روزے کی نذر صحیح ہو گی کہ ان دنوں میں روزہ تو رکھنا گناہ ہے مگر یہ گناہ فی نفسہٖ نہیں بلکہ اِن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے ترک اور اعراض کی وجہ سے منع ہے تو یہ ممنوع لغیرہ ہوا پس اس کی نذر فی حد ذاتہ صحیح ہے عارض کی وجہ سے نہ رکھے بعد میں قضا کرے ہاں قتل کی نذر صحیح نہیں کہ یہ فی نفسہٖ گناہ ہے۔

(۵) وہ شئے محال نہ ہو لہٰذا گزرے ہوئے کل کی نذر صحیح نہیں۔

(نورالایضاح ۔ مراقی الفلاح ص ۳۷۸)

سوال :- کیا نذر میں ثواب ہے؟

جواب :- بیشک ثواب ہے کیونکہ یہ عبادت ہے۔

صومِ قضائے نذر یعنی تیرہواں فرض روزہ

قضائے نذر کا

سوال :- قضائے نذر کے روزے بھی کیا فرض ہیں؟

جواب :- جی ہاں اس کا سبب بھی نذر ہی ہے اور نذر

سے روزہ فرض ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلیُوفُوا نُذُورَهُم تو یہ روزہ بھی فرض ہے قضا کی فرضیت کی وہ ہی دلیل ہے جو اصل کی ہے۔
(ماخوذ از شامی ۱۷۵)

سوال:- صوم قضائے نذر کسے کہتے ہیں؟
جواب:- وقت معین کے بولے ہوئے روزے جو وقت پر نہ ادا ہو سکے اس کی قضا میں جو روزہ رکھا جائے گا اس کو صوم قضائے نذر کہتے ہیں کیونکہ قضا وقت سے عبادت کے فوت ہونے پر لازم آتی ہے لہٰذا نذر معین میں قضا لازم ہوگی کیونکہ اس میں وقت مقرر اور معین ہے۔ بخلاف نذرِ مطلق کے اس میں کوئی وقت کی قید نہیں مطلق عن القید کو جب چاہے رکھے ادا ہی ہوگا قضا نہیں۔
سوال:- وہ کون سی نذر کی صورتیں ہیں جن میں قضا لازم آتی ہے اس کی تفصیل سے بھی آگاہ فرمائیں؟
جواب:- مندرجہ ذیل صورتوں میں قضا لازم آتی ہے
(۱) اگر کسی نے ایام مَنہِیَّہ یعنی عید، بقر عید، ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ کے دنوں کے روزے بولے تو باعتبار اصل روزہ کے نذر صحیح ہوگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے روگردانی کے سبب شروع کرنا گناہ ہے لہٰذا ان دنوں میں چھوڑ دے۔ بعد میں ان کو قضا کرنا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزے رکھ لیے تو عہدہ برآ ہو جائے گا۔ مگر فعلِ حرام کے ساتھ۔
(۲) کسی نے نذر بولی کہ اس سال رواں کے روزے مجھ پر اللہ کے لیے فرض ہیں تو بھی پانچ روزے ایام مَنہِیَّہ کے قضاء کرنا لازم ہوگا۔ ہاں ایامِ ممنوعہ کے گزرنے کے بعد روزے بولے تو اب قضا لازم نہیں یہی حکم کسی معین سال کے روزوں کی منت کا ہے کہ صرف ایام مَنہِیَّہ کے پانچ دن کی قضا لازم ہوگی۔
(۳) مطلق سال کے روزے بولے مگر بشرطِ تتابع تو اس صُورت میں بھی صرف پانچ روزے ایامِ ممنوعہ کے قضا کرنے لازم ہوں گے۔ (دُرِ مختار ۱۵۱)

(۴) کسی نے شوّال۔ ذی القعدہ۔ ذی الحجہ تین ماہ کے روزوں کی منت مانی تو اس میں بھی صرف پانچ دِن کے روزے ایام مَنْہِیَّہ کے قضاء کرنے لازم ہوں گے۔ (قاضی خاں ص۲)

(۵) اگر عورت نے جمعرات کے دِن کی شرط کے ساتھ روزہ کی منت مانی مگر اس دِن حیض آگیا تو ایک دِن کی قضا لازم ہے حیض کے دِن ہرگز روزہ نہ رکھے۔ (قاضی خاں ص۲)

(۶) معین سال کے روزوں کی منت میں بھی صرف ایام مَنْہِیَّہ کے پانچ دِن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

(۷) مطلق تین ماہ کے روزے بولے تھے ادائیگی کے لیے اس نے شوّال۔ ذی القعدہ۔ ذی الحجہ کو مقرر کیا شوّال کا مہینہ انتیس ۲۹ کا ہے تو چھ ۶ روزے کی قضا اس کے ذمہ لازم ہوگی تو ایک روزہ انتیس ۲۹ والے مہینہ میں جو کم ہے اس کی اور پانچ ایام ممنوعہ کے دنوں کی کل چھ ۶ دنوں کی قضا لازم ہوگی۔ (عالمگیری)

سوال:۔ مطلق بشرط تتابع میں ایام مَنْہِیَّہ کے پانچ ۵ روزوں کی قضا جو لازم آئے گی تو ان کو متفرق طور پر بھی ادا کرسکتا ہے یا قضا میں بھی لگاتار روزے رکھے۔

جواب:۔ جی ہاں لگاتار روزے رکھے گا اِن پانچ روزوں کی قضا میں بھی تتابع لازم ہے۔ (بحرالرائق ص۳۱۸، ہدایہ ص۱۰۲)

سوال:۔ اگر عورت نے معین سال کا روزہ بولا تو کیا حیض کی قضا لازم ہے؟

جواب:۔ جی ہاں لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال:۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کیلئے ہر جمعرات کا روزہ رکھنا لازم ہے مگر ایک جمعرات کا ناغہ ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس نذر کی قضا لازم ہے اور اگر اس نذر سے قسم کا اِرادہ کیا تھا تو کفارہ ادا کرے پھر اگر دوسری جمعرات کا روزہ بھی ناغہ کیا تو اب کفارہ نہیں ایک مرتبہ حانث ہوگیا دوسری مرتبہ حانث نہیں ہوگا۔ (عالمگیری۔ بحرالرائق ص۳۱۸)

سوال :- اگر شیخ فانی ہونے کے سبب قضا سے عاجز ہو گیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار دے (عالمگیری)
سوال :- ماہِ رجب کی نذر معین مانی مگر کسی وجہ سے رجب میں روزہ نہ رکھ سکا تو اس کی قضا کو متفرق طور پر ادا کرے یا لگاتار روزے رکھے۔
جواب :- ہر طرح اختیار ہے۔ (عالمگیری صـ۲۲۳)

صوم یمین مطلق یعنی چودھواں فرض روزہ

یمین مطلق کا

سوال :- کیا قسم کا روزہ بھی فرض ہے ؟
جواب :- جی ہاں فرض ہے اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے
قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِکُمْ (پ۲۸ ع ۱۹)
سوال :- یمین یعنی قسم کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟
جواب :- قسم کھا کر جو شخص اپنے اُوپر روزہ لازم کر لیتا ہے اس لازم شدہ روزہ کو یمین کا روزہ کہتے ہیں عربی میں یمین قسم کو کہتے ہیں مثلاً یوں کہا بخدا یعنی اللہ کی قسم میں ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا۔ تو اس قسم سے اس پر ایک ماہ کے روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ (طحطاوی صـ۳۵۵)
سوال :- نذر سے بھی روزہ لازم آتا ہے۔ اور قسم سے بھی دونوں میں وجہ فرق کیا ہے ؟
جواب :- نذر کے ترک میں قضا ہے یمین کے ترک میں کفارہ۔
(حیات الصائمین عن حاشیہ شیخ الاسلام علی شرح الوقایہ صـ۲۰۵)
سوال :- یمین کے روزوں کی کتنی قسمیں ہیں ؟
جواب :- دو قسم ہیں۔ مطلق۔ معین = معین میں خاص وقت میں روزہ رکھنے کی قسم

ہوتی ہے مطلق میں یہ کوئی قید نہیں مثلاً یوں کہا واللہ میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا یہ یمین مطلق ہے۔ (نور الایضاح صفحہ ۱۵۲۔ طحطاوی صفحہ ۳۵۰)

سوال:۔ کیا قسم کا احتمال الفاظِ نذر میں بھی ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں نذر قسم کے معنی کو متحمل ہے کیونکہ نذر میں ایجاب مباح ہے تو اس کی ضد جو نذر سے قبل حلال و مباح تھی وہ حرام ہو گئی یہ تحریم حلال قسم ہے بقولہ تعالیٰ۔ (لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ) (پ ۲۸ ع ۱۹)

سوال:۔ جب نذر میں معنی قسم بھی ہیں تو کیا ہو سکتا ہے کہ اگر نذر نہ ادا کر سکا تو کفارہ یمین ادا کر دے قضا لازم نہ آئے؟

جواب:۔ کہیں قضا لازم آتی ہے کہیں کفارہ کہیں دونوں صورتِ مسئلہ سمجھنے کے لیے ذیل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) نذر کا لفظ تو زبان سے نکالا مگر قسم اور نذر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی نیت نہیں کی۔

(۲) یا نیت تو کی مگر صرف نذر کی نیت کی۔

(۳) نذر کی نیت کی مگر اس کے ساتھ قسم کی نفی کی بھی نیت کر لی اور تصریح کر دی کہ قسم مراد نہیں۔ مذکورہ بالا تین صورتوں میں یمین نہیں صرف نذر ہے اس کا یہ حکم ہے کہ ادا کرے ورنہ قضا لازم ہے کفارہ نہیں یہ نہیں کہ ادا نہیں کی تو یہ کفارہ دے کر فارغ ہو جائے اب رہ گئی باقی تین اور صورتیں وہ یہ ہیں:۔

(۴) نذر کا لفظ بولا اور قسم کی نیت کی اور بصراحت نذر کی نفی بھی کر دی کہ اس لفظ سے صرف قسم ہی میری مراد ہے۔ نذر نہیں۔ یہ صورت بالاجماع صرف قسم ہی کی ہو گی اس سے نذر مراد نہیں ہو گی اس میں کفارہ لازم ہو گا، اگر ادا نہ کیا۔

(۵) لفظ تو نذر کا ہے اور اس میں نیت قسم اور نذر دونوں کی کی۔

(۶) بولا تو لفظ نذر کا مگر نیت صرف قسم کی کی۔ نذر کی نیت اور عدم نیت سے کوئی تعرض ہی نہیں کیا دو صورتوں میں نذر اور یمین دونوں لازم ہوں گے تو اگر روزہ

نہ رکھا تو دونوں کے احکام جاری ہوں گے قضا بھی لازم ہو گی بوجہ نذر اور کفارہ لازم ہوگا بوجہ یمین (طحطاوی ص۳۸۱)

سوال:۔ کیا نذر کی شکلیں کچھ اور بھی ہیں جو بمعنی یمین ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔ اگر گناہ کی نذر مانی تو یہ بھی یمین ہے کفارہ یمین لازم ہوگا اگر کسی ایسی شرط پر نذر کو موقوف کیا جس کو یہ کرنا نہیں چاہتا مثلاً کسی سے کلام کرنا پسند نہیں یا کسی کے گھر جانا نہیں چاہتا تو صرف کلام اور گھر میں جانے سے اپنے کو روکنے اور منع کرنے کے قصد سے یوں نذر معلق مانی کہ اگر فلاں سے کلام کروں یا فلاں کے گھر جاؤں تو مجھ پر روزہ لازم تو یہ بھی بمعنی یمین ہے کفارہ یمین لازم ہوگا اگر گھر گیا یا کلام کیا۔ کسی امرِ محال پر نذر معلق کر لینے سے بھی کفارہ یمین لازم ہوگا۔

(فتح القدیر ص۱۱ مراقی الفلاح ص۳۷۹)

سوال:۔ یمینِ مطلق کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے؟

جواب:۔ اس کا حکم نذرِ مطلق کا سا ہے متفرق بھی رکھ سکتا ہے مگر شرطِ تتابع کے ساتھ مقید کیا ہے تو لگاتار رکھے گا مثلاً یوں کہا کہ واللہ ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا تو ان کو متفرق بھی رکھ سکتا ہے اور اگر یوں کہا کہ واللہ ایک ماہ کے لگاتار روزے رکھوں گا تو لگاتار ایک ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک دِن کا بھی روزہ ناغہ ہو گیا تو از سرِ نو پھر تمام روزے رکھنے ہوں گے۔

(مراقی الفلاح ص۳۷۵ شامی ص۱۱۵ عالمگیری ص۲۱۵)

سوال:۔ یمین مطلق کے روزہ کی نیت کا وقت کب ہے؟

جواب:۔ رات کو ہے۔

سوال:۔ نیت کس طرح کرے؟

جواب:۔ میں نے نیت کی کل یمین مطلق کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

سوال:۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے لیے ہے کہ میں اس دن شکرانہ میں روزہ رکھوں جس دِن فلاں شخص سفر سے واپس آئے اس سے قسم کا اِرادہ کیا وہ شخص رمضان

میں عصر کے وقت آیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- اس پر کفارہ یمین ہے قضا نہیں ہے کیونکہ آنے کے دن کی شرط پوری نہیں ہوسکی یعنی روزہ شکر نہیں رکھے گا۔ کیونکہ وقت نیت نہیں آیا ہاں وقت نیت سے پہلے آگیا اور بہ نیت شکر اس نے روزہ رکھ لیا تو قسم پوری ہو گئی کیونکہ یہ ہی نیت تھی البتہ یہ روزہ رمضان کا ہی ہوگا جیسا کہ بہ نیت نفل کوئی رمضان میں روزہ رکھے تو وہ رمضان ہی کا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خان ص۲۰۰)

صومِ یمینِ مُعَیَّن یعنی پندرہواں فرض روزہ

یمین معین کا

سوال :- کیا یمین معین کا روزہ بھی فرض ہے ؟
جواب :- جی ہاں فرض ہے لقولہ تعالیٰ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِکُمْ۔ (پ۲۸ ع ۱۹)

سوال :- یمین معین کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟
جواب :- جو شخص وقت خاص میں روزہ رکھنے کی قسم کھائے اس معین وقت کے روزہ کو یمین معین کا روزہ کہتے ہیں مثلاً جمعرات یا رجب یا معین سال کے روزوں کی قسم کھائی تو یمین معین ہے۔

سوال :- یمین معین کے روزوں کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر ؟
جواب :- لگاتار رکھے گا مگر بیچ میں کوئی روزہ ناغہ ہو جائے گا تو از سرِ نو تمام روزے نہیں رکھنے ہوں گے اس کے تمام احکام مثل نذر معین کے ہیں جو ناغہ ہو جائے اس کا کفارہ ہے باقی روزوں کا سلسلہ آگے سے شروع کر دے۔

سوال :- ایامِ ممنوعہ کے روزہ کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- کفارہ ادا کرے۔

سوال :۔ یمین معین کی نیت کا وقت کب تک ہے ؟
جواب :۔ ضحوۂ کبریٰ کے قبل تک ہے مگر رات میں نیت کرنا افضل ہے
سوال :۔ نیت کس طرح کرے ؟
جواب :۔ نیت کی میں نے کل یمین معین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے ۔

باب دوم

واجب روزوں کے بیان میں

واجب روزہ صوم التطوّع بعد الشروع

سوال :- صوم التطوع بعد الشروع کسے کہتے ہیں ؟

جواب :- نفل روزہ شروع ہونے کے بعد کو کہتے ہیں ۔

سوال :- کیا نفل روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے ؟

جواب :- جی ہاں واجب ہو جاتا ہے ۔ (وَمِنَ الْوَاجِبِ صَوْمُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الشُّرُوْعِ) (شامی ص۱۱۳)

سوال :- نفل روزہ رکھا تھا کہ آج کسی مسلمان بھائی نے اس کی دعوت کردی تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- افطار نہ کرے دعوت قبول کر کے دعوت کرنے والے کے گھر جائے اور دُعا کر کے واپس چلا آئے یا اُس کے گھر میں نماز پڑھے تاکہ اس کی برکت حاضرین اور اہلِ خانہ کو پہونچے حدیث میں ہے ۔

اذا دُعی احدکم الی طعام فلیجب فان کان مفطرا فلیأکل وان کان صائما فلیصل (مراقی الفلاح ص۳۷۶)

جس وقت بھی تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے قبول کرو پس سو اگر روزہ نہیں ہے تو کھا پی لو اور اگر روزہ سے ہو تو دعا دو۔

فلیصل کے معنے طحطاوی میں یہ بھی لکھے ہیں کہ نماز پڑھو چاہیئے کہ روزہ کا عذر پیش کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تاکہ گھر میں برکت ہو اور تمہارے بلانے کا نفع اس کو پہنچے ۔ اگر دعوت میں کھانا نہ کھانے سے دعوت کرنے والے کو ایذا پہونچے تو روزہ

توڑ کر اس کی خاطر کھانا کھالو مگر یہ روزہ واجب ہو گیا تھا اس لیے بعد میں اس کی قضا کی جائے لیکن زوال سے پہلے افطار کر سکتا ہے زوال کے بعد نہیں۔ مگر ماں باپ کا حق زیادہ ہے تو ان کی خاطر عصر کے وقت تک بھی روزہ توڑ سکتا ہے پھر نہیں۔
(مراقی الفلاح ص۳۷۷)

سوال:- اگر میزبان نفل روزہ رکھے ہوتے ہے اور مہمان کی یہ خوشی ہے کہ گھر والا میزبان میرے ساتھ کھانا کھائے تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب:- جی ہاں توڑ سکتا ہے مگر اسی تفصیل کے ساتھ جس کا بیان ابھی اوپر گزرا۔
(مراقی الفلاح ص۳۷۷)

سوال:- نفل روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے؟

جواب:- ضحوۂ کبریٰ تک یعنی نصف النہار شرعی تک۔

سوال:- کیا قلبِ مسلم میں خوشی پہونچانے کے لیے روزہ توڑنے میں کچھ ثواب ہے؟

جواب:- جی ہاں ثواب ہے حدیث شریف میں ہے

من افطر لحق اخیہ یکتب لہ ثواب صوم الف یوم ومتی قضی یوما یکتب لہ ثواب صوم الفی یوم۔ (مراقی الفلاح ص۳۷۷)	جس نے اپنے بھائی کے حق اخوت کی وجہ سے روزہ افطار کیا اس کو ایک ہزار روزوں کا ثواب ملے گا اور جس دن قضا کریگا اس کے لیے دو ہزار روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔

سوال:- یہ تو معلوم ہو گیا کہ ضیافت نفل روزہ توڑنے کے لیے عذر ہے اس کے علاوہ نفل روزہ کو بلا عذر توڑنا کیسا ہے؟

جواب:- مکروہ تحریمی ہے۔ (الطحطاوی ص۳۷۶)

واجب روزہ صوم قضاء النفل

سوال:- صوم قضائے نفل کسے کہتے ہیں؟

جواب :- کسی نے نفل روزہ رکھا وہ ٹوٹ گیا تو اس کے عوض جو روزہ رکھا جاتا ہے اس کو صوم قضاء نفل کہتے ہیں۔

سوال :- کیا یہ روزہ بھی واجب ہے ؟

جواب :- جی ہاں یہ روزہ بھی واجب ہے۔ (شامی ص۱۱۳)

سوال :- اچھا رمضان کے ہونے نہ ہونے میں شک ہے اس شک کے دن میں کسی نے نفل روزہ رکھا اس نیت سے کہ اگر رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا۔ ورنہ نفل ہے۔ ابھی یہ روزہ پورا نہیں کرنے پایا تھا کہ اس نفل کے روزہ کو توڑ دیا تو کیا اس نفل کی بھی قضا ہوگی۔

جواب :- نہیں اس لیے کہ اس میں اسقاط فرض کی بھی نیت ہے اور قضا اس نفل کی ہے جس میں اسقاط کی نیت نہ ہو خالص نفل ہی کے قصد سے روزہ شروع کرکے لازم کیا جائے وہ یہاں نہیں اس لیے قضا بھی واجب نہیں۔ (دُرِّ مختار۔ شامی ص۱۲۲)

سوال :- اگر کسی نے کسی واجب یا فرض روزہ کو اس گمان پر شروع کیا کہ یہ میرے ذمہ لازم ہے بعد شروع معلوم ہوا کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ فرض نہیں جب فرض نہیں تو یہ روزہ نفل ہو رہا تھا اگر اس کو توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا بھی واجب ہوگی ؟

جواب :- فوراً توڑ دیا تو اس کی بھی قضا نہیں کیونکہ یہ بھی اسقاطِ فرض کے لیے رکھا جا رہا تھا قصداً نفل کی نیت سے یہ روزہ نہیں رکھا گیا (شامی ص۱۲۲)

سوال :- اگر فوراً نہیں توڑا معلوم ہونے کے کچھ دیر بعد توڑا کیا حکم ہے ؟

جواب :- اب قضا لازم آئے گی۔

سوال :- اگر عیدین یا ایام تشریق میں نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا کرے گا یہاں تو قصداً بہ نیت نفل ہی روزہ رکھا ہے ؟

جواب :- بیشک یہاں قصداً بہ نیت نفل روزہ رکھا ہے کوئی اسقاط فرض کی نیت شامل نہیں مگر اس روزہ کی بھی قضا نہیں کیونکہ ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے تو اس کی حفاظت اور صیانت لازم نہیں یہ تو گناہ ہونے کے سبب اس قابل ہے کہ اس

کو مٹایا جاتے اس خلافِ شرع فعل کی قضا کیا جب ادا ہی درست نہیں تو قضا کیسی (ہدایہ ص۱۰۵)
سوال :- قضا نفل کے روزہ کی نیت کا وقت کیا ہے؟
جواب :- رات ہے۔
سوال :- کس طرح نیت کرے؟
جواب :- میں نے نیت کی کل فلاں نفل روزہ کے قضا رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

واجب روزہ صومِ اعتکاف المنذور

سوال :- صومِ اعتکاف المنذور کسے کہتے ہیں (یعنی بولے ہوتے اعتکاف کا روزہ)؟
جواب :- کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اس اعتکاف میں روزہ رکھنا بھی لازم آتا ہے جو اس اعتکاف کے لیے شرط ہے اسی لازمی روزہ کو صومِ اعتکاف المنذور کہتے ہیں۔ یعنی نذر کے اعتکاف کا روزہ۔
سوال :- کیا یہ روزہ بھی واجب ہے؟
جواب :- جی ہاں واجب ہے۔
سوال :- اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس اعتکاف کے لیے رمضان کا فرض روزہ کافی ہو جائے گا؟
جواب :- جی ہاں کافی ہو جائے گا۔ (شامی۔ عالمگیری ص۲۲ج۱)
سوال :- اگر رمضان میں یہ شخص نہ روزے رکھ سکا نہ اعتکاف کر سکا بعد میں دونوں کی قضا لازم ہو گی تو کیا اس قضائے اعتکاف میں اسی رمضان کے قضا روزے کافی ہو جائیں گے؟
جواب :- جی ہاں اس اعتکاف کی قضا میں اسی رمضان کے قضا روزے کافی ہو جائیں گے۔ کیونکہ قضا ادا کا خلف ہے اصل کے ساتھ جائز تو اس کی قضا کے ساتھ

بھی جائز لیکن ہاں اس اعتکاف کو دُوسرے رمضان میں قضا کرنا چاہے تو اس رمضان کے روزے اس کے لیے کافی نہیں ہوں گے۔ (دُرِّ مختار صـ۱۷۹)

سوال:- کسی مہینہ کا کسی نے اعتکاف بولا تو کیا وہ اعتکاف کسی اور فرض اور واجب روزہ کے ساتھ بھی ادا ہو سکتا ہے یا اس کے لیے خاص روزہ رکھنے ہوں گے

جواب:- اس کے لیے خاص ہی روزہ رکھنے ہوں گے۔ یہی اُس کے لیے واجب ہے صرف رمضان کی نذر میں شرف کی وجہ سے رمضان کے روزہ اور قضا کے روزوں کے ساتھ کہ وہ ادا کا خلف ہے جائز کر دیا گیا تھا ورنہ کوئی بھی نذر کا اعتکاف کسی فرض واجب روزہ کے ساتھ جائز نہیں اس کا اپنا علیحدہ ہی روزہ ہے جس کو صوم اعتکاف منذور کہتے ہیں اسی واجب روزہ کے ساتھ یہ واجب اعتکاف ادا ہو سکتا ہے۔ (دُرِّ مختار شامی صـ۱۷۹)

سوال:- اگر کسی نے تین دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی شامل ہے؟

جواب:- جی ہاں شامل ہے جب متعدد دنوں کی نذر مانی جائے گی تو رات دن دونوں شامل ہوں گے لہذا تین دن رات کا اعتکاف واجب ہو گا (بحر الرائق صـ۲۲۸)

سوال:- اگر کسی نے صرف رات کا اعتکاف بولا تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:- یہ صحیح نہیں کیونکہ نذر کے اعتکاف میں روزہ واجب ہے اور رات روزہ کا محل نہیں لہذا نذر صحیح نہیں۔

سوال:- اگر تین دن کا اعتکاف بولا اور یہ تصریح کر دی کہ میری مراد صرف دن ہے رات نہیں تو کیا یہ نیت صحیح ہو گی؟

جواب:- جی ہاں صحیح ہو گی اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہو گا۔ (بحر الرائق صـ۳۲۵)

سوال:- اگر کسی ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی شامل ہے؟

جواب :- نہیں اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہو گا ۔
سوال :- یہ شخص کس وقت مسجد میں اعتکاف کے لیے جائے ؟
جواب :- قبل طلوع فجر جائے اور بعد غروب گھر واپس آئے ۔ (بحر الرائق صـ۳۲۸)
سوال :- اگر اعتکاف رات دن کا بولا ہے تو پھر اعتکاف کب سے شروع کرے دن سے یا رات سے ؟
جواب :- اس اعتکاف کی ابتدار رات سے ہو گی کیونکہ دن سے پہلے رات آتی ہے دیکھو رمضان میں روزہ سے پہلے تراویح شروع ہو جاتی ہیں لہذا قبل غروبِ آفتاب مسجد میں حاضر ہو جائے اور نذر کے آخری دن بعد غروب گھر واپس ہو۔ (بحر الرائق صـ۳۲۹)
سوال :- اگر اعتکاف کے تمام دنوں میں جنون اور بے ہوشی رہی تو کیا حکم ہے ؟
جواب :- نیّت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوا تو اعتکاف نہ ہوا کیونکہ روزہ اس اعتکاف کے لیے شرط ہے لہذا بعد صحت دونوں کی قضا کرے ۔ (دُرِ مختار ۔ شامی صـ۱۸۶)
سوال :- نذر کے اعتکاف کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق بھی رکھ سکتا ہے ؟
جواب :- لگاتار اعتکاف کے ساتھ رکھے گا بشرطیکہ تصریح نہ کر دی ہو عدمِ تتابع کی ورنہ پھر متفرق بھی رکھ سکتا ہے ۔ (مراقی الفلاح صـ۳۷۵)
سوال :- اگر کسی نے مطلق یعنی غیر معین ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اب بھی اعتکاف کے روزے متتابع یعنی مسلسل رکھنے ہوں گے ؟
جواب :- جی ہاں مسلسل رکھنے ہوں گے مطلق میں تتابع کی شرط لگائی ہو یا نہیں بہر صورت تتابع اعتکاف کے ساتھ لازم ہے بیچ میں اگر ناغہ ہو گیا تو از سرِ نو شروع کرنے ہوں گے (بحر الرائق صـ۳۲۶)
سوال :- اگر عورت نے ایک ماہ کے منذور اعتکاف کے روزے رکھنے شروع کیے تھے کہ حیض و نفاس آ گیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب :- ان دنوں کی قضار کرے اور مہینہ سے فارغ ہوتے ہی متصل ہی پھر شروع کردے ورنہ از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا اور جن دنوں میں ناغہ ہُوا ہے اُس دن کے اعتکاف اور روزہ دونوں کی قضا کرے ۔ (بحرالرائق صفحہ ۳۲۴)

سوال :- اگر معین مہینہ یعنی مثل ماہ رجب کے اعتکاف کی نذر کی تو بیچ میں ناغہ ہونے سے کیا از سرِ نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا ؟

جواب :- نہیں جتنا ناغہ ہوا اُسی کی قضا کرے ۔ (بحرالرائق صفحہ ۳۲۶)

سوال :- اس کی نیت کس طرح کرے ؟

جواب :- زبان سے کہے نیت کی میں نے اعتکاف نذر کی اللہ کے واسطے ۔

سوال :- یہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ؟

جواب :- بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے سے اور جماع سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے نیز روزہ ٹوٹ جانے سے بھی اعتکاف نذر ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روزہ شرط ہے ۔

سوال :- کیا نذر کے اعتکاف کے لیے زبان سے بولنا بھی شرط ہے ؟

جواب :- جی ہاں زبان سے بولنا شرط ہے ۔ (درمختار صفحہ ۱۸۶ ۔ فتاویٰ بزازیہ)

باب سوم
نفل روزوں کے بیان میں

سوال :- نفل کے روزہ سے کیا مراد ہے اور اس میں کیا اجر وثواب ہے؟

جواب :- فرض اور واجب کے علاوہ جتنے بھی روزہ ہیں وہ سب نفل کہلاتے ہیں ان میں دنوں اور مہینوں کے روزے علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں گے ان کے علاوہ وہ اعمال بھی مستند کتابوں سے درج کیے جاتے ہیں جو روزوں کے ساتھ مشروط ہیں بہر حال نفل روزوں میں بعض روزے مسنون ہیں بعض مستحب اور بعض مکروہ غرضکہ اس باب میں سب کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا جائے گا۔ مکروہ روزوں سے اجتناب کیا جائے باقی نوافل کو رغبت اور شوق کے ساتھ اختیار کیا جائے کہ ایک روزہ گناہوں سے کمال درجہ بُعد اور دُوری کی اہلیت پیدا کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے اللہ کی رضاء کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا کہ کوا جب سے کہ بچہ تھا اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔ غور کرو کس قدر مسافت بعیدہ طے کی ہو گی۔ اس میں اشارہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والی جہنمی خواہشوں اور گناہوں سے بُعد اور دُوری اس کو حد درجہ حاصل ہو جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے نفل روزہ رکھنے والے کو زمین بھر سونا بھی دیا جائے تو اس کو اس کا پورا اجر نہیں ملا اس کا ثواب تو قیامت ہی میں ملے گا۔

اس سے پہلے بیان فرائض کا ہوا تو اب ضروری ہوا کہ نوافل کا بھی بیان ہو تا کہ قرب فرائض کے بعد انسان نوافل کے ذریعہ بھی خدا کا قرب حاصل کرے

حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ نوافل پر ہمیشگی کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میں اس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں بجائے ان کے اس کی حاجت روائی خود خدا کرتا ہے اعضا نور الٰہی میں نیست اور فنا ہو جاتے ہیں تمام وسائل و اسباب نظر سے اُٹھ جاتے ہیں مولیٰ سے اتنا قرب حاصل ہو گیا کہ واسطہ گوش و چشم بھی درمیان میں نہیں رہا ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم
گوش را حدیث تو شنیدن نہ دہم!

پس نفل روزہ رکھ کر اس مقام قرب کو بھی حاصل کرنا چاہیئے۔

سوال:۔ کیا نفل روزے وظائف اور اعمال میں بھی کام آتے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں روزہ سے عمل کی تاثیر قوی ہو جاتی ہے قلمی بیاض حرز الامان میں ہے کہ دمے باید کہ در روز عمل روزہ دار بود کہ روزہ دار اجابت دعوات وحصول مرادات مدخل تمام است و در اخبار وارد شدہ است کہ دعائے روزہ دار مردود نمی شود۔) اگر اس کے ساتھ مناسب آیات و اذکار و اسمار الٰہی سے بھی توسل پکڑے اور وجود لفظی کے ساتھ رقمی و عددی وجود کو بھی شامل کرے اور پہلے کچھ صدقہ بھی دیدے تو عمل نہایت درجہ قوی اور سریع الاثر ہو جاتا ہے۔ جمع ہمت اور پوری توجہ کے ساتھ عمل کرے انشاء اللہ تعالےٰ مراد حاصل ہو گی۔ احقر انشاء اللہ موقعہ بموقعہ اعمال بھی درج کرتا رہے گا۔ اب احقر روزوں کا بیان شروع کرتا ہے۔

ہر ماہ کے تین روزے

سوال:۔ کیا ہر ماہ میں تین روزے رکھنا مستحب ہے؟

جواب:۔ جی ہاں مستحب ہے۔ (نور الایضاح)

سوال:۔ ان کے بارہ میں کوئی حدیث ہے اور ان کا کیا ثواب ہے؟

جواب :- جی ہاں ان کے بارہ میں حدیث ہے اور ان کا ثواب عمر بھر کے روزوں کا ثواب ہے بخاری شریف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ ۝	مہینہ میں تین روزہ رکھو شک نہیں کہ ایک نیکی دس کی برابر ہے تو وہ مثل صیام الدھر کے ہو گئے۔

ہر نیکی دس گنا ہونے کی وجہ میں تین دن کے روزے تیس دن یعنی پورے ایک ماہ کے روزے کے برابر ہو گئے اگر اسی طرح ہر مہینہ رکھتا چلا گیا تو گویا تمام عمر روزہ ہی میں رہا۔

سوال :- ان تین روزوں کو کن تاریخوں اور کن دنوں میں رکھے ؟

جواب :- ان کا رکھنا بارہ طریقہ سے ثابت ہے۔ جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہے رکھے سب مسنون ہیں۔

(۱) اول غیر معین کہ سارے ماہ میں جب چاہے رکھ لے۔

(۲) شروع مہینہ میں پہلی تاریخ سے تیسری تک۔

(۳) وسط ماہ میں یعنی تیرہویں۔ چودھویں۔ پندرہویں تاریخ میں۔

(۴) تین روزے اخیر مہینہ میں۔

(۵) ہفتہ۔ اتوار۔ پیر کا روزہ کسی بار پہلے مہینہ میں۔

(۶) منگل۔ بدھ۔ جمعرات کا روزہ کسی بار دوسرے مہینہ میں۔

(۷) اول ان کی یعنی ابتداء دوشنبہ سے ہو یعنی پیر۔ منگل۔ بدھ کا روزہ

(۸) اول ان کا پنجشنبہ ہو یعنی جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کا روزہ ہو۔

(۹) نوچندی پیر اور دو جمعراتیں۔

(۱۰) نوچندی جمعرات اور دو پیریں۔

(۱۱) پیر۔ جمعرات اور پھر پیر اسی ماہ کے دوسرے ہفتہ کی۔

(۱۲) ہر عشرہ میں ایک روزہ۔

ایّام بیض کے روزے

سوال :- ایّامِ بیض کے روزہ کیسے ہیں ؟

جواب :- مستحب در مستحب ہیں اوّل تو ہر ماہ میں تین روزہ رکھنا مستحب ہے اور پھر اُن کا ایام بیض میں ہونا مندوب در مندوب جس نے مہینہ میں تین روزہ رکھے ایک مستحب ادا کیا اور جس نے ان کو ایامِ بیض میں رکھا دو۲ مستحب ادا کیے۔

(نور الایضاح ۔ مراقی الفلاح صفحہ ۳۵)

سوال :- ایّامِ بیض سے کون سی تاریخیں مراد ہیں ؟

جواب :- مواہب لدنیہ میں ہے ہر مہینہ کی تیرہ ۔ چودہ ۔ پندرہ تاریخوں کے دِن اس سے مراد ہیں ۔ ان کو بیض اس لیے کہتے ہیں کہ بیض کے معنے ہیں سفید اور روشن کے، یہ ابیض کی جمع ہے چونکہ ان دنوں کی راتیں اوّل سے آخر تک چاندنی سے سفید اور روشن رہتی ہیں مطلب یہ ہُوا کہ یہ وہ ایّام ہیں جن کے رات دِن سفید اور روشن ہیں، دِن سُورج سے روشن ہے اور رات قمر سے ۔ یا اس لیے بیض کہتے ہیں کہ ان دنوں کے روزے گناہوں کو دُور کرتے ہیں اور دلوں کو روشن کرتے ہیں یا اس لیے بیض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے اُترے تو اُن کا تمام بدن سیاہ ہوگیا تھا جب توبہ قبول ہوئی تو حکم ہوا کہ ان تین دنوں میں تین روزہ رکھو جب تیرہویں کو روزہ رکھا تو اُن کا تہائی بدن سفید اور روشن ہوگیا جب چودھویں کو روزہ رکھا تو دو تہائی اور پندرھویں کو روزہ رکھا تو تمام بدن سفید اور روشن ہوگیا مراقی الفلاح میں حدیث ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان دنوں کے روزوں کا حکم دیتے تھے اور فرمایا کہ یہ مثل صیام الدھر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفر اور حضر میں کبھی نہیں چھوڑا ۔ نسائی شریف میں ہے ۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِىْ حَضَرٍ	سفر اور حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ بیض کے روزے ہمیشہ رکھتے

وَلَا سَفَرٍ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ نسائی) تھے۔

ایامِ بیض کے روزے تنویرِ قلب کے لیے اکسیر ہیں اور پھر عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں گویا تمام عمر کے روزوں کی تنویر تنہا ان روزوں میں ہے۔ پھر سُنّت اور عمل مُصطفےٰ کا نور مزید براں مواہب میں ہے کہ اکثر کسوف ان ہی تاریخوں میں ہوتا ہے پس اللہ سے دُعا ہے کہ ہمارا قلب گرہن میں نہ آئے ہمیشہ نورِ ایمان سے منوّر رہے۔

سوال:۔ کیا ذی الحجہ کے مہینہ میں بھی ایام بیض کے یہ تینوں روزہ رکھ سکتا ہے؟

جواب:۔ ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ اس لیے تیرہ تاریخ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا لہٰذا ابتدا تیرہ سے نہ کرے نحر اور تشریق کے دنوں کو چھوڑ کر جب چاہے تین روزے رکھ لے۔

روزہ اور برص وجذام کیلیے عملِ مُجرّب

سوال:۔ کوئی عمل بھی اگر ایام بیض میں کرنے کا ہو تو وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

جواب:۔ ان دنوں میں ایک عمل جذام اور برص کے لیے کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تین دن روزے رکھے وقتِ افطار ستاون بار یَا مَجِیدُ پڑھ کر دُعا کرے یا اللہ جس طرح آپ نے ان روزوں کی برکت سے جسمِ آدم کو صاف کیا میرے جسم کو بھی پاک صاف کر دیجیے۔ پانی پر دم کر کے اس سے افطار کرے اِنشاء اللہ صحت ہو گی۔

صیام الدّہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا

سوال:۔ ہمیشہ یعنی عمر بھر روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ دُرِ مختار میں ہے کہ مکروہ ہے ایسے روزے رکھنے والوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ) کہ اس نے نہ روزہ ہی رکھا نہ افطار کیا کیونکہ برابر رکھتے ہوئے ایک عادت ہو جائے گی تو روزہ ایک رسمی اور عادتی چیز بن جائے گی تکلیف اور مشقت محسوس نہ ہو گی حالانکہ عبادت کی بنار مخالفت عادت پر ہے جو ایک ریاضت ہے اور وہ تکلیف ہے

جس کے ساتھ مزید ثواب متعلق ہے۔ (لَاأَفْطَرَ) نہ افطار کیا جو کھاتا پیتا تو راحت و آرام حاصل کرتا بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد سے انکار لطیف ضرور محسوس ہوتا ہے ابن الہمام نے لکھا ہے کہ صوم الدھر مکروہ ہے اس کی علت بیان کی کہ یہ روزے ضعیف کر دیتے ہیں اور طبعی اور عادتی چیز بن کر رہ جاتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ مکروہ ہیں جبکہ عیدین اور ایامِ تشریق کے روزے بھی نہ چھوڑے اگر ان ممنوع روزوں کو نہیں رکھتا تو پھر صیام الدھر میں کوئی مضائقہ نہیں یہ ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر ایام منہیہ میں افطار کرتا ہے تو پھر باقی تمام دنوں میں روزہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر ایامِ ممنوعہ کے ساتھ ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو پھر حقیقت میں لَاصَامَ وَلَاأَفْطَرَ کا مصداق ہوا ممانعت کی وجہ سے نہ روزہ ہی ہوا نہ افطار ہی رہا۔ اگر ان ایامِ ممنوعہ کو منہا کر کے روزہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی انکار وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ابو طلحہؓ انصاری اور حضرت حمزہؓ بن عمر اسلمی ہمیشہ روزے رکھتے تھے ایامِ ممنوعہ کے علاوہ تو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں فرمایا نیز مرقات میں بیہقی سے یہ حدیث منقول ہے (مَنْ صَامَ الدَّهْرَ ضُيِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ) جو صائم الدھر ہوا اُس پر دوزخ کو تنگ کر دیا جائے گا یہ دوزخ میں داخل نہ ہو سکے گا اور اس میں کوئی بھی جگہ اور گنجائش اس کے لیے باقی نہیں رہے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث حکمی صیام الدھر کی فضیلت میں ہے نہ کہ حقیقی صیام الدھر کے بارہ میں جیسا کہ ہر ماہ کے تین روزے وغیرہ صیام الدھر کے حکم میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے رمضان اور اس کے متصل یعنی شش عید اور شعبان اور ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھا تو یہ بھی صیام الدھر کے حکم میں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی ہمیشہ رکھتا ہے تو بھی اس پر انکار نہیں بشرطیکہ ایامِ ممنوعہ یعنی عید، بقر عید اور ایامِ تشریق میں نہ رکھے یا ایسا ضعف لاحق ہو جائے کہ جو حقوق کی ادائیگی سے مانع ہو تو پھر بیشک مکروہ ہے۔

وصال کے روزے

سوال :- وصال کا روزہ کسے کہتے ہیں ؟
جواب :- ملے کے روزے کو کہتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ رات میں روزہ افطار نہ کرے دُو روزے یا زیادہ اس طرح رکھے کہ درمیان میں شب کو افطار نہ ہو روزہ کو روزہ سے ملا دے اور پے در پے روزہ رکھتا چلا جائے۔
سوال :- وصال کے روزہ کے بارہ میں کیا حکم ہے ؟
جواب :- نور الایضاح میں ہے کہ مکروہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس کی کراہت تنزیہی اور تحریمی میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے صومِ وصال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے جب آپ نے منع کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) آپ بھی تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا (اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ) (مشکوٰۃ)
تُم میں کون ہے میری مثل میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا ربّ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اس کھلانے اور پلانے سے کیا مُراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں مختار یہ ہے کہ اس سے مراد غذاء روحانی ہے قربِ حق تعالیٰ میں لذتِ مناجات معارف اور فیضانِ الٰہی اس قدر قلبِ اقدس پر وارد ہوتا تھا کہ غذائے جسمانی اور اس کے لوازمات سے دونوں مستغنی رہتے اور کچھ اس استغنا کا نمونہ تو مجازی محبت میں بھی حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ محبت حقیقی اور حضوری میں لذتِ معنوی جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو حاصل تھی اس میں عالم کے اندر کوئی حضور کا شریک وسہیم نہیں۔ مگر اُمت کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرما دیا لہٰذا ہم کو وصال کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اہلِ سلوک کو ریاضتِ نفس پر اگر حرص و رغبت زیادہ ہے تو ایک

چلو پانی سے ضرور افطار کرلے تاکہ وصال کی حقیقت سے نکل جائے اور فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہو۔

صومِ داود

سوال :- صومِ داود کسے کہتے ہیں؟

جواب :- ایک دن روزہ رکھنا ایک دن چھوڑنا یعنی بیچ میں ایک دن ناغہ کرکے روزے رکھتے ہوئے چلے جانا اس کو صومِ داود کہتے ہیں۔

سوال :- اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- یہ افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ روزہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

اَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ وَ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلَاۃُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَہٗ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَکَانَ یُفْطِرُ یَوْمًا وَیَصُوْمُ یَوْمًا۔ (مراقی الفلاح بحوالہ ابوداؤد)

اللہ کے محبوب ترین روزے صیام داود ہیں اور محبوب ترین نماز داؤدی ہے وہ نصف رات سوتے اور تہائی شب میں اُٹھتے اور پھر چھٹے حصے میں سوجاتے اور ایکدن افطار کرتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے۔

نمازِ تہجد کے بعد سونے میں نمازِ فجر کے لیے مزید طاقت اور نشاط اور قوت حاصل کرنا ہے اور بیچ میں روزہ ناغہ کرکے دوسرے روزہ کے لیے قوی ہونا ہے۔

صومِ فی سبیل اللہ

سوال :- صوم فی سبیل اللہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :- جہاد میں یا طلب علم یا حج عمرہ کے راستے میں یا اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نفل روزہ رکھنے کو صوم فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ (مرقات)

سوال :- اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ یہ روزہ مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے برابر ایک خندق حائل کردی گویا اللہ تعالیٰ نے اتنی مسافت پر دوزخ کو اس سے دور کردیا۔ (مشکوٰۃ)

صومِ ختم القرآن

سوال :۔ صوم ختم القرآن کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ جس دن ختم قرآن ہو اس دن کے روزہ کو صوم ختم القرآن کہتے ہیں۔

سوال :۔ یہ روزہ کیسا ہے؟

جواب :۔ مستحب ہے طلحہ بن مصرف، مسیب بن رافع اور حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر تابعین ختم قرآن کے دن روزہ رکھتے تھے۔ (وَ يَسْتَحِبُّ صِيَامُ يَوْمِ الْخَتْمِ) (اذکار نووی صلا ۴۹)

سوال :۔ قرآن کتنے دن میں ختم کرے؟

جواب :۔ اس میں مختلف عادتیں ہیں بہتر یہ ہے کہ بخاری شریف کی اس حدیث پر عمل کرے کہ :

صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّ اقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ۔ ہر ماہ کے تین روزے رکھ اور ایک ماہ میں ختم قرآن کر۔

قرآن میں تیس پارے ہیں ہر دن ایک پارہ پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہو گا کہ اکثر تاریخ معلوم کرنے کے لیے کسی سے پوچھنے یا کیلنڈر دیکھنے کی حاجت نہیں ہوگی پہلی تاریخ کو پہلا پارہ دوسری کو دوسرا تیسری کو تیسرا پارہ شروع ہو گا تو یہ شخص اپنی تلاوت کے پارہ سے معلوم کرلے گا کہ آج کون سی تاریخ ہے مثلاً آج تیسرا پارہ اس کا شروع ہے تو آج بلا تکلف بتلا دیگا کہ تیسری تاریخ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور اگر زیادہ ہمت ہے تو ہر ہفتہ میں ایک ختم قرآن کرے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا وَاقْرَءْ فِی کُلِّ سَبْعِ لَیَالٍ مَرَّۃً وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ متفق علیہ

صیامِ اربعین یعنی چلہ کے روزے

سوال :- صیامِ اربعین کِسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے ؟
جواب :- چالیس دِن کے روزے کو کہتے ہیں خلاصہ اور خزانۃ المفتیین میں ہے کہ یہ مکروہ ہے فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جہال جو چلہ میں روزہ رکھتے ہیں مکروہ ہے یہ صوم نصاریٰ سے ہے مگر چالیس دن کے روزوں کا ثبوت قرآنِ پاک سے ہے۔ احقر محمد محمود عرض کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جب کتاب توریت دینے کا وعدہ فرمایا تو ان سے اللہ تعالیٰ نے ایک چلہ روزوں کا پورا کرایا نیز حدیث شریف میں ہے مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ اِنشاءاللہ چلہ کرنے والوں کے قلب سے حکمتِ الٰہیہ کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور بہت سے اولیاءِ کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔

عملِ اربعین

سوال :- اگر چلہ میں کوئی عمل اور وظیفہ پڑھنے کا ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں ؟
جواب :- ایک عمل کیا بہت سے اُمور کے لیے چلہ ہوتا ہے چند اعمال درجِ ذیل ہیں۔

برائے تحصیل علوم و معارف صدریہ و مخفیہ

مجرب عمل برائے تحصیل علوم و معارف

پاک لباس اور طہارتِ کاملہ کے ساتھ چالیس دن روزے رکھے، روزے کی ابتدا جمعہ کے دِن سے ہو اور ہر روزہ کا افطار رزقِ حلال پر ہو سوتے وقت سات مرتبہ سورہ والشمس سات مرتبہ سورہ والضحیٰ سات مرتبہ الم نشرح

سات مرتبہ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ (تا) بِغَیْرِ حِسَابٍ o (پ۳ ع۱۱) پڑھ کر یوں دُعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ وَتَسْخِیْرِکَ لِکُلِّ شَیْءٍ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا وِتْرُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَنْ تُیَسِّرَ لِیَ الْعِلْمَ الَّذِیْ سُرِّیَ عَنْ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَاَکْرَمْتَ بِہٖ کَثِیْرًا مِّنْ عِبَادِکَ وَتُغْنِیْنِیْ بِہٖ عَمَّنْ سِوَاکَ فَاِنَّکَ مَالِکُ الْمُلْکِ وَبِلَادِکَ بِیَدِکَ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o

اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تیری قدرتِ کاملہ اور تیری بادشاہت اور ہر چیز کے تیرے مطیع و فرمانبردار ہونے کے سبب، اے ذاتِ واحد اور بے نیاز اور یکتا، اے زندہ اور قائم رکھنے والے! میں سوال کرتا ہوں آپ سے کہ آپ درود بھیجیں ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر۔ اور اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر آسان کر دیں اس غیبی علم کو جس کو بہت سے اولیاء پر آپ نے منکشف کیا ہے اور اس علم سے آپ نے بہت سے بندوں کو مکرم کیا ہے۔ اور میں سوال کرتا ہوں اس بات کا کہ مجھے آپ ماسوا سے غنی اور بے نیاز کر دیں آپ ملک اور اس کے شہروں کے مالک ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو کوئی عالم یا مرشد یا ولی یا عامل وغیرہ غیب سے ایسا عطا فرمائے گا جس سے مخفی علوم اور اسرار حاصل ہوں گے۔

مجرب عمل برائے نزول انوار و تجلیات الٰہیہ و انکشاف عالمِ غیب

چالیس دن روزہ رکھے اور اسم اللہ کا ورد اس چلہ میں اس طرح کرے کہ خالی اور تنہا مکان میں بیٹھ کر حواس ظاہری کو بند کرے تاکہ فیض باطن مفتوح ہو زبان کو تالو سے لگائے پھر اللہ

اللہ کی تکرار دل سے کرے تمام چلہ کے اندر مصروفیت اسی میں رہے یہاں تک کہ نورِ ذکر تمام باطن کو روشن اور منور کر دے اور تمام اعضاء میں اس کا نور پھیل جائے پھر آنکھوں میں وہ روشنی پیدا ہو گی کہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے عالمِ مثال کے عجائب و غرائب بیداری میں مشاہدہ کرے گا ارواح انبیاء اولیاء اور ملائکہ اس پر ظاہر ہوں گے مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس پر آشکارہ ہو گا بعض اکابر سے منقول ہے انہوں نے ایک طالب صادق کو دیکھ کر فرمایا کہ تجھ کو کوئی ایسی چیز سکھلا دوں جو تیرے لیے غایت درجہ مفید اور تجھ کو اس درجہ پر پہونچا دے کہ اُس سے اُوپر کوئی درجہ متصور نہ ہو عرض کیا فرمایئے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ اللہ اللہ کہتے رہو اور ایک سانس میں تین بار سے کم نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ اظہار ہمزہ کے ساتھ اللہ کہو سات دن تک اس طرح اس کی تکرار کرو کہ اس کے سوا کوئی کلمہ ضرورت بلاضرورت زبان پر نہ لاؤ روزہ حلال شے پر افطار کرو رات میں جس قدر ہو سکے بیدار رہو ایک ہفتہ کے بعد عجائب زمین اس پر ظاہر ہوں گے اسی طرح سات دن مشغول رہو تو آسمان کے عجائب ظاہر ہوں گے پھر اس سات دن کے عمل کے بعد عجائب ملکوت منکشف ہوں گے چالیس دن اگر اس طرح تمام کر لیے تو مقامات رفیعہ اور کرامات عالیہ کا مالک ہو گا اور عالم میں تصرف کرنے کی قوت اس کو حاصل ہو گی بعض اکابر نے کہا ہے کہ جو کوئی اس اسم کو ہر روز ہزار بار پڑھے گا صاحب یقین اور ارباب تمکین میں سے ہو گا ایک جماعت حرف ندا کے ساتھ یا اللہ پڑھتی ہے دوسری جماعت صرف اسم اللہ کو بغیر حرف ندا کے اس کے ۶۶ عدد کے مطابق پڑھتی ہے۔ بعض چلہ میں مراقبہ کرتے ہیں درود اور استغفار پڑھتے ہیں۔ بعض اسماء الٰہی کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن سے تعلق اور تخلق پیدا کرتے ہیں۔ حضرت کبیر الاولیاء نے چلہ کو شغل نفی خواطر میں صرف کیا چالیس رات تک کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہیں ہوا۔

چپ روزہ

سوال :- چپ روزہ کسے کہتے ہیں ؟
جواب :- روزہ رکھے اور کسی سے باتیں نہ کرے روزہ میں عدمِ کلام کو اپنے اوپر لازم کرے۔
سوال :- اس کا کیا حکم ہے ؟
جواب :- ایسا روزہ رکھنا مکروہ ہے یہ صوم اہلِ کتاب کا تھا منسوخ ہوگیا۔
(نورالایضاح مراقی الفلاح)

سوال :- روزہ میں بات کرنا کیسا ہے ؟
جواب :- اچھی بات کرنے سے روزہ منع نہیں کرتا اور بُری باتوں سے ہر وقت روکا جاتا ہے۔
سوال :- کیا روزہ میں مراقبہ کرنا اور سکوت میں رہنا جائز نہیں ؟
جواب :- جائز ہے اس سکوت سے منع کیا گیا ہے جس کو روزہ کا رکن سمجھ کر اختیار کیا جائے کہ اِمساک عَنِ الکلام بھی رُکن ہے مثل امساک ثلثہ کے اگر اس طرح کا اعتقاد نہیں کیا جاتا ہے تو منع نہیں بلکہ معارف حقائق الٰہیہ اور کونیہ یا مراقبہ اور ذکر قلبی و خفی میں مشغول ہونے کی وجہ سے سکوت ہے تو یہ بڑے پایہ کا سکوت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً (مشکوٰۃ ص۴۱۶)
سکوت اور خاموشی کے ساتھ آدمی کا مقام ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

اگر تعلیم خیر کے لیے بولتا ہے تو روزہ منع نہیں کرتا یہ سکوت سے بھی بہتر ہے قرآنِ کریم میں ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (پ۱۵ ع۶)
میرے بندوں سے فرما دیجیے کہ وہ اچھی سے اچھی باتیں کریں۔

اگر گویائی کی کسی میں قوت نہیں عادتاً خاموش رہتا ہے تو یہ بھی مکروہ نہیں۔

صوم مریم یعنی مریم روزہ

سوال:۔ مریم روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ پندرہ رجب کے روزہ کا نام عورتوں نے رکھ چھوڑا ہے۔

سوال:۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ میں تحریر فرمایا کہ کتب احادیث میں نفیاً اثباتاً اس کا کوئی ذکر نہیں ابتداء اسلام میں جاری تھا تو اب منسوخ ہو گیا۔

گرمی کے روزے

سوال:۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ مستحب ہے دِن کے طول اور گرمی کی وجہ سے ثواب زیادہ ہے (لطائف المعارف۔ حیات الصائمین)

صَومُ النَّیروزِ وَالمِہرجَان

سوال:۔ مذکورہ بالا روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ نئے دن کے روزہ کو کہتے ہیں کہ جس دن آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرجان وہ دِن ہے کہ جس میں سورج برج میزان میں آتا ہے یہ دونوں فارسی یعنی ایرانیوں کے عید کے دِن تھے۔ (مراقی الفلاح)

سوال:۔ ان میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ مکروہ ہے ہاں اس کی شکل بدل دے یعنی اس کے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لے یا اتفاقیہ معتاد روزہ اس دن آپڑے تو مکروہ نہیں۔ (طحطاوی ص ۳۵۱)

اسی طرح اور بھی آگے روزے آئیں گے کہ تنہا مکروہ ہیں مگر ان کے ایک دِن پہلے یا بعد روزہ رکھ کر شکل تبدیل کر دی جائے تو کراہت جاتی رہتی ہے۔

حرام روزے

سوال:۔ حرام روزے کتنے ہیں؟

جواب:۔ کل پانچ ہیں وہ یہ ہیں۔ عید الفطر کے دِن کا روزہ۔ بقر عید کے دِن کا روزہ۔ ایامِ تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ کے دنوں کا روزہ۔

سوال:۔ ان ایام میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ان میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جو قریب بحرام ہے بلکہ صاحبِ برہان نے تو اِن ایام میں روزہ رکھنے کو صراحت کے ساتھ حرام فرمایا یہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر کرنے اور کھانے پینے کے لیے رکھے گئے ہیں جو کوئی ان ایام میں روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ کی دعوت سے رُوگردانی کرے گا اور اس کے حکم کی مخالفت ہوگی جو حرام ہے۔ (مراقی الفلاح ص۳۵۱)

سوال:۔ کیا ان ایام میں فقط نفل روزہ رکھنا ہی منع ہے یا واجب روزہ رکھنا بھی منع ہے؟

جواب:۔ سب روزے ان ایام میں منع ہیں۔ (شامی)

مکروہ روزے

سوال:۔ کیا مکروہ روزے بھی ہیں تو ان کو بھی بیان فرمایئے تاکہ مزید معلومات حاصل کر کے اُن سے احتراز کیا جائے؟

جواب:۔ جی ہاں ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ہفتہ۔ اتوار۔ عاشورہ کا تنہا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (دُرِ مختار شامی ص۱۱۴)

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی شکل بدل دے وہ اس طرح کہ اس کے ایک دِن پہلے یا بعد

کا روزہ اس کے ساتھ ملا دے تو کراہت جاتی رہتی ہے۔ ان روزوں کا بیان ابھی مہینوں اور دنوں کے روزوں کے بیان میں آتا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ نور الایضاح میں جمعہ کے تنہا روزہ کو بھی مکروہ لکھا ہے مگر فتاویٰ قاضی خان نے لکھا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں اس کا مفصل ذکر جمعہ کے بیان میں آئے گا۔

(۲) عورت کا نفل یا واجب روزہ رکھنا بغیر اجازت شوہر کے مکروہ تنزیہی ہے (فتاویٰ عالمگیری)

اس کا علاج یہ ہے کہ عورت شوہر سے اجازت لے کر روزہ رکھے یا شوہر بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا بحالتِ احرام ہو تو اب روزہ رکھ سکتی ہے اس میں اجازت کی ضرورت نہیں اگرچہ منع کرے بہرحال اس روزہ کی کراہت دور کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں یا ان ایّام مذکورہ میں روزہ رکھے یا شوہر سے اجازت لے کر رکھے ورنہ عورت کا روزہ مکروہ ہوگا مگر رمضان میں اجازت کی ضرورت نہیں اور نہ قضائے رمضان میں اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا وجوب منجانب اللہ ہے ہاں نفل اور واجب روزہ کہ جس کا وجوب عورت کی جانب سے ہو اس میں اجازت کی ضرورت ہے مثل صوم نذر اور صوم یمین۔ یہ بغیر اجازت شوہر مکروہ ہیں (حیات الصائمین)

(۳) مسافر کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جبکہ سفر میں روزہ رکھنے سے بے حال ہو جائے کیونکہ اس میں اہلاکِ نفس ہے ورنہ افضل ہے اگرچہ رمضان کے سفر میں اس کو رخصت حاصل ہے۔

(۴) مزدور کا نفل روزہ بھی مکروہ ہے بغیر اُس مالک کی اجازت کے کہ جس کے یہاں اُجرت پر کام کرتا ہے بشرطیکہ اُس کے کام میں حرج ہو ورنہ مکروہ نہیں (عالمگیری ص ۲۰۱)

اس کا علاج یہ ہے کہ یا تو اُس کے کام میں حرج واقع نہ ہونے دے تو اجازت ضرورت نہیں اور اگر حرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے تو اجازت کے ساتھ

روزہ رکھے اور اگر روزہ رکھا کام میں حرج ہوا اور اجازت بھی نہ لی تو روزہ مکروہ ہوگا۔

(۵) شک کے دن کا روزہ بھی مکروہ ہے خواہ رمضان کی نیت سے رکھے یا کسی قضا اور واجب کی نیت سے یا اس تردد کے ساتھ نہ رکھے کہ اگر رمضان ہوگیا تو رمضان ہے ورنہ نفل ہے یا قضا ہے یا کوئی اور واجب ہے ان سب صورتوں میں روزہ مکروہ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر مضبوطی قلب کے ساتھ نیّت کرنے پر قادر ہے تو فقط نفل ہی کی نیّت سے روزہ رکھے تو کراہت نہیں۔ اور اگر تردد اور خلجان سے نیّت کے وقت نجات نہیں ملتی تو روزہ نہ رکھے۔

(۶) حاجی کو میدانِ عرفات میں عرفہ کے دِن یا یومِ ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص۱۸۵)

مہینوں کے روزے

سوال :۔ مناسب ہوگا کہ مہینوں میں سے ہر ماہ کے روزوں کا بیان علیحدہ علیحدہ تحریر فرمائیں اور اس امر پر بھی روشنی ڈالیں کہ کیا مہینوں اور دنوں اور اوقاتِ فاضلہ میں کچھ اللہ تعالیٰ نے خواص رکھے ہیں۔

جواب :۔ بیشک ان میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے خواص رکھے ہیں مکان اور زمان میں عجب عجب خواص ہوتے ہیں جو ناقابلِ انکار ہیں جن مہینوں اور دِنوں اور اوقات اور مقامات پر جو دُعائیں اذکار اور وظائف طاعات اور عبادات معین ہیں ان کو اُن معین اوقات اور مقامات پر بجالانے میں جو منافع اور فوائد ہیں وہ غیر میں نہیں یہی حال روزوں کا ہے لہٰذا دِن اور مہینہ کے روزے جو شریعت سے ثابت ہیں ان کو اُن ہی اوقاتِ خاصہ میں ادا کرنے سے عجیب منافع حاصل ہوں گے اس لیے احقر ہر مہینہ ہر دن کے علیحدہ علیحدہ روزے لکھتا ہے۔ اور جو خاص خاص اعمال ان میں بزرگوں سے وارد

ہوئے ہیں وہ بھی ہر ماہ و دن کے تحت کہیں کہیں درج کر دیئے ہیں اگر روزوں کے ساتھ ان اعمال کو کیا جائے گا تو حصولِ مرادات کے لیے انشاء اللہ اکسیر ثابت ہوں گے۔

محرّم

سوال:۔ محرّم اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب:۔ پہلا مہینہ ہے۔

سوال:۔ محرّم کے روزے کیسے ہیں؟

جواب:۔ بڑی فضیلت کے روزے ہیں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ شَھْرُ اللّٰہِ الَّذِیْ تَدْعُوْنَہٗ الْمُحَرَّمَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ قِیَامُ اللَّیْلِ۔ (مسلم)

رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے اس مہینہ کے ہیں کہ جس کو تم محرّم کہکر پکارتے ہو اور سب سے زیادہ فضیلت والی نماز فرضوں کے بعد قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز ہے

اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوتے۔

(۱) محرّم کا نام شہر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔

(۲) یہ تعظیمی اضافت اللہ کی طرف اس ماہ کی عظمت وفضیلت کے بیان کے لیے کافی ہے نسبت خصوصی کے اظہار نے یہ بتلایا کہ یہ ماہ خاص تجلیاتِ الٰہی کا مظہر ہے۔ روزہ کو بھی اللہ کی طرف اضافت ہے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ تو اللہ تعالےٰ سے مزید قرب کی نسبت کو اضافت پیدا کرنے کے لیے اس ماہ کا روزہ اکسیر ہے اہلِ نسبت کو مزید نسبت حاصل کرنے کے لیے اس ماہ کے روزوں سے غافل نہیں ہونا چاہیئے روزوں سے ترقی کے لیے یہ افضل مہینہ ہے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ صُمْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَ

اتنوک) تین بار آپ نے فرمایا کہ سب کو چھوڑ اور محرم کا روزہ اختیار کر۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نفل روزہ کے لیے محرم کا مہینہ تمام مہینوں میں افضل ہے پھر بقیہ ماہِ حرام یعنی رجب ذی القعدہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔

سوال :۔ آپ لکھتے ہیں کہ محرم کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں بکثرت نفل روزے رکھا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ شعبان کا مہینہ افضل ہے۔ حضرت اسامہ بن زید ماہ حرام میں روزے رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ شوال میں رکھا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل روزوں کے لیے شوال افضل ہے۔ شش عید کے روزے بھی شوال میں ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کے برابر ہے تو یہ روزے افضل ہوئے یا محرم کے براہِ کرم تحقیقی جواب اس کا بیان فرمایئے؟

جواب :۔ بھائی وہ بھی افضل ہیں اور یہ بھی۔ نفل کی دو قسمیں ہیں ایک متصل بفرض دوسرا منفصل یعنی ایک وہ نوافل ہیں جو فرض سے ملے ہوتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو فرض سے منفصل اور جدا ہیں چونکہ فرائض کا مرتبہ نوافل سے بہت اعلیٰ ہے لہٰذا جو فرائض سے متصل نوافل ہیں قرب فرائض کی جہت سے ان کو بھی دیگر نوافل پر فضیلت حاصل ہے وہ فرائض کے لواحق ہونے کے لحاظ سے گویا فرائض ہی میں شامل ہیں۔ اس قرب و اتصال کی جہت سے جو روزے افضل ہیں وہ شعبان اور شوال کے روزے ہیں کیونکہ یہ بھی رمضان سے نزدیک و متصل ہیں دوسری حدیث میں اسی قرب و اتصال کی جہت فضیلت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ) روزہ رکھ رمضان اور اس کے متصل مہینہ کا اس کے بعد جو نوافل فرائض سے جدا اور منفصل ہیں اُن کا بھی مرتبہ ہے اس میں سب سے زیادہ فضیلت محرم کے روزہ کو حاصل ہے۔ لہٰذا رمضان کے بعد تمام نوافل منفصلہ میں ماہ محرم کے روزے افضل ہوئے اسی طرح نماز

میں تابع فرائض ہونے کے لحاظ سے تو سنن اور نوافل کا مرتبہ زیادہ ہے اس کے بعد تمام نوافل پر قیام اللیل یعنی تہجد کو فضیلت حاصل ہے باعتبار اخلاص مشقت اور ریا اور سمعہ کے دور ہونے کے تہجد افضل ہے اور باعتبار تابع فرض ہونے کے سُنتیں مؤکدہ افضل ہیں بعض نے اور بھی وجوہات بیان کیے ہیں۔

(لطائف المعارف)

سوال :۔ محرم کے روزوں کا کیا ثواب ہے ؟

جواب :۔ ایک روزہ تیس۳۰ کے برابر ہے تو ہر روزہ پر تیس روزوں کا ثواب ملے گا ایک روایت میں ہے کہ جس نے ماہِ حرام میں تین روزے رکھے جمعرات جمعہ ہفتہ کا تو اللہ تعالیٰ نوسو برس کی عبادت کا اُس کے نامۂ اعمال میں ثواب درج فرمائے گا۔ (شرح عین العلم ص۱۸۳)

ماہ محرم میں روزہ مسنون ہونے کی حکمت

سوال :۔ ماہِ محرم میں روزے مسنون ہونے کی حکمت کیا ہے ؟

جواب :۔ چونکہ سال کی ابتداء ہے بنا خیر پر ہوگی تو انشاء اللہ اس کی برکت سال بھر رہے گی پھر آخر سال میں بھی اگر روزہ رکھ لیا تو سال کی انتہا بھی خیر پر ہوگی لہٰذا آخر تاریخ ذی الحجہ میں روزہ رکھ لے تاکہ اس کا سال از اوّل تا آخر خیر و برکت سے معمور رہے۔

اوّل محرم اور آخر ذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت

سوال :۔ اگر اس نے محرم کی اوّل تاریخ اور ذی الحجہ کی آخری میں روزہ رکھا تو کیا اس کی بھی کوئی فضیلت ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ہے حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کی آخری تاریخ اور محرم کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھا حق تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمائے گا نیز جب سال کے اوّل اور آخر میں عبادت ہوگی تو درمیان کے حصّہ کو بھی طاعت ہی میں محسوب فرمائے گا۔

(شرح شرعۃ الاسلام)

سوال :۔ محرم کے عشرہ اوّل میں روزہ رکھنا کیسا ہے ؟
جواب :۔ محرم کی اوّل تاریخ سے دسؔ دِن تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔
حیات الصائمین عن السراج الوہاج)

عاشورہ کے روزہ کا حکم

سوال :۔ عاشورہ کا روزہ کیسا ہے ؟
جواب :۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے ساتھ اگر نویں اور گیارہویں تاریخ کے دوؔ روزے اور شامل کر کے تین روزے رکھے تو یہ سب میں زیادہ فضیلت والا اعلیٰ و افضل روزہ ہے۔
اور اگر اس کے ساتھ ایک روزہ ملالیا جائے خواہ ایک دن قبل نویں تاریخ کا یا بعد میں گیارہویں تاریخ کا اس طرح کل دوؔ روزے رکھے تو بھی فضیلت والا ہے مگر یہ تین سے درجہ میں کم ہے اور اگر تنہا عاشورہ کا ایک ہی روزہ رکھا اس سے قبل یا بعد کوئی روزہ نہیں رکھا تو یہ سب سے ادنیٰ درجہ ہے درمختار میں ہے کہ تنہا روزہ مکروہ تنزیہی ہے یعنی پسند نہیں کہ صرف ایک ہی روزہ پر اکتفا کیا جائے بلکہ ترغیب ہے کہ دوسرا بھی اس کے ساتھ ملایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ ظاہر فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا مگر آئندہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔
اگرچہ نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر عزم اور ارادہ ظاہر ہونے کی وجہ سے مسنون ہو گیا مرقات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوْا الْیَھُوْدَ وَصُوْمُوْا قَبْلَہٗ یَوْمًا وَّبَعْدَہٗ یَوْمًا) کہ عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو یوں کہ ایک دِن عاشورہ سے قبل اور بعد بھی روزہ رکھو پس تین دن کا روزہ افضل ہوا۔

عاشورہ کے دِن کیا کیا کرنا ہے

سوال :۔ عاشورہ کے دِن کی کیا فضیلت ہے اور اس دِن کیا کیا کرنا ہے ؟
جواب :۔ لطائف المعارف میں ہے کہ اس دِن کا روزہ اپنی فضیلت کے

لحاظ سے پہلے نبیوں میں معروف اور مشہور رہا ہے بعض روایت میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء نے اس دن روزہ رکھا ہے
تم بھی رکھو عاشورہ وہ دن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرودی سے
نجات ملی اللہ تعالیٰ نے اُن پر آگ کو باغ کیا اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام
کو رفعت حاصل ہوئی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (پ۱۶ ع)
اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے نجات ملی اسی دن حضرت یعقوب
علیہ السلام طویل فراق کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے ہم آغوش ہوئے
مسند امام احمد حنبل سے معلوم ہوا کہ اسی دن جودی پہاڑی پر حضرت نوح علیہ
السلام کی کشتی ٹھہری اور طوفان سے نجات ملی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی
اُمت کو اس دن فرعونی پنجۂ ظلم سے رستگاری حاصل ہوئی بخاری میں ہے (هٰذَا
يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَ مُوْسٰى) عاشورہ انعام
ربانی کا دن ہے مقبولانِ حق پر جس دن مولیٰ تبارک کا کرم خاص ہوتا ہے اس وقت
رحمتِ الٰہی کو طلب کرنا اقرب باجابت ہوتا ہے اس لیے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے
وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ - (پ۱۳ ع ۱۳) کہ خاص دنوں کی یاد سے نفع حاصل کیا
جاتے امام احمد اور بزاز وغیرہما حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی کہ حضور سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں پیر - منگل - بدھ تین دن دُعا فرمائی بدھ کے
دن دونوں نماز یعنی ظہر اور عصر کے درمیان دُعا قبول ہوئی خوشی کے آثار چہرۂ انور
پر نمودار ہوئے ۔

حضرت جابر نے اس رحمت اور نعمت کے وقت کو یاد رکھا فرماتے ہیں جب
مجھے کوئی مہم پیش آتی ہے تو بدھ ہی کے دن اسی وقت میں یعنی ظہر عصر کے درمیان
میں دُعا کرتا ہوں - میری دُعا قبول ہوتی ہے مشکل آسان ہو جاتی ہے ہم کو بھی عاشورہ
کا دن خدا سے نعمت ورحمت طلب کرنے اور دُعائیں مانگنے میں گزارنا چاہیئے
تاکہ اللہ تعالیٰ مقبولانِ حق کے صدقہ میں ہم پر بھی مہربان ہو (اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ اَيَّامِ

دَهْرِکُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا لَهَا) تمہاری زندگی کے ایام میں تمہارے رب کی خوشبوؤں کی لپیٹیں ہیں تم اس کو تلاش کرو اسی لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ رمضان کے بعد اگر روزہ رکھنا چاہتا ہے تو محرم میں رکھ (فَاِنَّہٗ شَھْرُ اللّٰہِ وَفِیْہِ یَوْمٌ تَابَ اللّٰہُ فِیْہِ عَلٰی قَوْمٍ وَّیَتُوْبُ عَلٰی اٰخَرِیْنَ) یعنی یہ اللہ کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی ہے اور دوسروں کی بھی توبہ قبول فرماتے گا اس میں ترغیبِ توبہ ہے لہٰذا اس روز بکثرت استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور مغفرت طلب کرے اس کے علاوہ اور بھی آج کام کرنے ہیں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) آج عاشورہ کے دن کچھ صدقہ بھی دے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ عاشورہ کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے اور اس دن کے صدقہ کا ثواب ایک سال کے صدقہ کے برابر ہے۔ (لطائف المعارف)

عاشورہ کے دن عیال پر وسعت فراخی رزق کا مجرّب عمل ہے

(۲) عاشورہ کے دن اہل وعیال پر کھانے کی وسعت کرے کہ یہ باقی تمام سال کے رزق اور روزی کی وسعت کا سبب ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عِیَالِہٖ فِیْہِ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَائِرَ عَامِہٖ۔ جس نے عاشورہ کے دن اپنے عیال پر وسعت اور فراخی کی اللہ تعالیٰ باقی تمام سال اُس پر وسعت اور فراخی فرمائے گا۔

طحطاوی میں ہے کہ عیال پر وسعت کی یہ حدیث صحیح ہے لطائف المعارف میں ہے کہ سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ پچاس ساٹھ سال کا ہمارا تجربہ ہے کہ عاشورہ کے دن کی وسعت سے روزی میں وسعت ہوتی ہے حضرت جابر صحابی کا بھی تجربہ ہے پس اس دن کھانا تیار کرا کر اہل وعیال پر وسعت کرے اور

غربا کو بھی تقسیم کرے تاکہ عاشورہ کے دن صدقہ کا ثواب بھی ملے۔
(لطائف المعارف طحطاوی زرقانی صہ ۱۳۳)

(۳) اس میں ہو سکے تو نوافل بھی کچھ پڑھ لے حدیث میں ہے (ھٰذَا یَوْمٌ تَابَ اللّٰہُ فِیْہِ عَلٰی قَوْمٍ فَاجْعَلُوْہُ صَلٰوۃً وَّصَوْمًا) یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی سو تم اس میں نماز اور روزہ ادا کرو۔ فرض نماز تو ادا کرنا ہی ہے مگر آج ذرا پابندی و خیال کے ساتھ جماعت ہی سے پڑھے اس کے علاوہ ایک نفل نماز بھی لکھی جاتی ہے کسی سے ہو سکے تو پڑھے۔

سو رکعت پڑھے چار چار کی نیت سے بعد فارغ ہونے کے ستر مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور ستر مرتبہ استغفار اور ستر ہی مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو مشک اور عنبر سے بھر دے گا اور جب قبر سے اٹھے گا تو چہرہ اس کا مثل قمر روشن ہو گا۔ (لطائف شرح شرعۃ الاسلام)

(۴) عاشورہ کے دن صلہ رحمی بھی کرے بڑی فضیلت ہے ثواب یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام عطا ہو گا اور جنت میں ان کے ساتھ ہو گا۔
(شرح شرعۃ الاسلام صہ ۲۱۸)

(۵) عاشورہ کے دن مجلسِ ذکر میں بھی حاضر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن عالم کی مجلس میں حاضر ہو گا ایک ساعت ان کے ساتھ بیٹھے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے۔
(شرح شرعۃ الاسلام صہ ۲۱۷)

(۶) عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض جنت میں درجہ بلند فرمائے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام)

(۷) عاشورہ کے دن مسلمانوں کی راہ سے تکلیف اور ایذاء کو دور کرے صلح کرائے مسلمانوں کو سلام کرے اگر دس مسلمانوں کو بھی سلام کیا تو گویا تمام مسلمانوں

کو سلام کیا اور امن سلامتی کا پیام دیا کس قدر نیت کا اجر ملے گا ۔ (شرح شرعۃ الاسلام)
(۸) عاشورہ کے دن غسل کرنے سے گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور جس نے دو مرتبہ غسل کیا اس کو کبھی آشوبِ چشم کی شکایت نہیں ہوگی۔ (شرح شرعۃ الاسلام)
(۹) حدیث میں ہے عاشورہ کے دن سرمہ لگاتے۔ طحطاوی میں ہے یہ حدیث ضعیف ہے مگر موضوع نہیں ہے فضائل میں ضعیف حدیثوں پر بھی عمل مقبول ہے۔
(۱۰) روزہ بھی رکھے بعض علماء متقدمین کو خواب میں دیکھا گیا تو فرمایا کہ اس روزہ کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساٹھ برس کے گناہ بخش دیئے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ کے ضائع کرنے والے کا بھی کفارہ ہے۔
(لطائف المعارف، شرح شرعۃ الاسلام)

تمام ماہ محرم کے روزے اور اُن کی فضیلت

سوال :۔ عاشورہ کے علاوہ تمام ماہ محرم میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟
جواب :۔ مستحب ہے البتہ پہلے عشرہ میں زیادہ تاکید ہے اس ماہ کا ایک روزہ دوسرے ماہ کے تیس ۳۰ دن سے افضل ہے اور رمضان کا ایک روزہ دوسرے ماہِ حرام تیس ۳۰ سے افضل ہے حدیث مسلم میں ہے (اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّم) محرم سے بعض نے عاشورہ مُراد لیا ہے اور بعض نے تمام محرم مراد لیا ہے تو اس حدیث کی بنا پر تمام ماہ کے روزے بھی افضل ہو سکتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت۔ اشعۃ اللمعات)

صفر

سوال :۔ صفر کون سا اسلامی مہینہ ہے؟
جواب :۔ دوسرا مہینہ ہے۔
سوال :۔ کیا اس ماہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص تاریخ کا روزہ

رکھنا ثابت ہے؟

جواب:۔ نہیں کوئی خاص روزہ ثابت نہیں۔

سوال:۔ تو کیا یہ مہینہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روزہ سے خالی رہا۔

جواب:۔ نہیں۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں کہ جس کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ سے خالی چھوڑا ہو۔ حدیث شریف میں ہے وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَھْرًا کَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اِلَّا رَمَضَانَ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مہینہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایسا نہیں گزرا کہ جو روزہ سے خالی رہا ہو اگرچہ کامل ماہ صرف رمضان کے روزے رکھے اس کے تحت حضرت ملا علی قاری نے شرح شمائل میں یہ فائدہ لکھا ہے۔

فِیْہِ اِیْمَاءٌ اِلٰی اَنَّہٗ یُسْتَحَبُّ اَنْ لَّا یَخْلُوَ شَھْرٌ مِّنْ صَوْمِ نَفْلٍ وَّاَنْ لَّا یُکْثِرَ مِنْہُ حَتّٰی یَمِلَّ بَلْ عَلٰی وَجْہِ التَّوَسُّطِ وَالْاِقْتِصَادِ (شرح شمائل للملا علی القاری)

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مستحب ہے نہ کوئی مہینہ نفل روزہ سے خالی رہے نہ اتنی کثرت سے روزہ رکھے کہ انتہا ملال پر ہو حدِ توسط میں رہتے ہوئے روزہ رکھے یعنی درمیانی روش ہو۔

سوال:۔ پھر اس ماہ میں کن تاریخوں میں روزہ رکھے؟

جواب:۔ جب چاہے روزہ رکھے مگر حدِ توسط میں اس طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ وسطِ ماہ یعنی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کے روزے رکھے کہ یہ ایامِ بیض کے روزے ہیں جو مسنون ہیں۔ ان روزوں کا رکھنے والا صایم الدہر کے حکم میں ہے نیز خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا اس پر صادق آتا ہے۔

سوال:۔ سنا ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس مہینہ ہے اس میں بلاؤں کا نزول ہوتا ہے کیا اس کے بارہ میں کوئی ذکر حدیث میں آیا ہے؟

جواب:۔ بخاری شریف میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَّۃَ وَلَا — چھوت۔ چھات۔ بدشگونی۔ ہامہ۔ صفر

صَفَرَ (بخاری ۸۵۷/۲) کوئی چیز نہیں۔

اس حدیث میں لاصفر سے نزولِ بلا کی نفی ہے۔ یا بلا کا نزول ہے تو اس کے مؤثر بالذات ہونے کی نفی ہے

ربیع الاوّل

سوال:۔ ربیع الاول اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب:۔ تیسرا مہینہ ہے۔

سوال:۔ کیا اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے؟

جواب:۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ نہیں لیکن صفر کے مہینہ میں یہ بیان گزر چکا ہے کسی بھی مہینہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سے خالی نہیں چھوڑا۔ لہٰذا یہ مہینہ بھی روزہ سے خالی نہیں رہا ہم کو بھی اس ماہ میں روزہ رکھنا چاہیئے روزہ ایک ریاضت ہے جس کی رُوح بھوک اور پیاس ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ وہ مجاہدہ ہے کہ طریقت کا نصف حصّہ روزہ سے ہی طے ہو جاتا ہے لہٰذا اس مبارک مہینہ کا بھی روزہ نہیں ترک کرنا چاہیئے۔

سوال:۔ اچھا تو پھر کس تاریخ میں مناسب ہے اور اس ماہ میں کون سے روزے رکھنے

جواب:۔ وہی ہر ماہ کے تین روزے ایام بیض کے اس ماہ میں بھی رکھے۔ اب رہا مناسب کا سوال تو احقر کے نزدیک بارہ۔ تیرہ۔ چودہ کو روزے رکھے اگرچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماہ میں کسی خاص تاریخ کا روزہ ثابت نہیں البتہ یومِ ولادت یعنی پیر کا روزہ رکھنا ولادت کے شکر میں ثابت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا (فِیْهِ وُلِدْتُ مسلم) کہ میں اس میں پیدا ہوا ہوں اس لیے روزہ رکھتا ہوں تو اگر کوئی حُبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس ماہ کے اندر بارہ تاریخ کو نعمتِ ولادت کے شکر میں روزہ رکھے تو سبب مشترک موجود پھر ایک قول کی بنا پر اسی بارہ تاریخ سے ایامِ بیض کی ابتداء

ہوتی ہے۔ ایامِ بیض کی تعیین میں نو ۹ اقوال ہیں اُن میں سے تیسرا قول بارہ ۱۲ سے چودہ ۱۴ تک کا بھی ہے مرقات میں اس عبارت کے بعد (حاصل الخلاف فی تقریر ایام البیض تسعة) تیسرے نمبر پر یہ عبارت ہے۔

اَلثَّالِثُ مِنَ الثَّانِیْ عَشَرَ اِلَی الرَّابِعِ عَشَرَ۔ (مرقات ص۵۵۲)

تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ تاریخ سے چودہ تک ایامِ بیض ہیں۔

لہٰذا مناسب ہوگا کہ عاشقانِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایامِ بیض کے روزے اس ماہ میں بارہ تاریخ ولادت سے ابتداء کر کے چودہ پر ختم کر دیں تاکہ بارہ تاریخ بھی عبادتِ الٰہی کے ذریعہ شکرانہ نعمت میں گزرے۔ پس اس ماہ میں ایامِ بیض کے روزے بارہ۔ تیرہ۔ چودہ کو رکھنا موزوں ہوگا۔

ربیع الآخر

سوال :- ربیع الآخر اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- یہ اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔

سوال :- اس ماہ کا کوئی روزہ ہو تو اُس سے بھی مطلع فرمایئے ؟

جواب :- اس ماہ میں بھی وہی ایامِ بیض کے تین روزے رکھے جو مسنون ہیں۔ روزہ سے گھبرانا نہیں چاہیئے حضرت غوثِ اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تصوّف اور خدا کی معرفت میں یہ بلند مقام آپ کو کس چیز سے حاصل ہوا آپ نے فرمایا کہ بھوک سے پس روزہ کی بھوک اور پیاس خدا تک پہونچاتی ہے لہٰذا اس ماہ میں بھی روزہ رکھو اور خدا کا قرب حاصل کرو۔

جمادی الاولیٰ

سوال :- جمادی الاولیٰ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- اسلامی سال کا یہ پانچواں مہینہ ہے۔

سوال :۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے ؟
جواب :۔ یہی خاص روزے ہیں جو ہر ماہ کے تین روزے ہیں وہ بھی ایامِ بیض کے جو مسنون و مسنون ہیں ۔ لہٰذا ۔ تیرہ ۔ چودہ ۔ پندرہ کو روزے رکھے یہ وہ خاص روزے ہیں کہ جن کی تعلیم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ وَاَرْبَعَ عَشَرَۃَ وَخَمْسَ عَشَرَۃَ ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی و نسائی)

جمادی الاُخریٰ

سوال :۔ جمادی الاخریٰ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟
جواب :۔ یہ اسلامی سال کا چھٹا مہینہ ہے ۔
سوال :۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہو تو تحریر فرمائیے ؟
جواب :۔ پہلے بھی یہ بیان گزرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کوئی مہینہ خالی نہیں رہا اور یہی مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وَلَا اَفْطَرَہٗ کُلَّہٗ حَتّٰی یَصُوْمَ مِنْہُ حَتّٰی مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف)
اور نہیں روزے چھوڑے حضور نے کوئی پورا مہینہ یہاں تک کہ کچھ روزے رکھ لیتے تھے یہی طریقہ رہا وصال تک
لہٰذا روزہ سے یہ مہینہ بھی خالی نہیں رہنا چاہیئے ۔ مناسب ہے کہ ایامِ بیض کے یعنی مہینہ کی تیرہ ۔ چودہ ۔ پندرہ تاریخ کو روزہ رکھ کر سعادت حاصل کریں ۔ روزہ سے دِل نرم ہوتا ہے گناہوں سے بچنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اِنسان متقی بنتا ہے ۔ جیسا کہ قرآنِ کریم ہے ۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ پھر یہ تین روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ثواب میں ہیں ۔

رجب

سوال :۔ رجب اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :- رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ اس ماہ کا چاند دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے (اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ) (اذکار نووی) اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہونچا۔ یہ معراج کا مقدس مہینہ ہے اور یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ ماہِ حرام میں سے تین مہینہ یکے بعد دیگرے متصل آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم۔ اور ایک ان سے جدا اور منفصل ہے وہ ماہِ رجب ہے ان چاروں مہینوں میں جنگ اور قتل وقتال حرام ہے قرآنِ کریم میں ہے۔ (يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ) (پ۲ ع۱۱) اے حبیب آپ سے ماہ حرام میں قتال کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے اس میں قتل وقتال عظیم وکبیر گناہ ہے۔ دوسری جگہ قرآنِ کریم میں ہے (فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ) (پ۱۰ ع۱۱) ان مہینوں میں گناہ کر کے اپنے اُوپر ظلم نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان مہینوں میں نافرمانی اور جُرم کا جس طرح گناہ زیادہ ہے نیکیوں کا اجر بھی زیادہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حُرمت والے چار مہینے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ بعض صالحین کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ قبل رجب بیمار ہوتے انہوں نے دُعا کی کہ الٰہی میرا انتقال ہو تو رجب میں ہو کہ اس میں آپ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں۔ (لطائف المعارف ص۱۱۹)

رجب کے روزہ کا حکم

سوال :- رجب کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب :- زاد المعاد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کا روزہ نہیں رکھا اور نہ یہ مستحب ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے جیسا کہ ابنِ ماجہ میں ہے۔ لیکن عالمگیری ص۲۱۱ میں ہے کہ یہ پسندیدہ اور محبوب ومرغوب روزہ ہے۔ عالمگیری نے اس کو مرغوبات میں دکھلایا ہے۔ رغبت اس لیے ہے کہ یہ بھی ماہِ حرام سے ایک مہینہ ہے اور ماہِ حرام کے روزوں کی فضیلت میں اخبار آثار وارد ہیں۔ ابنِ ماجہ ہی میں ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث کو (صُمِ الشَّھرَ الحَرَامَ) فرما کر ماہِ حرام میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ رجب بھی ماہِ حرام میں داخل ہے تو اس کا بھی روزہ مستحب ہوا۔ ممانعت اس لیے فرمائی کہ اہلِ جاہلیت اس کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور رکھنے میں اُس دن اور اس ماہ کی تعظیم ہوتی ہے لہٰذا التعظیم بالصوم سے منع فرمایا۔ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھوں پر مار مار کر اس دِن کے روزہ رکھنے والے لوگوں کو روکتے تھے مگر لطائف المعارف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہما کل ماہِ حرام کے تمام و کمال روزے رکھتے تھے۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کے لیے خاص محل تیار ہو گا۔ لطائف میں ابنِ رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ ابو قلابہ اکابر تابعین میں سے ہیں یہ اپنی طرف سے تو ایسی بات کہہ نہیں سکتے تو ضرور ان کو کوئی حدیث پہونچی جس کے سبب ماہِ رجب کے روزہ کی فضیلت بیان کی۔ ابنِ ماجہ کے حاشیہ انجاح میں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اجازت بعد کی ہو بیہقی وغیرہ نے ماہِ رجب کے روزوں کی فضیلت بیان کی ہے۔ طبرانی میں بھی خاص ماہِ رجب کے روزہ کے فضائل لکھے ہیں جو آگے درج کیے جائیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اسی اجازت و فضیلت کے پیشِ نظر ماہِ رجب میں بکثرت روزے رکھتے تھے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں حدیث ذَالِكَ شَھرٌ یَغفُلُ النَّاسُ عَنهُ بَینَ رَجَبَ وَ رَمَضَانَ کے تحت فرمایا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ لوگ ماہِ رجب میں بکثرت روزہ رکھتے تھے۔ صرف شعبان کے روزے سے لوگ غافل تھے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے شعبان میں بھی روزے رکھنے مسنون فرما دیے مواہب میں ہے کہ جب کوئی مہینہ آنحضرت کے روزہ سے خالی نہیں رہا تو یہ بھی باقی مہینوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کیسے خالی رہ سکتا ہے بلکہ حضرت عبد اللہ ابنِ عمر سے حضرت عروہ بن زبیر نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجب میں

روزہ رکھتے تھے تو تین مرتبہ صاف کہا جی ہاں اس مہینہ کو بھی روزہ سے شرف بخشتے تھے لہٰذا اس ماہ کے روزہ منع نہیں ماہ حرام میں داخل ہونے کی وجہ سے بھی مستحب ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس کے فضائل میں نصوص بھی وارد ہیں۔

ماہِ رجب کے روزوں کا ثواب

سوال:- اب براہِ کرم ماہ رجب کے روزے اور اُن کا ثواب بیان فرمائیے؟

جواب:- شرح عین العلم میں ہے رجب کے اوّل دِن کا روزہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور دوسرے دِن کا روزہ ۲ دو سال کا کفارہ تیسرے دِن کے روزہ میں ایک سال کا کفارہ پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ جس نے رجب کے ایک دِن کا روزہ رکھا گویا اُس نے سال بھر کا روزہ رکھا اور جس نے سات دِن کا روزہ رکھا اُس پر جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے جس نے آٹھ دِن کے روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے جس نے دسؔ دِن کے روزے رکھے اللہ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا جو پندرہ دن کے روزے رکھے گا آسمان سے ندا آئے گی کہ تیرے گزشتہ گناہ معاف کیے اب از سرِ نو عمل کر جو زیادہ روزہ رکھے گا خدا کی اس پر عطاء و بخشش زیادہ ہوگی۔ (شرح عین العلم ص ۱۸۳)

سوال:- کیا رجب کے کسی خاص دِن میں روزہ رکھنا بھی مستحب ہے؟

جواب:- جی ہاں جمعرات جمعہ اور ہفتہ میں ۔۔۔۔ روزہ رکھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری ص ۲۱۴)

ستائیسویں رجب کے روزہ کا ثواب

سوال:- کیا رجب کی ستائیسویں تاریخ کے روزہ کی بھی کوئی فضیلت ہے؟

جواب:- جی ہاں ستائیسویں تاریخ کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔ (حیات الصائمین عن کنز العباد)۔

ماہِ شعبان

سوال:۔ شعبان اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب:۔ ماہِ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔

سوال:۔ اس ماہ کو شعبان کیوں کہتے ہیں اس کی فضیلت اور اس ماہ کے روزوں کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیے تاکہ اس ماہ کے متعلق بھی کچھ معلومات حاصل ہوں؟

جواب:۔ حدیث میں آیا ہے (اِنَّمَا سُمِّیَ شَعْبَانُ لِاَنَّہٗ یَنْشَعِبُ فِیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ لِلصَّائِمِ فِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ) (ماثبت بالسنہ) یعنی شعبان کو شعبان ہی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لیے کثیر خیر و برکت پھیل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ شعبان کا مہینہ معروف اور مشہور ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا:۔

ذَاکَ شَھْرٌ یَغْفَلُ النَّاسُ عَنْہُ بَیْنَ رَجَبَ وَ رَمَضَانَ وَھُوَ شَھْرٌ تُرْفَعُ الْاَعْمَالُ فِیْہِ اِلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَزَّ وَجَلَّ فَاُحِبُّ اَنْ یُّرْفَعَ عَمَلِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ (نسائی)

شعبان وہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غافل ہو گئے وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں رب العالمین کی طرف اعمال بلند ہوتے ہیں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں بلند ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔

شعبان کے روزوں کی فضیلت کا بیان

ماہِ شعبان میں روزہ رکھنے کی وجہ بیان فرمانے پر ظاہر ہوا کہ ایک طرف تو اس سے پہلے رجب کا فضیلت والا مہینہ گزرا دوسری طرف رمضان جیسا مقدس مہینہ آرہا ہے بیچ میں یہ غفلت کی نذر ہو گیا جب لوگوں کی توجہ اور التفات سے یہ

مہینہ رہ گیا تو حضور بے کس پناہ نے اس کو اپنایا اور اپنا منظورِ نظر بنایا اور اپنی طرف نسبت دے کر فرمایا کہ شَعْبَانُ شَهْرِیْ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اوقاتِ غفلت کو عبادت اور ذکرِ الٰہی سے زندہ کرنا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت خاصہ ہے۔ اِحْیَاءُ بَیْنَ الْعِشَائَیْنِ بازار میں ذکرِ الٰہی، نمازِ تہجد۔ غافلین میں ذکر یہ سب مسنون ہوئے حتیٰ کہ سُنّت کو ترک کر دینے کے زمانۂ غفلت میں اگر کسی نے سُنّت پر عمل کیا تو اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس صحابہ کے عمل کے برابر ثواب ملے گا۔ (لِلْعَامِلِ مِنْهُمْ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ عَلَى الْخَیْرِ اَعْوَانًا وَّ لَا یَجِدُوْنَ) آپ نے صحابہ سے فرمایا یہ اس لیے کہ تم کو خیر پر مددگار اور اعوان ملتے ہیں اور ان کو نہیں ملیں گے ایسے وقت میں اعمالِ خیر نفس پر بہت شاق اور گراں ہوتے ہیں اس لیے ثواب بھی زیادہ ہے پس اِس ماہ کے روزوں کی فضیلت بہ چند وجوہ ثابت ہوئی۔

(۱) غفلت کے وقت کا روزہ ہے جس میں ثواب زیادہ ہے۔

(۲) قربِ فرائض کی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس کے متصل رمضان کے فرض روزے ہیں۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے اس ماہ میں جتنے زیادہ روزے آپ رکھتے تھے کسی اور مہینہ میں اتنے نہ رکھے اس ماہ کو سرکار کے کثرتِ صیام کا شرف حاصل ہے۔

(۴) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ اس ماہ کے لیے دُعائے برکت ہے۔ پس اس ماہ کے اعمالِ خیر میں برکت ہے منجملہ اُن کے روزہ بھی ہے۔

(۵) اس میں تعظیمِ رمضان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اَیُّ الصِّیَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ اس کے جواب میں فرمایا قَالَ شَعْبَانُ تَعْظِیْمًا لِّرَمَضَانَ جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے۔

(۶) رفعِ اعمال کا مہینہ ہے جس میں روزہ محبوب ہے۔ رفعِ اعمال کی مزید بحث جمعرات کے بیان میں دیکھو۔

(۷) شرحِ شمائل میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا درج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَکْتُبُ کُلَّ نَفْسٍ مَیِّتَۃٍ تِلْکَ السَّنَۃِ فَاُحِبُّ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ اَجَلِیْ وَ اَنَا صَائِمٌ۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس سال میں ہر مرنے والے متنفس کو لکھتا ہے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اجل اس حال میں آئے کہ میں روزہ سے ہوں۔

(۸) پس ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اجل لکھی جارہی ہو اس وقت روزہ کی بھوک و پیاس کا اثر ہو تاکہ مستحقِ رحم و کرم ہو رمضان کے روزوں کے لیے ذوقِ حلاوت اور لذت پیدا کرنے کے لیے بطور تمرین و مشق روزہ ہے۔

سوال:- براہِ کرم ماہِ شعبان کے کچھ مخصوص روزہ اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائیں۔

جواب:- جس نے تین روزے اول شعبان میں اور تین وسط اور تین آخر میں رکھے اس کو ستر پیغمبروں کے ثواب سے حصہ ملے گا اور گویا اس نے کامل ایک سال عبادت کی اگر ان ایام میں مرا تو شہادت کا ثواب ملا۔ (حیات الصائمین عن کنز العباد)

پندرہویں شعبان کے روزہ اور رات کے قیام کی ترغیب

سوال:- کیا پندرہ تاریخ کا بھی روزہ ہے؟

جواب:- جی ہاں ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مُبْتَلًی

جب پندرھویں شعبان کی رات آئے تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج چھپتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتے ہیں (اس سے لازم معنی مراد ہیں (قرب اور تجلی) پھر فرماتے ہیں کہ سنو کوئی

فَاُعَافِیَہٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ۔ (باب قیام شہر رمضان مشکوۃ بحوالہ ابن ماجہ)

مغفرت طلب کرنیوالا ہے تو میں اس کی مغفرت کروں کوئی رزق چاہنے والا ہے تو اس کو روزی دوں کوئی اہلِ بلا عافیت چاہنے والا ہے تو میں اسکو عافیت دوں کوئی اور کسی شئے کے لیے طالب عطا ہو تو میں اس کو وہ شئے عطا کروں اس طرح طلوعِ فجر تک ندا رحمت بلند رہتی ہے۔

اس حدیث سے پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھنا ثابت ہوا اور پندرہویں رات کا قیام بھی ثابت ہوا پھر قُوْمُوْا فِیْھَا نہیں فرمایا "لیل" کو ظاہر کر کے قُوْمُوْا لَیْلَھَا فرمایا اس میں صُوْمُوْا یَوْمَھَا کے ساتھ حسنِ مقابلہ میں اشارہ ہے جس طرح روزہ کے لیے تمام دن درکار ہے اسی طرح اس قیام کے لیے بھی تمام رات مطلوب ہے یعنی پندرہویں شعبان کا وہ اہتمام ہے کہ رات اور دِن مکمل عبادت میں گزریں یعنی ہر حصہ شب میں عبادت ہو جس پر بھی لیل کا اطلاق ہو "یَا لَیْلُ اللَّیْلُ" سے وسطِ شب مراد ہے جو رات کا دِل ہے۔ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ کوئی سا حصۂ رات بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ لیل کا اطلاق ہر حصہ پر آتا ہے۔ لہٰذا بعض حصۂ شب میں بھی نماز پڑھ لی تو قیام اللیل کا ثواب مِل گیا۔ بہر حال یہ رات تجلیاتِ الٰہی رحمتِ کبریٰ اور مغفرتِ عامہ کی رات ہے یادِ الٰہی میں اس کو زندہ رکھنا ثواب ہے آج کی رات کتنے ہی نام مُردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے گئے ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ پندرہویں شب کو صحائف ملک الموت کو دِل جاتے ہیں اور ان کو حکم ہوتا ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان کی روحوں کو قبض کرو تو ایک شخص باغ لگاتا ہے نکاح کرتا ہے مکان تعمیر کراتا ہے حال یہ ہے کہ اس کا نام مردوں میں داخل ہو چکا ہے۔

شبِ برأت کی وجہ تسمیہ

سوال :۔ ضمناً پندرہویں شب کا ذکر آ گیا ہے تو مناسب ہو گا کہ مزید فائدہ کے لیے یہ بھی بیان فرما دیں کہ کیا اسی رات کو شب برات بھی کہتے ہیں۔ شب برأت کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب :- جی ہاں مرقات ص۱۷۲ میں ہے کہ یہ ہی لیلۃ البرأت یعنی شب برأت ہے سال بھر تک کی موت رزق پیدائش حج وغیرہ کی تقسیم اسی شب میں ہوتی ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی یہ حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو کہ آج شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے فرمایا اس رات میں اس سال کے تمام بچوں کی پیدائش اور اس سال کے مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں اعمال بلند ہوتے ہیں۔ رزق اُترتے ہیں۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ لکھے جاتے ہیں اس میں موت رزق اور وہ حاجی جو اس سال حج کریں گے۔

پندرہویں شعبان کو شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان تشریف لے گئے

سوال :- کیا اس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تھے؟

جواب :- جی ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کی رات تھی فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہیں دیکھا میں آپ کی تلاش میں نکلی تو میں نے آپ کو بقیع میں پایا اس حال میں کہ آپ اللہ کے سامنے سجدہ ریز تھے اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے یہ گمان ہو گیا کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے میری جانب التفات کر کے فرمایا کیا تم اس امر سے ڈرتی رہیں کہ اللہ اور رسول تم پر ظلم کرے گا یعنی تمہاری باری دُوسری بیوی کو دے دُوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ بیشک میرا گمان تھا کہ آپ کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ یہ گمان ظلم کی صُورت میں نہیں تھا بلکہ وحی الٰہی آجانے پر یا اجتہاد رائے کی بنا پر ایسا کیا جانا ممکن سمجھا۔ بہر حال غیرت

نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باہر نکالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لیے اپنے باہر آنے کی وجہ بیان فرمائی کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمانِ دُنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتا ہے۔

شبِ براءت اور بخشش کی کثرت

(فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ) کہ اس شب اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی کہیں زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتا ہے تمام عرب میں سب سے زیادہ بکریاں قبیلہ بنی کلب کی مشہور تھیں اِن بکریوں کے برابر بھی نہیں فرمایا بلکہ اُن کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ کثیر مخلوق کی مغفرت کیا جانا ظاہر فرمایا۔ سوچو! کس قدر عظیم وسیع رحمت آج کی رات نازل ہوتی ہے مگر افسوس اُن چند بدنصیبوں پر جو آج کی رات بھی خدا کی رحمت اور مغفرت سے محروم رہیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔ حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ ۝
(مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

پندرہویں شعبان کی شب کو انوارِ الٰہی طلوع کرتے ہیں پس اللہ اپنی سب خلقت کی بخشش فرماتا ہے سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے۔

اس حدیث میں صرف دو کا ذکر ہے مشرک اور کینہ ور کا۔ بعض روایات میں ان لوگوں کا اور ذکر ہے قاطعِ رحم۔ مُسبل۔ قاتل۔ عاق۔ مدمنِ خمر۔ ساحر۔ کاہن۔ عریف۔ جابی۔ شرطی۔ زانیہ۔ صاحب کوبہ یا عرطبہ: ان لوگوں کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ آج کی رات سب پر اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے مگر مذکورہ بالا لوگوں پر کس قدر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہے کہ اس عموم رحمت سے اِن کو نکال دیا گیا۔ اور محروم کر دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات) چاہیئے کہ گریہ وزاری کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور آئندہ کے لیے باز رہنے

کا عہد کریں۔ پس ان مانع مغفرت صفات سے توبہ ضروری ہے اور ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ ذکر و قیام کے لیے فارغ ہو جائے اور ستر عیوب، تفریج کرب اور غفران ذنوب کے لیے دُعا کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ راتوں میں دُعا قبول ہوتی ہے شب جمعہ عیدین کی رات۔ رجب کی اوّل رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ ماثبت بالسنہ میں حضرت ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شب قدر کے بعد افضل شب شب برأت ہے۔

رشتہ کے قطع کرنے والے کی بخشش نہیں

سوال:۔ قاطع رحم۔ مسبل۔ قاتل۔ عاق۔ مدمن خمر۔ ساحر۔ کاہن۔ عریف۔ جابی۔ شرطی۔ زانیہ۔ صاحب کوبہ یا عرطبہ۔ براہ کرم ان الفاظ کی ذرا تشریح بھی فرما دیں تاکہ قبول توبہ اور مانع مغفرت صفات سے بچا جائے اور توبہ کی جائے؟

جواب:۔ ماثبت بالسنہ میں ان الفاظ کی کچھ تشریح ہے اور کچھ بیان لطائف المعارف میں۔ دونوں مستند کتابوں سے تشریح کی جاتی ہے۔

(۱) قاطع رحم عزیزوں سے قطعیت کرنیوالے کو کہتے ہیں بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ) عزیزوں سے قطعیت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پس رشتوں ناتوں کو توڑنے کا کتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا کسی نے بہن کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے ماں کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے بھائی کو توڑ رکھا ہے پس سچے دِل سے توبہ کرے اور آیندہ عزیزوں سے حسن سلوک کا عہد کرے تاکہ نزولِ رحمت کا مستحق ہو۔

حد سے زیادہ کپڑا لٹکانے والے کی بخشش نہیں

(۲) مسبل یعنی حد سے زیادہ نیچا کپڑا پہننے والا۔ شریعت میں ہر چیز کی حد مقرر ہے کپڑے پہننے میں بھی حدود معین ہیں۔ حد سے زیادہ کپڑا نیچے کرنے کو اسبال کہتے ہیں یہ ناپسندیدہ ہے۔ ازار اور پاجامہ کے لیے آخری حد ٹخنہ ہے۔ ٹخنے سے نیچا ازار یا پاجامہ ہوگا تو منع ہے۔ حدیث میں ہے:

ثَلٰثَةٌ لَّا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فَقَالَ فَقَرَءَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِرَارٍ قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ۔ (ماثبت بالسنۃ)

تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا نہ نظر رحمت سے ان کو دیکھے گا نہ ان کو پاک کریگا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا ولھم عذاب الیم کو آپ نے تین دفعہ پڑھا تو ابوذر نے عرض کیا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہونے والے خائب وخاسر النسان کون ہیں؟ فرمایا کپڑا لٹکانے والا احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھاکر تجارت کو رواج دینے والا

شرح مسلم میں امام نووی فرماتے ہیں کہ مسبل سے مراد ازار کو نیچا کرنے والا ہے دوسری حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جس نے تکبر سے کپڑا کھینچا" تو معلوم ہوا کہ اسبال کا عموم تکبر کی قید سے خاص ہے وعید کا مستحق وہی ہے جو تکبر سے اسبال کرے ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ حرام اور مکروہ اسبال فقط ازار ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ قمیص اور عمامہ میں بھی اسبال ہوتا ہے ماثبت بالسنہ میں ہے کہ اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ماثبت بالسنۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال ازار اور قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے جس نے ازراہِ تکبر کپڑے کو حد سے زیادہ نیچا کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر نظر عنایت نہیں فرمائے گا۔

پس آستین اور دامن کا قدرِ حاجت سے زیادہ دراز ہونا اسی طرح عمامہ کی شملہ کی درازی اور تعداد بھی زیادہ ہونا یہ سب اسبال میں داخل ہے قمیص کی درازی

نصف پنڈلی تک ہونا یہ عزیمت ہے اور ٹخنہ تک رخصت ہے ۔ اس سے جو حصہ نیچا ہو وہ آگ میں ہے بخاری میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: (اَسْفَلُ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ) جو ٹخنہ سے نیچا ازار ہوگا وہ آگ میں یعنی قدم کا وہ حصہ جس پر یہ کپڑا ہوگا جہنم میں ہوگا قمیص اور قبا اور چغے کا بھی یہ حکم ہے کہ اس کا نصف ساق تک نیچا ہونا اولیٰ ہے اور ٹخنہ سے اوپر تک کوئی مضائقہ نہیں ابوداؤد اور ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے (لَا جُنَاحَ عَلَیْہِ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِی النَّارِ) کہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک نیچا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ ٹخنہ سے جو نیچا ہوگا وہ جہنم میں ہے اشعۃ اللمعات میں ہے (وحکم دامانِ قبا و پراہن نیز ہمیں است) آستین کی حد بندِ دست تک ہے بعض روایتوں میں انگلیوں کے سروں تک بھی ہے ۔ عمامہ کے شملہ کی حد نصف پشت تک ہے اس سے زیادہ اسبال ہے آستین کی چوڑائی ایک بالشت تک ہے عورتوں کے لیے بھی اسبال حرام ہے مگر مردوں سے بقدر ایک بالشت یا ایک ہاتھ کپڑا زیادہ نیچا کرنا مستحب ہے بلحاظ ستر اور پردہ ۔ اگر عورت کے قدم پر ٹخنے تک ازار یا پاجامہ آجائے تو حرام نہیں بلکہ مستحب ہے بوجہ پردہ اور ستر ۔ ہاں مردوں کے لیے انگریزی طرز کی پتلون پاجامہ جو جوتوں پر سے گزرتے ہوئے نیچے زمین تک گھسٹتے ہوتے چلتے ہیں اگر از راہِ تکبر ہے تو حرام اور مکروہ ہے اور مانع مغفرت ہے ۔ اور اگر صرف عادت کی بنا پر ہے تو بھی کراہت سے خالی نہیں ایسے نیچے پاجامے یا پنجابی طرز کے تہبند باندھنے سے بچنا چاہیئے جو نیچے زمین تک پہونچیں لازم ہے کہ آج کی شب اس گناہ سے توبہ کرے ۔

(۳) **قاتل** یعنی ناحق قتل کرنے والا ۔ اگر قتلِ مسلم پر اہلِ ایمان اور اہلِ زمین سب کے سب جمع ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا) (پ۵ ع۱۰) جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے لازم

ہے کہ آج کی شب سچے دِل سے اس گناہِ عظیم سے توبہ کرے۔

عاق کی بخشش نہیں

(۴) عاق۔ ماں باپ کے نافرمان اور ایذار دینے والے کو کہتے ہیں (بِر) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو کہتے ہیں اور (عقوق) بِر کی ضد ہے ماں باپ کے ساتھ بُرائی سے پیش آنے اور ایذار دینے والے کو کہتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بُرائی کرنے والا خدا کے نزدیک عاق ہے اور جنت سے محروم حدیث نِسائی میں ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ یعنی احسان کر کے احسان جتانے والا اور عاق یعنی ماں باپ کا موذی اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا پس ماں باپ کے ساتھ احسان یعنی نیکی کرنا تقرب الی اللہ کا افضل ذریعہ ہے اور اُن کے ساتھ گالم گلوچ مار پیٹ اور نافرمانی اور ہر طرح کی تکلیف اور ایذار دینے کا وُہ گناہِ عظیم ہے کہ اس کے سبب آج کی شب مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے محروم ہے اور جنت کا داخلہ بند۔

عاق کے ایک معنے شرعی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جس نے ماں باپ کو تکلیف اور ایذار دی یہ موذی اللہ تعالےٰ کے نزدیک عاق ہوگیا خواہ ماں باپ چاہیں یا نہ چاہیں اور خدا کے قہر و غضب کا مستحق ہے اور ایک معنے عرفی ہیں یعنی لوگوں میں معروف و مشہور ہیں کہ ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بیٹے کو عاق کیا یعنی اس کو محرومُ الارث کیا یہ کوئی چیز نہیں باپ کے کہنے سے محرومُ الارث نہیں ہوگا مگر ہاں سخت ایذار قلبی پہونچنے کی دلیل ہے اکثر جب ہی یہ کلمات زبان سے نِکلتے ہیں جس وقت تکلیف پہونچتی ہے۔ ماں باپ کو اُف تک کرنے کا حکم نہیں چہ جائیکہ سخت ایذار پہونچانا عظیم گناہ ہے سچے دِل سے توبہ کر کے ماں باپ کو راضی کر کے خدا کو راضی کرو اور آج کی شب رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو۔

جو شراب پینے کا عادی ہے اس کی بخشش نہیں!

(۵) مُدْمِنُ الْخَمَرِ۔ ہمیشہ شراب میں مخمور رہنے والے کو کہتے ہیں یہ عادت بھی مانع مغفرت ہے توبہ کرو ورنہ آج بخشش نہیں۔

جادوگر کی بخشش نہیں

(۶) ساحر۔ جادو کرنے والے کو کہتے ہیں۔ کچھ لوگ جادو کرنے اور کرانے میں اس قدر بیباک ہیں کہ ذرہ برابر خُدا کا خوف نہیں رہا جہاں کسی سے عداوت ہوئی نقصان پہونچانے کے لیے ایسے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جو جادو کریں مگر بفضلہٖ کلامِ الٰہی میں وہ تاثیر ہے کہ جادو بے اثر ہو جاتا ہے بہرحال جادو وہ گناہ عظیم ہے کہ مانع مغفرت ہے سچے دل سے توبہ کرکے آج کی رات رحمت اور مغفرت سے حصّہ وافر حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

کاہن کی بخشش نہیں

(۷) کاہن۔ جھوٹی غیب کی خبر بتلانے والے کو کہتے ہیں۔

(۸) عریف۔ یہ بھی کاہن کی ایک قسم ہے جو چوری اور گم ہوئی شے کو رجماً بالغیب بتلاتے ہیں کہ فلاں نے چرائی ہے۔ جس سے گھر گھر میں بدگمانیاں پھیل کر عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں جیسا کہ آج کل رمل اور فالنامہ والوں نے پیشہ اختیار کر رکھا ہے عورتیں آتی ہیں دریافت کرتی ہیں کہ میرا زیور جاتا رہا کس نے لیا ہے فالنامہ والے نے جھٹ فالنامہ کھول کر گھر میں کسی کا نشان بتلا دیا پس ایک بدگمانی کی جڑ قائم کر دی اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ایسی بدگمانیوں ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے ایسے کام سے توبہ کریں یہ مانع مغفرت ہے اور گناہ سے پیسہ کمانا ناجائز ہے۔

جابی کی بخشش نہیں

(۹) جابی مالگذار۔ جو حرام مال جمع کرے امام نووی فرماتے ہیں وَھُوَ اِسْتِخْرَاجُ الْمَالِ مِنْ مَّظَانِّھَا وہ ہر گمان کی جگہ سے مال نکالنے والا ہے تو اس معنی میں طرح طرح کے طریقے ایجاد کرکے قانون بنا کر مخلوق الٰہی کو پریشان کرنے اور ان سے روپیہ بٹورنے والے بھی اس میں داخل

ہوں گے۔ آج کی رات سچے دل سے توبہ کریں اور ایسے آئین و قوانین بنائیں کہ جن سے مخلوقِ خدا کو آرام و راحت پہونچے۔ تاکہ مغفرت اور آخرت کی راحت و آرام کا سبب ہو۔

ظالموں کے مددگار کی بخشش نہیں

(۱۰) شُرطی۔ پولس کے سپاہی کو کہتے ہیں مگر یہاں ظالموں کے نائب اور اعوان مددگار سے مُراد ہے جو چوکیدار اور محافظ ہوتے ہوئے چوروں کی ہمت افزائی کر کے چوری کرائیں ڈاکے ڈلوائیں اور ظالموں کی مدد کریں آج سب سچے دل سے اس عظیم گناہ سے توبہ کریں ورنہ یہ قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔

(۱۱) زانیہ

زانیہ عورت جو گناہوں کی جڑ اور اصل بنی ہوتی ہے اس شب میں اس کی مغفرت نہیں۔ محرک زنا عورت ہے کیونکہ عورت کا حُسن و جمال ظاہر کرنا ہی اصلی سبب زنا کا ہے چاہیئے کہ اس سے توبہ کرے تاکہ سینکڑوں مرد بھی تائب ہو جائیں اور چکلہ میں جانا چھوڑ دیں زنا غضبِ الٰہی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں اور بندیوں کے ساتھ خیانت ہے خدا غیور ہے اس کی غیرت سے ڈرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے ساتھ ننگے مرد ننگی عورتیں بلند ہو کر اوپر آتے ہیں پھر نیچے چلے جاتے ہیں معلوم ہوا کہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں جن پر یہ عذاب ہو رہا ہے۔

اہلِ کینہ اور بُغض کی بخشش نہیں

(۱۲) مشاحن۔ کینہ اور بغض رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ بغض مانع مغفرت ہے دیکھو صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ پیر اور جمعرات کو ابوابِ جنّت کھلتے ہیں ہر ایک کی بخشش ہوتی ہے مگر مشرک اور اُس شخص کی نہیں ہوتی ہے جو اپنے بھائی سے عداوت اور بغض رکھے یہاں تک کہ صلح کر لیں امام اوزاعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے صحابہ کرام کا بھی بغض دل میں رکھنا مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے وہ فرقہ مراد ہے کہ جو اپنے خلاف تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر کہتا ہے۔ اور سلف صالحین سے بغض رکھتے ہیں۔ اسی میں وہ بغض بھی داخل ہے جو بے دینوں کو

دین اور اہلِ دین اور علماء و صوفیاء سے بغض ہوتا ہے اہانت آمیز کلمات مُلّا وغیرہ لقب سے یاد کرتے ہیں اور صلحاء سے نفرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح بعض مغرور امراء غرباء سے بغض رکھتے ہیں اہلِ پیشہ اہلِ پیشہ سے کینہ اور بغض رکھتے ہیں غرضکہ عوام ہوں یا خواص سب سے بغض و عداوت رکھنا مانع مغفرت ہے۔ خواصِ اُمت کے ساتھ بغض رکھنا اور بھی زیادہ تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے حدیث میں ہے۔ (مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ) ولی سے عداوت اور لڑائی جھگڑا رکھنا اللہ سے لڑائی ہے۔ لڑائی میں جان و مال کا نقصان ہے تو اس حرب اور لڑائی میں ایمان کا نقصان ہے طبقات الکبریٰ للشعرانی میں ہے کہ بعض کے لیے اولیاء کا علم ظاہر بعض کے لیے ان کے اسباب کی پابندی بعض کے لیے ان کی ظاہری وجاہت و خوشحالی حجاب بن جاتا ہے اور سب سے بڑا حجاب مماثلہ مشاکلہ ہے جیسا کہ کفار نے انبیاء کے لیے کہا تھا (اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ) کیا ہم اپنے جیسے بشر کی پیروی کریں گے چنانچہ منافرت کے اسباب میں سے ایک سبب بغض کے لیے معاصرت بھی ہے معاصرین میں زیادہ انکار ہوتا ہے حکمتِ الٰہی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ کسی ایک کے اعتقاد پر سب خلقت جمع نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو اولیاء سے صبر کا اَجر فوت ہو جاتا۔ عناد پسند لوگوں کے عناد کا تو یہ عالم ہے کہ اگر کسی نام نہاد مولوی بزرگ صورت سے کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو بس اب تمام مولویوں اور علماء کو بُرا کہنا شروع کر دیں گے حالانکہ ایک کی بُرائی سب کے لیے موردِ الزام کیسے ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی) کہ ایک کی بُرائی اور گناہ سے سب کو الزام کیسے دیا جا سکتا ہے ارادت و محبت یہ نشانِ سعادت ہے اور نزولِ رحمت کا باعث۔ تمام کینوں عنادوں اور بغضوں سے سینہ کو محفوظ رکھنا اسی کو سلامت صدر کہتے ہیں یہ اعمال میں سب سے افضل عمل ہے صالحین نے اللہ تعالیٰ سے اس افضل عمل کو طلب کیا ہے اور دُعا کی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے (وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) الٰہی ایمان والوں

کے کینہ سے ہمارے دلوں کو محفوظ رکھ۔ بعض سلف صالحین کا کہنا ہے کہ کوئی انسان
فقط کثرتِ نماز اور روزے کے سبب اعلیٰ مقام پر نہیں پہونچا جو بھی پہونچا سلامتِ
صدر سخاوتِ نفس امت کی خیر خواہی کے سبب پہونچا۔ حسد و بغض میں تخریبی رجحانات
زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں کسی کو اپنے سے بلند دیکھا تو بجائے اس کے رشک میں بلند
سے بلند ہونے کی کوشش کریں اُس میں عیوب نکال کر گرانے کی کوشش کریں گے۔
تخریبی حسد کی بجائے تعمیری رشک کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے تا کہ کامل سے اکمل
اور حسین سے حسین تر ہوتے چلے جائیں تا کہ کمال کا حسن و جمال عالم میں زیادہ پھیلے
لازم ہے کہ آج کی رات کینہ اور بغض سے توبہ کر کے خدا کی رحمت کے مستحق بنیں۔

(۱۴) صاحبِ کُوبہ وعَرطبہ کی بھی آج شب کو مغفرت نہیں۔ کوبہ نرد یعنی چوسر وغیرہ کھیل کو کہتے ہیں۔ ابنِ ماجہ میں ہے
(مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) کہ جس نے نرد کا کھیل کھیلا اُس
نے اللہ رسول کی نافرمانی کی دوسری حدیث میں ہے (مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ
فَكَاَنَّمَا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَّدَمِهٖ) (ابنِ ماجہ صفحہ ۲۷۵) یعنی جو نردشیر
کھیلا گویا اُس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں ڈبوتے پس چوسر تاش
وغیرہ کھیل میں اپنا وقت ضائع کرنے والے اپنے اس مشغلہ کو دیکھیں اور توبہ کریں کہ
آج مغفرت نہیں۔ کوبہ کے معنے طبلہ کے بھی ہیں اور عرطبہ کے معنے عود یعنی
اکڑی کے ہیں جیسا کہ ماثبت بالسنہ میں ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ طبلہ
سارنگی سے مشغلہ رکھنے والوں کی بھی بخشش نہیں اس کام کو بھی سچے دل سے
چھوڑیں اور آج توبہ کریں ورنہ یہ کام بھی قبولِ توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔
کم از کم اس رات تو اتنی سی توبہ کر کے اللہ کی رحمت کا منتظر ہونا چاہیئے۔

(۱۵) عشار ظلم سے محصول لینے والے کو کہتے ہیں اس سے بھی آج کی رات توبہ کرنی چاہیئے۔

(۱۶) شاعر شعر کہنے والے کو کہتے ہیں اس سے مراد وہ شاعر ہے جو فحش گو اور حیا سوز اشعار لکھ کر مخلوق کو بے حیا بنانے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیٹ اگر لہو و پیپ سے بھر جاتا تو اس سے بہتر ہے کہ ایسے اشعار سے معمور ہوں ایسی شعر و شاعری سے خُدا ناراض ہے اس قسم کے مُخرب اخلاق شعراء آج کی رحمت و مغفرت سے محروم ہیں وہ شعراء جو حمدِ الٰہی نعتِ مصطفےٰ اور دین و قوم کی خدمت کرنے والے ہیں وہ مستحق صد مبارکباد ہیں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شعراءِ اسلام ان شعراء کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کلام سُنتے تھے اور خدا سے ان کی تائید و نصرت کے لیے مدد مانگتے تھے یہاں تک اسی لیے مضمون کو طویل کیا گیا ہے تاکہ وہ اوصاف جو قبولِ توبہ اور مغفرت سے مانع ہیں وہ معلوم ہو جائیں تو بندگانِ خدا اُن سے تائب ہو کر آج کی رحمت بھری رات کی برکتوں سے مالا مال ہوں نہ معلوم آئندہ سال تک حیات وفا کرے یا نہ کرے۔ پندرہویں شعبان کی رات آخری رات سمجھ کر تمام گناہوں سے توبہ استغفار کر کے ذکرِ الٰہی اور قیام اللیل میں گذاریں۔

شعبان کی پندرہویں شب کو کیا کیا اعمال مسنون ہیں

سوال:۔ مختصر طور پر فرما دیجیے کہ آج پندرہویں شب کو کیا کرنا ہے اور کل کیا کرنا ہے؟

جواب:۔ کل دن میں روزہ رکھنا ہے اور آج شب کو یہ کام کرنے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ہو سکے تو قبرستان جا کر مومنین مومنات اور شہدا کے لیے دُعائے مغفرت کرنا کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے (ما ثبت بالسنہ صفحہ ۲۱۷)

(۲) خدائے تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت اور اپنی حاجات کے لیے دُعا کرنا بہتر ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پڑھے اور اسم الحی القیوم کے توسل سے اپنے مردہ دلوں کے زندہ ہونے کی دُعا کرے یا یہ پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

آخر وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس استغفار کو بکثرت پڑھتے تھے۔

(۳) مطابق فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قُوْمُوْا لَیْلَهَا قیامُ اللَّیْل کی فضیلت حاصل کرنا یعنی عشاء اور فجر کو جماعت سے نماز پڑھے اور اس رات کچھ نوافل بھی ادا کرے تفسیر کبیر صفحہ ۴۴۶ اور غنیۃ الطالبین میں سو رکعت بعد الحمد دس دس بار قل ھو اللّٰہ کے ساتھ پڑھنا لکھا ہے مگر مختصر وہ نماز ہے جس کو جواہر خمسہ میں لکھا ہے کہ بارہ رکعت تہجد کی سورہ فاتحہ کے بعد پچاس پچاس قل ھو اللّٰہ شریف کے ساتھ ادا کرے انشاء اللہ قیام اللیل کی فضیلت حاصل ہو جائیگی بہتر یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد یہ بھی دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِكَ ٥

(ماثبت بالسنہ صفحہ ۲۱۶)

الہٰی تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے پس میری معذرت کو قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میں جو تجھ سے طلب کرتا ہوں عطا فرما اور جو میرے نفس کے اندر ہے اس کو تو جانتا ہے پس مغفرت کر میں تجھ سے دعا کرتا ہوں ایسے ایمان کا جو میرے قلب سے متصل رہے اور ایسا سچا یقین طلب کرتا ہوں کہ یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ مجھ تک وہی چیز پہونچے گی جو تو نے میرے لیے لکھ دی ہے اور مجھ کو راضی کر دے اپنے فیصلہ پر

اگر مکہ مکرمہ میں ہو تو سبحان اللہ بعد طواف مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر یہ مانگے ورنہ جہاں کہیں ہو شب برات میں دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگے ماثبت بالسنہ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اُترے تو طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے مذکورہ بالا دو رکعت پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تم نے وہ دعا کی ہے کہ اس کی وجہ سے ہم نے تمہاری دعا قبول کی اور تمہاری مغفرت فرمائی اور تمہاری ذریت میں سے تمہارے بعد جو کوئی یہ دعا

مانگے گا مغفرت کے ساتھ اُس کے غم کو دور کروں گا اور ہر تاجر کی تجارت سے اُس کی تجارت کو زیادہ کروں گا اور اُس کے پاس دُنیا ناک رگڑتی ہوئی آئے گی۔

(۴) بہتر یہ ہے کہ نوافل کے اندر سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد مندرجہ ذیل دُعا پڑھے:-

سَجَدَ لَكَ خَيَالِیْ وَسَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ فَهٰذِهٖ يَدِیْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِیْ يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ ۝

میرے خیال میرے دِل نے سجدہ کیا میرا دِل تجھ پر ایمان لایا یہ میرا ہاتھ ہے اور وُہ گناہ ہیں جو میں نے اس ہاتھ کے ذریعہ اپنے نفس پر کیے۔ اے عظمت والے اُمید کی جاتی ہے ہر عظیم شے کی پس میرے عظیم گناہ کی مغفرت فرما سجدہ کیا میرے چہرے نے اُس ذات کو جس نے اس کو پیدا کیا اور جس نے اس کو شکل وصُورت وسماعت و بصارت عطا کی۔

پھر دوسرے سجدہ میں یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ وَجْهِیْ فِی التُّرَابِ لِسَيِّدِیْ وَحُقَّ لَهٗ اَنْ يَّسْجُدَ ۝

(ما ثبت بالسنہ)

میں پناہ مانگتا ہوں تیرے غصہ سے تیری رضا کے ساتھ اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے عذاب سے تیری معافی کے ذریعہ اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیرے ہی ذریعہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ذات کی تعریف کی میں اس طرح کہتا ہوں جس طرح میرے بھائی داؤد نے کہا کہ میں اپنا چہرہ اپنے مولیٰ کے واسطے خاک آلود کرتا ہوں اور سزاوار ہے وہ کہ اس کے لیے (ایسا ہی) سجدہ کیا جائے۔

(۵) اس رات میں یہ دُعا بھی پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَ الْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ہ	الٰہی تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے کریم ہے معافی کو پسند کرتا ہے مجھ کو بھی معافی دے الٰہی میں تجھ سے عفو اور عافیت اور دُنیا و آخرت میں دائمی معافی کا خواستگور ہوں۔

ابوالحسن بکری فرماتے ہیں کہ اس شب کی دُعاؤں میں بہتر وہ مذکورہ بالا دعا ہے جو شب قدر میں پڑھی جاتی ہے اور لیلۃ القدر کے بعد افضل رات یہی ہے لہٰذا اس میں بھی وہی دُعا بہتر ہے۔ (ماثبت بالسنہ)

(۶) اس رات میں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِيَاءَ فَامْحُهُ وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَاثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ (مرقات ص۱۷۱)	اے اللہ اگر آپ نے ہم کو شقیوں میں لکھا ہے تو اس شقاوت کو مٹا دے اور اگر ہمکو سعید لکھا ہے تو اس سعادت پر قایم رکھیئے بیشک جس کو آپ چاہیں محو اور ثبات کر سکتے ہیں آپ کے پاس ام الکتاب ہے۔

سوال:۔ براہ کرم یہ معمہ اور حل کر دیں کہ آجال، ارزق اور جملہ حکیمانہ احکام کی تقسیم اور نزول قرآن لیلہ مبارکہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا۔ جمہور اس طرف ہیں کہ وہ لیلہ مبارکہ شب قدر ہے کیونکہ اس میں قرآن کے نزول کی خبر ہے یہ صفت شب قدر کی ہے جیسا کہ سورہ انا انزلنا میں ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور اسی شب میں تفریق اور تقسیم کا کام بھی بتلایا گیا تو اب یہ ثابت ہوا کہ شب قدر ہی میں ارزاق اور آجال کی تقسیم ہوتی ہے نہ کہ شب برات میں اور حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ شب براءت میں ہوتی ہے لہٰذا دونوں

کے درمیان تطبیق کیا ہے بیان فرمائیں؟
جواب:- ماثبت بالسنہ ص۲۰۵ میں اس کی تطبیق اس طرح بیان کی گئی ہے کہ کتابت کا کام نصف شعبان کی رات سے شروع ہوتا ہے اور لیلۃ القدر میں تقسیم اور تفریق کا کام مکمل ہو جاتا ہے۔ مرقات ص۱۷۷ میں ہے کہ دونوں راتوں کی شرف اور بزرگی کے سبب ممکن ہے فرق اور تقسیم کا کام دونوں راتوں میں ہوتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک میں تفصیلی ہو، دوسرے میں اجمالی ہو یا ایک رات اُمورِ دُنیوی کے ساتھ خاص ہو اور دوسری رات امورِ دینی کے ساتھ مخصوص ہو فہرست مختلف ہوں۔
سوال:- ایک خدشہ اور باقی رہ گیا براہِ کرم اس کا بھی مختصر سا جواب مرحمت فرمائیں کہ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سال کے اندر کوئی مرنے والا نہیں ہوتا مگر اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے فَاُحِبُّ اَنْ یُکْتَبَ اَجَلِیْ وَاَنَا فِیْ عِبَادَةِ رَبِّیْ وَعَمَلٍ صَالِحٍ پس مجھ کو محبوب ہے کہ میری اجل اس حال میں لکھی جائے کہ میں رب کی عبادت اور عملِ صالح میں ہوں دوسری حدیث میں (فَاُحِبُّ اَنْ لَّا یُنْسَخَ اِسْمِیْ اِلَّا وَاَنَا صَائِمٌ) مجھے یہ پسند ہے کہ میرا نام نہ لکھا جائے مگر اس حال میں کہ روزہ سے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزہ تو دن میں ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کتابت رات کو ہوتی ہے رات محل روزہ نہیں دن میں روزہ ہے تو محل کتابت نہیں تو پھر یہ کیسے صادق آتا ہے کہ میں اس لیے روزہ رکھتا ہوں کہ اجل کی کتابت بحالتِ روزہ ہو؟
جواب:- ماثبت بالسنہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کتابت دن میں ہوتی ہو اور شب کو صحیفے فرشتوں کو پیش کیے جاتے ہوں جیسا کہ حدیث میں آیا بھی ہے کہ شب کو صحیفے ملائکہ کو دیئے جاتے ہیں ان کو حکم ملتا ہے کہ اس میں جن کے نام ہوں اُن کی رُوح قبض کرو یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس سے مُراد روزہ کی بھوک پیاس کا اثر یعنی ضعف ہو جو کتابت اجل کے وقت نزولِ رحمت کا باعث ہو۔

سوال :۔ کیا شعبان کے نصف آخر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں اگر ضعف لاحق ہو تو منع ہے ورنہ اجازت ہے ۔ یہ بھی شفقت کی بنار پر ہے ۔ (مواہب صفحہ ۱۲۶)

فضائل پیدا کرنے اور رذائل دور کرنے کیلئے مجرب عمل

سوال :۔ کیا شب برأت میں بھی کوئی عمل پڑھا جاتا ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں اکتسابِ فضائل اور ازالہ رذائل کے لیے عمل پڑھا جاتا ہے سبحان العلی الاعلی الوھاب ۳۵۲ مرتبہ پڑھ کر الذی خلقنی فھو یھدین سو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ عمدہ محاسن اور فضائل کی طرف راہ ملے گی اور بے راہ روی دور ہو گی اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ حاصل ہوں گے ۔

رمضان

سوال :۔ رمضان اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے ؟

جواب :۔ اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ (اِنَّ الْجَنَّةَ تَزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلَى حَوْلٍ قَابِلٍ) تمام سال جنت رمضان کے لیے آراستہ ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے (اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ) رمضان میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں تو اسی بہار کا عکس ہے جو بہار رمضان میں نظر آتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین باندھ دیئے جاتے ہیں جب مسلمانوں نے کامل ایک ماہ کی اہم عبادت کے لیے دِل کشادہ کر لیا تو خدائے تعالیٰ نے اُن کے لیے عالمِ بالا کے

دروازے کشادہ کردیئے تاکہ رحمتِ الٰہی نازل ہو جب انہوں نے شہوت کے دروازے بند کردیئے تو اللہ تعالےٰ نے دوزخ کے دروازے اُن پر بند کردیئے جب انہوں نے روزہ جیسی صفت حق سے قربِ معبود حاصل کرلیا تو بُعد میں لے جانے والی تمام شیطانی قوتیں باندھ کر علیحدہ کردی گئیں۔

سوال:۔ رمضان میں سب مسلمان اجتماعی صورت میں روزہ کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اس میں کوئی حکمت ہو تو بیان فرمائیں؟

جواب:۔ اس اجتماع میں علماء اور اولیاءِ کاملین بھی ہوتے ہیں اُن کی عبادت کے ساتھ جب عوام کی عبادت مِل کر پیش ہو گی تو مولا کریم کا کرم اس سے بلند ہے کہ خواص کی عبادت کو قبول فرمائے اور عوام کی ناقص عبادت کو رد فرمادے بلکہ کاملوں کی عبادت کے صدقہ میں ناقصوں کی عبادت کو بھی قبول فرمائے گا نیز حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ناقص کی عبادت کاملین کی عبادت کے انوار سے روشن ہو جاتی ہے۔

شوال

سوال:۔ ماہِ شوال اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے؟

جواب:۔ ماہ شوال اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔

سوال:۔ اس ماہ کی کچھ فضیلت بھی بیان فرمائیے؟

جواب:۔ اس ماہ کا پہلا دن عید کا دِن ہے یہ دِن خُدا کی رضا اور اس کی مغفرت اور انعام و اکرام پانے کا دِن ہے۔ جب اس کے بندے تراویح شب بیداری روزہ وغیرہ عبادت اور طاعات سے فارغ ہو کر نمازِ عید کے لیے جمع ہوتے ہیں تو خدا اِن عابدین کے ذریعہ ملائکہ پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ ہی نے بنی آدم پر طعن بھی کیا تھا۔ اسی لیے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے فرشتو دیکھا اِن عمل کرنے والوں کو اس کی جزا کیا ہے وہ عرض کریں گے۔ یہ پُورا پُورا اجر مِلنے کے مستحق ہیں ارشاد ہو گا کہ اے میرے

فرشتو چونکہ یہ لوگ عظیم فریضہ ادا کر کے دُعا کے لیے نکلے ہیں مجھے اپنے جلال اور کرم اور برتری اور رفعتِ مکان کی قسم میں ان کی دُعائیں سنوں گا اور قبول کروں گا پھر اللہ تعالیٰ اس اجتماع سے فرماتا ہے کہ جاؤ اپنے گھروں کو لوٹو اس حال میں کہ میں نے تمہاری مغفرت کی اور تمہارے سیئات کو حسنات کے ساتھ بدل دیا۔ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی)

یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی عظمتِ شان ابنِ ماجہ کی اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اِس ماہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا صُمْ شَوَّالًا شوال میں روزہ رکھا کرو یہ مہینہ چونکہ رمضان سے ملا ہوا ہے تو شعبان کی طرح قربِ فرائض کی وجہ سے اس کے روزہ بھی افضل ہوئے۔

سوال :- خاص اس ماہ کے کون سے روزے ہیں ؟

جواب :- شش عید کے روزے ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کے برابر ہے۔ حدیث شریف میں ہے (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ) (مسلم)

یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھ کر چھ روزے بعد میں اور رکھے تو اُس کا ثواب ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے کیونکہ ایک نیکی دس کے برابر ہوتی ہے تو اس حساب سے رمضان کے روزے دس مہینہ کے برابر اور چھ روزے دو مہینہ کے برابر۔ تو مجموعہ بارہ مہینہ کے برابر ہو گیا اس طرح اگر علی الدوام رکھتا رہا تو ہمیشہ روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوا۔

سوال :- ان چھ روزوں کی حکمت اور فوائد بھی بیان فرمائیں ؟

جواب :- (۱) ایک فائدہ تو یہ ہے کہ عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) رمضان کے فرض روزوں میں کچھ خلل و نقصان رہ جاتے تو اُن سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(۳) رمضان کے فرض روزوں کی مقبولیت کا نشان ہے جب اللہ تعالیٰ کسی نیک عمل کو قبول فرماتا ہے تو قبولیت کا نشان یہ ہے کہ مزید عملِ صالح کی توفیق بخشتا ہے

(۴) رمضان کی تمام عبادات کی تکمیل پر بطورِ شکرانہ یہ روزے ہیں۔

(۵) اس امر پر اظہار بھی مقصود ہے کہ رمضان ختم ہونے کے بعد مسلمانوں میں سے روزہ کی عبادت ختم نہیں ہوئی معبود باقی ہے تو عبادت بھی باقی ہے۔

(۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بھی تعمیل ہے (اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ) پس رمضان کے روزے ختم ہونے کے بعد پھر روزہ شروع کر دینا افضل عمل ہے جس طرح قرآن ختم کر کے پھر قرآن شروع کر دینا افضل ہے۔ ان روزوں کو قربِ فرائض کا بھی شرف حاصل ہے جس کی فضیلت کی طرف حدیث (صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِیْ یَلِیْہِ) میں اشارہ ہے کہ رمضان سے متصل ہونے کے سبب اتصالِ فرائض کا شرف ان روزوں کو حاصل ہے جیسا کہ شرف قرب واتصال شعبان کے روزوں کو حاصل ہے۔

سوال: شش عید کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے؟

جواب: تنویر الابصار میں ہے کہ ان روزوں کو متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے ان روزوں کو لگاتار رکھنا عید الفطر کے بعد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اس خوف سے کہ لوگ ان کو رمضان ہی میں شمار کرنے لگیں اور یہ سمجھیں کہ فرض پر مزید اضافہ ہے لیکن شامی ص۱۲۵ میں ہے (اَلْاٰنَ زَالَ ذَالِکَ الْمَعْنٰی) اس وجہ سے اب بالکل مکروہ نہیں کیونکہ احکامِ اسلام واضح ہو چکے لہٰذا عامہ متاخرین اسی طرف ہیں کہ اگر ان روزوں کو بعد عید لگاتار بھی رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر عالمگیری (ص۲۱۳) نے ان روزوں کی ادائیگی کا مستحب طریقہ یہ لکھا ہے کہ متفرق طور پہ رکھے اس طرح کہ ہر ہفتہ دو دو روزے رکھے یہ طریقہ کراہت اور تشبیہ نصاریٰ سے دور تر ہے۔

سوال: اگر رمضان کے کچھ روزے قضا ہو جائیں تو پہلے ان کو رکھے یا شش عید کے روزے رکھے؟

جواب:۔ لطائف میں ہے پہلے ان کو پورا کرے تاکہ رمضان کے پورے روزے ہو جائیں تو بعد تکمیل مَنْ صَامَ رَمَضَانَ (ثُمَّ اَتْبَعَهُ) صادق آئے یوں قضا سے پہلے بھی رکھ سکتا ہے۔

سوال:۔ بعض کہتے ہیں کہ عید کے بعد پہلے دن اوّل شش عید کے روزوں میں سے ایک روزہ رکھنا ضروری ہے یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ضروری نہیں ہے لیکن یہ جلدی الحال المرتحل کے پیش نظر مستحسن معلوم ہوتی ہے پھر باقی روزوں کو متفرق طور پر تمام مہینہ میں پورا کرتا رہے لیکن کوئی جزئیہ اس کا خاص نظر سے نہیں گزرا۔

ذوالقعدہ

سوال:۔ ذوالقعدہ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب:۔ اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے اس کو ذی القعدہ اس لیے کہتے ہیں کہ (لِقُعُوْدِهِمْ فِيْهِ عَنِ الْقِتَالِ) اس میں جنگ و قتال سے رُکنا اور بیٹھ جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے اس میں قتل و قتال جائز نہیں اُوپر بیان گزرا کہ حرمت والے مہینے چار ہیں ذی القعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ ایک باہلہ کے رہنے والے بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ لگاتار روزہ رکھنے سے اُن کا جسم متغیر ہو گیا تھا کہ یہ کس نے تم سے کہا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو (صُمِ الشَّهْرَ الْحَرَامَ) صرف ماہِ حرام کے روزے رکھو باقی چھوڑ دو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نسائیؒ، ابو داؤدؒ اور ابنِ ماجہ سب نے بیان کیا۔ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) عبادت کے سلسلہ میں ایسی مشقت اور تکلیف میں نفس کو نہ ڈالے کہ جس سے جسم کو ایذا پہونچے مقصود ایذا پہونچانا نہیں ہے بلکہ تہذیبِ نفس اور اصلاحِ اخلاق ہے۔

(۲) دوسرے عبادات اور حقوق کا بھی لحاظ رہے۔ محض کثرت صیام ہی پیش نظر نہ ہو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کم روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میں بوجہ ضعف تلاوتِ قرآن پر قادر نہیں رہتا اس لیے میں زیادہ روزے نہیں رکھتا اور قرآن پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے بعض سلف صالحین فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی بلند مرتبہ پر پہنچا سعادت نفس، سلامت صدر، کسرِ نفسی اور خیر خواہی اُمت سے پہنچا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہے کہ صرف ظاہری نماز روزہ کی کثرت پر کوئی مغرور نہ ہو جائے۔ اصلاحِ قلب تصفیہ باطن پر بھی زور دوسے روزوں میں فقط مسنون اوقات فاضلہ کے روزہ پر اکتفا کرنے اسی میں سے ماہِ حرام بھی ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہِ حرام کے روزوں کو فضیلت حاصل ہے۔ اس ماہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے اسی ماہ میں واقع ہوئے سوائے اُس عمرہ کے جو حج کے ساتھ واقع ہوا مگر اُس کا احرام بھی ذی القعدہ ہی میں باندھ لیا گیا تھا دوسری خصوصیت اس ماہ کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیس ۳۰ روزے انتظار کتاب الٰہی میں اسی ماہ میں واقع ہوتے۔

سوال:۔ کیا ماہِ ذی القعدہ میں کسی خاص دن کے روزے بھی ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔ جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کے خاص روزے ہیں جو کوئی ماہ حرام میں یہ روزے رکھے گا اس کو نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا اور ذی القعدہ بھی ماہِ حرام میں داخل ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری صہ ۲۳ ۔ شرح علین العلم صہ ۸۳)

ذوالحجہ

سوال:۔ ذوالحجہ اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے؟

جواب:۔ یہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے یہ بھی حرمت والے مہینوں

میں سے دوسرا مہینہ ہے اس ماہ کے پہلے عشرہ کی بڑی فضیلت ہے اس سے زیادہ کیا فضیلت ہوگی کہ اس عشرہ کو قسم سے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عزت بخشی اور فرمایا (وَالْفَجْرِ ہ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ہ (پ۳۰ ع ۱۴) رمضان کے پچھلے عشرہ کو بھی فضیلت ہے تواب دونوں عشروں میں کون سا افضل ہے اس میں علماء نے تطبیق اس طرح دی ہے کہ رمضان کے پچھلے عشرہ کی راتیں افضل ہیں شب قدر کی وجہ سے اور عشرہ ذی الحجہ میں دن افضل ہیں یَوْمُ التَّرْوِیَة یَوْمِ عَرَفَة یَوْمُ النَّحْر کی وجہ سے حتیٰ کہ اگر کوئی یہ منت مانے کہ میں سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھوں گا تو علماء فرماتے ہیں کہ یہ شخص عشرہ ذی الحجہ میں روزہ رکھ کر اپنی نذر پوری کرے اور اگر تمام دنوں میں افضل دن کی نذر مانی ہے تو عرفہ کے دن روزہ رکھے حدیث شریف میں ہے :-

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ یَعْنِی الْعَشْرَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذَالِكَ بِشَیْءٍ - (ماثبت بالسنہ)

دوسرے ایام کے مقابلہ میں اس عشرہ کے ایام میں نیک عمل کرنا اللہ کو زیادہ محبوب ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی کیا اس سے افضل نہیں ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر وہ شخص کہ جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ نہ پلٹا۔

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

مگر ابن ماجہ ص ۱۲۵ میں ایک دوسری حدیث ان ایام کی فضیلت میں آئی ہے اس میں شب کی فضیلت بھی ہے۔

مَا مِنْ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیَّامٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَنْ یُتَعَبَّدَ لَهٗ فِیْهَا مِنْ اَیَّامِ الْعَشْرِ وَاِنَّ صِیَامَ یَوْمٍ فِیْهَا لَیَعْدِلُ صِیَامَ سَنَةٍ وَلَیْلَةٌ فِیْهَا بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ (ابن ماجہ ص ۱۲۵)

عبادت کے لیے دنیا کے تمام دنوں میں اللہ تعالیٰ کو اس عشرہ کے ایام زیادہ محبوب ہیں ان میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے اور ہر رات کی عبادت شب قدر میں عبادت کے برابر ہے۔

پس تحقیقی جواب یہ ہے جو زرقانی نے ذکر کیا کہ اگرچہ عشرہ رمضان کو شب قدر حاصل ہونے کی فضیلت جزئی حاصل ہو مگر مجموعی طور پر عشرہ ذی الحجہ ہی افضل ہے۔

سوال: کیا اس عشرہ کے جمعہ کو بھی فضیلت حاصل ہے؟

جواب: جی ہاں دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک جمعہ ہونے کی دوسرے ایام عشر سے ہونے کی (مواہب ص۱۲۹) تیسرے عرفہ ہونے کی اگر اس دن جمعہ واقع ہوا تو سال کے بہترین دن کے ساتھ جمع ہوا تو پھر حاجی کو اس دن عمل حج کی فضیلت پر کیوں نہ فخر حاصل ہو۔

سوال: اس عشرہ میں بال اور ناخن کو ترشوائے یا نہیں؟

جواب: حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس مقدس عشرہ کے ایام میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت متروک ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرے اس کو چاہیئے کہ قربانی ہونے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے مگر لوگ اس کا لحاظ نہیں رکھتے۔

سوال: کیا اس عشرہ میں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے؟

جواب: جی ہاں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے اور دس گیارہ بارہ تیرہ تاریخ کے روزے حرام ہیں۔ (عالمگیری ص۲۰۱)

سوال: عشرہ کے ایام میں روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے؟

جواب: مراقی الفلاح ص۲۱۹ میں ہے کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔ نسائی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو نہیں چھوڑا عاشورہ کا روزہ۔ عشرہ ذی الحجہ کا روزہ۔ ہر ماہ کے تین روزے فجر سے پہلے دو رکعت سنت۔ (مواہب ص۱۲۸)

عرفہ کا روزہ مستحب ہے

سوال: عرفہ کا روزہ کیسا ہے؟

جواب: عرفہ کا روزہ مستحب ہے۔

عرفہ کے روزہ کا ثواب

سوال: عرفہ کے روزہ کا کیا ثواب ہے؟

جواب: اشعۃ اللمعات ص۱۰۵ میں ہے کہ اس کا ثواب

ڈوسال کے روزوں کے برابر ہے۔ مراقی الفلاح صـ۳۱۹ میں ہے کہ فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ کا روزہ ڈوسال کا کفارہ ہے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے لیے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے لیے کفارہ ہے۔ طحطاوی صـ۳۵۰ میں ہے کہ یہ موسوی شریعت کا روزہ ہے اور وہ شریعتِ محمدی کا روزہ ہے لہٰذا فوقیت ہونی چاہیئے۔

عرفات میں عرفہ کے روزہ کا حکم

سوال:۔ عرفات میں حاجی کو عرفہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ دُرِّ مختار صـ۱۱۴ میں ہے کہ مستحب ہے مگر شامی میں ہے کہ اگر ضُعف پیدا کرے تو پھر مکروہ ہے اسی شفقت کی بنا پر جو کہ ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا (نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ) نیز خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ روزہ نہیں رکھا۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک کیا تو حضرت اُمِ فضل نے کہا کہ میں نے ایک پیالہ دُودھ کا آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کو نوش فرمایا اُس وقت آپ بحالت وقوف اُونٹ پر سوار تھے۔ ایسا ہی فعل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اس دن روزہ نہیں رکھتا ہوں اور منع بھی نہیں کرتا ہوں یہی حکم آٹھویں، ذی الحجہ کا ہے یہ روزہ حاجی کو افعالِ حج سے عاجز کرے گا اور جس کو عاجز نہ کرے اس کو رخصت ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے (وَيُكْرَهُ صَوْمُ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ) اشعۃ اللمعات صـ۱۶۰ میں ہے کہ پس مختار آنست کہ صوم عرفہ مستحب است مگر برائے حاج۔

سوال:۔ اس ماہ کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا یہ روزے مستحب ہیں؟

جواب:۔ مستحب ہیں آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ماہِ حرام کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ رکھنے والوں کو نوسو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ ذی الحجہ

بھی ماہِ حرام میں داخل ہے لہٰذا جو کوئی اس میں جمعرات جمعہ ہفتہ کا روزہ رکھے گا اللہ تعالےٰ اس کو بھی نوسو برس کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(شرح عین العلم صفحہ ۲۸۳۔ عالمگیری صفحہ ۲۱۴)

آخری ماہ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب

سوال:- جو کوئی ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں اور محرّم کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھے اس کا کیا ثواب ہے؟

جواب:- شرح شرعۃ الاسلام میں ہے پچاس برس کے روزوں کا ثواب ملتا ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں تین روزے رکھنا مستحب ہے لہٰذا بہتر ہے کہ اس ماہ کے آخر میں بھی تین روزے رکھے تاکہ سال کا اختتام عبادت پر ہو۔

دنوں کے روزہ کے بیان میں

جمعہ

سوال :- جمعہ کے دِن کا روزہ کیسا ہے ؟
جواب :- درمختار صد ۱۱۴ میں ہے کہ مستحب ہے عالمگیری اور بحرالرائق
میں بھی یہ ہی ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مستحب ہے مگر نورالایضاح میں ہے کہ خاص
جمعہ کا روزہ مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جمعہ کی تخصیص کو منع فرمایا۔
مسلم میں ہے (لَا تَخْتَصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِّنْ بَیْنِ الْاَیَّامِ) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تخصیص کو اس طرح رفع فرمایا (لَا یَصُوْمُ اَحَدُکُمْ یَوْمَ
الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ یَّصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْ یَصُوْمَ بَعْدَهٗ (متفق علیہ) کہ نہ روزہ رکھے تم میں
سے کوئی جمعہ کے دِن تنہا مگر یہ کہ روزہ رکھے اس کے قبل یا اس کے بعد یعنی جمعرات
یا ہفتہ کا روزہ بھی اس کے ساتھ ملائے اور دونوں کو ملا لے تو اور بھی بہتر ہے۔
تخصیص کی ممانعت کی وجہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہے کہ کسی دِن کو اس طرح عبادت کیلئے خاص کر لینا کہ باقی تمام ایام کو
عبادت سے معطل کر دیا جائے۔ ایسی تخصیص ممنوع ہے۔ نفحات الٰہی کو دوسرے
اوقات میں بھی تلاش کرو۔ یعنی ایسے اوقات کو بھی ڈھونڈو جس میں خدا کے لطف و کرم
کی ہوائیں چلتی ہیں اور انس و محبت کی خوشبوئیں مہکتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جمعہ ہی جمعہ
کی عبادت پر اکتفا کر لیا جائے۔ کہ پھر کوئی عبادت نہ کی جائے۔ جمعہ کا وہ روزہ
ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم افطار کیا ہے۔ نسائی اور
ترمذی میں ہے (قَلَّمَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ) بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔

کہ آپ نے جمعہ کا روزہ چھوڑا ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے افطار نہیں فرماتے تھے یعنی ناشتہ اور کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بعد جمعہ کھانا نوش فرماتے تھے۔ بعض نے کہا ہے۔ یہ بھی اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ جمعہ کا روزہ افطار نہیں کیا یعنی قبل یا بعد کا روزہ ملا کر رکھا۔ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے مرقات میں تحریر فرمایا کہ جب حدیث مطلق ہے تو اطلاق ہمارے مذہب کے لئے مؤید ہے۔ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔ پس نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص اور نہ یہ معنے مراد ہیں کہ قبل از جمعہ افطار نہیں فرماتے تھے۔ کہ یہ سیاق سباق سے بعید ہے۔ شامی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمیشہ جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

حیات الصائمین میں ہے کہ جمعہ کو فضیلت حاصل ہے لہٰذا روزہ مستحب ہے کہ تعظیم بالصوم ہے بہرحال جمعہ کے روزہ کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ بھی ملا لیا جائے۔ تو اس کی افضلیت میں شک نہیں۔

سوال :- جمعہ اور اس کی رات کی کیا فضیلت ہے؟

جواب :- یہ رات اور دن بڑی نورانیت کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ لَیْلَۃٌ اَغَرٌّ وَیَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمٌ اَزْھَرُ) اغر کے معنے انور کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ نور والی۔ غرہ سے مشتق ہے گویا یہ رات بھی انوار اور تجلیات میں مثل دن کے روشن ہے اسی مشاکلۃ کی بنا پر اغر صیغہ مذکر لایا گیا۔ یا لیلہ بمعنی لیل ہے۔ تا تانیث کی نہیں ہے بلکہ وحدت جنسی پر دلالت کے لئے ہے کہ تمام جمعہ کی راتیں مثل دن منور اور روشن ہیں۔ (مرقات صہ ۲۱۴)

سوال :- کیا جمعہ کے دن کا کوئی اور روزہ بھی ہے۔

جواب :- جی ہاں! جن کے یہاں اولاد نہیں ہوتی ان کے لئے ایک مجرب عمل کے ساتھ روزہ بھی ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ جمعہ کے دِن زن وشوہر دونوں روزہ رکھیں۔ افطار بادام شکر اور روٹی پر کریں۔ پانی اصلاً نہ پئیں۔ بعد نماز مغرب ایسے شہد سے جس کو آگ نے مَس نہ کیا ہو۔ ذیل کی آیات شیشہ کی طشتری پر لکھیں وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ تا یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا پھر آب شیریں سے دھو کر پتیلی میں ڈالیں اور دو سو چوبیس ۲۲۴ سفید یعنی کابلی چنے لے کر ہر ایک پر بہ آیات مذکورہ پڑھ کر ان کو بھی پتیلی میں ڈال دیں۔ پھر پانی اور چنے کو تیز آگ پر خوب جوش دے کر پکائیں بعد نماز عشاء ایک بار سورہ مریم پڑھ کر پانی سے چنے کو نکال کر قدرے شیرہ انگور شامل کر کے اس پانی کو نصفاً نصف دونوں مرد عورت پی کر سو جائیں پھر صحبت کریں تو انشاء اللہ صالح بچہ ہوگا۔ اگر یہ عمل متواتر تین شب تک کیا جائے تو زیادہ قوی ہوگا۔

(حرز الامان)

ہفتہ

سوال :- ہفتہ کے دن کا روزہ کیسا ہے؟

جواب :- نورالایضاح میں ہے کہ تنہا ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر اعتقادِ تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہفتہ کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے۔

لَا تَصُوْمُوْا یَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِیْمَا افْتُرِضَ عَلَیْکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اَحَدُکُمْ اِلَّا لِحَاءَ عِنَبَۃٍ اَوْ عُوْدِ شَجَرٍ فَلْیَمْضَغْہُ۔

ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو سوائے فرض روزوں کے (نذر قضاء وغیرہ) اگر کسی نے روزہ رکھ لیا اور اس کے توڑنے کے لئے کچھ نہیں پاتا ہے سوائے پوست انگور یا کسی درخت کی لکڑی کے تو اسی کو چبا کر (روزہ توڑ ڈالے)

دوسری یہ حدیث ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ السَّبْتَ وَیَوْمَ الْاَحَدِ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ اور اتوار کو دیگر ایام کے مقابلہ میں اکثر روزہ

اَکْثَرَ مَا یَصُوْمُ مِنَ الْاَیَّامِ وَیَقُوْلُ اِنَّهُمَا یَوْمَا عِیْدٍ لِّلْمُشْرِکِیْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُخَالِفَهُمْ ٥

رکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں مشرکین کے عید کے دن ہیں۔ مجھے ان کی مخالفت پسند ہے۔

پہلی حدیث سے روزہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسری حدیث سے اجازت۔ مرقات میں ہے علماء نے ان دونوں میں تطبیق کئی طرح سے کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ باعتقادِ تعظیم رکھے اور اجازت اس صورت میں ہے۔ کہ بہ نیت مخالفت روزہ رکھے وہ لوگ اپنے عید کے دن کھاتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، تم ترک اکل و شرب کر کے اس کی مخالفت کرو۔ توجیہات مختلف ہوئیں۔ بعض نے کہا کہ روزہ کے ساتھ ہفتہ کے دن کو خاص کرنے میں اس دِن کی تعظیم ہے تو اگر اس دن کے ساتھ دوسرے دِن کا روزہ بھی شامل کر لیا جائے تو خاص دن کی تعظیم نہ ہو گی لہٰذا ممانعت تنہا روزہ رکھنے کی ہے۔ اور اجازت دوسرے روزہ شامل کرنے کے ساتھ ہے جیسا کہ حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ ملا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تو نورالایضاح نے پہلے قول کے مطابق کہا اور عالمگیری نے دوسرے قول کی بنا پر۔ ہر ایک کی گنجائش ہے نیت پر معاملہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرا بھی روزہ شامل کر لیا جائے تاکہ عَلٰی وَجْهِ الْمَسْنُوْن ادا ہو۔

سوال:۔ کیا ہفتہ کے روزہ کا حدیث میں کوئی اور بھی ذکر ہے۔

جواب:۔ مہینہ کے تین روزے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ ایک ماہ میں ان کو ہفتہ سے شروع کر کے پیر پر ختم کرتے اور دوسرے ماہ میں منگل سے شروع کر کے جمعرات پر ختم کرتے تھے۔ (ترمذی)

اتوار

سوال:۔ اتوار کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ وہی حکم ہے جو اُوپر ہفتہ کے بیان میں گزرا وہاں مفصل دیکھئے

اگر اعتقادِ تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ شامل کرلے۔ جیساکہ اُوپر مسنون ہونا اس کا معلوم ہوا۔

میدانِ مقابلہ میں غلبہ کیلئے مجرّب عمل

سوال:۔ اِس دِن کا کچھ عمل بھی بتائیں؟

جواب:۔ جو کوئی اتوار کے دن روزہ رکھ کر سورہ نِساء کی یہ آیت یا ایھا الناس قد جاءکم برھان (کو) مستقیما تک پاک چمڑے پر لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ انشاءاللہ ہر مقابلہ کے میدان میں کامیاب رہے گا۔ (الدر النظیم ۴۸)

پیر

سوال:۔ پیر کے دِن کا روزہ کیسا ہے؟

جواب:۔ مستحب ہے۔ (نور الیضاح۔ مراقی الفلاح ۳۵۰)

سوال:۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ رکھا ہے۔

جواب:۔ جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ رکھا اور فرمایا کہ میں اس وجہ سے رکھتا ہوں۔ کہ میں اس دِن پیدا ہوا اور اسی دِن مجھ پر نزولِ وحی ہوا جیساکہ مسلم شریف میں ہے۔ (فِیہِ وُلِدْتُ وَفِیہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ) مرقات میں ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح مکان کو مکین سے شرف حاصل ہوتا ہے اسی طرح زمانہ کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اس بزرگ اور معظم شئے سے جو اس میں واقع ہو بہرحال اس دِن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نعمتِ وجودِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور نزول وحی کے شکرانہ میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ زرقانی میں ہے۔ کہ نزولِ وحی اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ (سے) مَالَمْ یَعْلَمْ تک ہوا۔ طیبی میں ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علّت کے بیان پر اکتفا کیا کہ اس دِن تمہارے نبی کا وجود ہوا۔ تمہاری کتاب کا نزول ہوا نبوت کا ثبوت ہوا تو روزہ کے لئے اس سے افضل کون سا دِن ہوگا۔ اس دِن کا روزہ اس لئے بھی حضور کو پسند تھا کہ یہ اعمال کے پیش ہونے کا دن ہے نیز اللہ تعالےٰ اس دِن ہر مسلمان کی بخشش کرتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑ رہے۔

ہوئے ہیں جب تک وہ صلح نہ کرلیں۔

سوال:- کیا پیر کے روزہ کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور بھی ارشاد فرمایا ہے۔

جواب:- جی ہاں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مہینہ کے تین روزے رکھوں تو اس کی ابتدا پیر سے یا جمعرات کے دن سے کروں۔ دونوں دن متبرک ہیں۔ (اشعتہ اللمعات)

مخفی امور اور خزائن کا انکشاف

سوال:- اس دن کا کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں؟

جواب:- جو شخص امر مخفی پر مطلع ہونا چاہے مثلاً خزانہ کے دفن کی جگہ کونسی ہے یا مسافر کہاں ہے بیمار کا انجام کیا ہوگا بچہ لڑکا ہوگا یا لڑکی کارخانہ یا کسی کام یا امتحان کا نتیجہ اچھا ہوگا یا برا اس کے لیے چاہیئے کہ غسل کرے اور اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے شب سہ شنبہ کو وضو کرکے سو جائے اور سہ شنبہ کی صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے سورہ رعد کی یہ آیت اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی (کو) الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ (تک) سبز رنگ کے کپڑے پر زعفران گلاب سے لکھ کر عود و عنبر کی دھونی دیکر ڈبیہ میں رکھ کر بند کردے حتیٰ کہ چاند سورج کی روشنی سے بھی حفاظت میں رکھے شب چہارشنبہ کو عشاء کی نماز کے بعد جب سونے لگے تو اس کو تکیہ کے نیچے رکھ کر یوں اللہ تعالیٰ سے عرض کرے یَا عَالِمَ الْخَفِیَّاتِ فِی الْاُمُوْرِ یَا مَنْ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَطْلِعْنِیْ عَلٰی کُلِّ مَا اُرِیْدُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر ذکر حق میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ سو جائے انشاء اللہ خواب میں اپنے مقصود پر خبردار ہو جائے گا اگر اس رات کچھ معلوم نہ ہو تو جمعرات کو روزہ رکھ کر شب جمعہ کو ایسا کرے انشاء اللہ ضرور معلوم ہو (الدر النظیم ص ۶۹)

منگل

سوال:- کیا منگل کا روزہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے؟

جواب:- جی ہاں رکھا ہے۔ اس طور پر کہ ہر مہینہ کے تین روزے

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے. کبھی ان کو دوسرے مہینہ میں منگل سے شروع کر کے جمعرات پر ختم کرتے تھے اور پہلے مہینہ میں ہفتہ سے شروع کر کے پیر کو ختم فرماتے تھے۔ جمعہ کے روزہ کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو گیا کہ اکثر آپ جمعہ کا روزہ رکھتے تھے لہٰذا ہفتہ کے تمام دنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روزہ کی عبادت سے برابر کا فیض پہنچایا۔ کوئی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے خالی نہ رہا یہی عدل و انصاف کا تقاضہ تھا۔ کسی دن کو محروم نہ رکھا۔ (مرقات۔ اشعۃ اللمعات)

بدھ

سوال :۔ کیا بدھ کے روزہ کے بارہ میں بھی کوئی حدیث ہے ؟

جواب :۔ جی ہاں ہے حضرت مسلم قرشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اہل کا بھی تم پر حق ہے۔ رمضان اور اس کے متصل (شش عید یا شعبان) اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کرو تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

قضائے حاجت

سوال :۔ بدھ کے دن روزہ کسی عمل کے سلسلہ میں بھی تو بیان فرمایئے۔

جواب :۔ جو شخص بدھ جمعرات جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کے سلام کے بعد دس مرتبہ سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑھ کر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْلَی الْاَعْلَی الْاَعْلَی الْاَعَزِّ الْاَعَزِّ الْاَعَزِّ الْاَکْرَمِ الْاَکْرَمِ الْاَکْرَمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْاَجَلُّ الْاَجَلُّ الْعَظِیْمُ الْاَعْظَمُ پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دارین کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔ (ابن السنی صفحہ ۱۲۲)

جمعرات

سوال :۔ جمعرات کا روزہ کیسا ہے ؟

جواب :۔ مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن عمل پیش ہوتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل اس

حال میں پیش ہو کہ میں روزہ سے ہوں نیز پیر جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ ان دونوں میں دیگر طاعات کی بھی کثرت رکھے۔ (جمع الوسائل ملا علی قاری)

سوال :۔ پیر جمعرات کے دن بھی اعمال پیش ہوتے ہیں اور صبح و شام بھی اور شب برات اور شب قدر میں بھی یہ کس طرح پیش ہوتے ہیں اور وجہ کیا ہے ؟

جواب :۔ صبح و شام تفصیل کے ساتھ پیش ہوتے ہیں پھر ایک ہفتہ کے مجموعی طور پر اجمالاً پیر جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور سال کے مجموعی طور پر اجمالاً شب برات اور شب قدر میں ہوتے ہیں یہ تکرار ملائکہ پر اظہارِ شرف کے لئے ہے (شرح شمائل للمنادی)

معزول معطل کے لیے عمل

دیگر۔ جو شخص مہینہ کے اول جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور شب جمعہ کو سورہ یوسف سوتے وقت بستر خواب پر تلاوت کرے اور اسی سورت کو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان پڑھ کر آیہ کریمہ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي (تا) مُحْسِنِيْنَ لکھے جمعہ کے دن جب افطار کرے تو پھر اس سورت کو پڑھے اور سو بار لا الہ الا اللہ سو بار اللہ اکبر سو بار الحمد للہ سو بار سبحان اللہ سو بار استغفر اللہ سو بار درود شریف پڑھے اور سوتے وقت تکیہ کے نیچے رکھ کر سو جائے جب صبح ہو تو نیت درست کرے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ اگر اپنے عہدہ اور منصب پر واپس آ گیا تو انشاء اللہ کسی پر ظلم و تعدی نہ کروں گا اس نیت کے بعد نماز فجر پڑھ کر اس تعویذ کو گھر سے باہر سب سے بلند مقام پر لٹکا دے انشاء اللہ بہت جلد اپنے عہدہ اور منصب پر واپس ہو گا۔ (حرز الامان - الدر النظیم ص۶۸)

حکمی و تنزیلی روزوں کے بیان میں

سوال :۔ حکمی اور تنزیلی روزوں کا کیا مطلب ہے؟
جواب :۔ اس سے وہ اعمال مراد ہیں جو خود تو روزے نہیں مگر اجر و ثواب میں روزہ کے برابر ہیں۔
سوال :۔ وہ اعمال کیا ہیں۔ براہِ کرم ان کی تفصیل سے آگاہی فرمائیں۔
جواب :۔ وہ اعمال حسبِ ذیل ہیں۔
۱۔ جو شخص چند شرائط کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے گا اس کو ہر ہر قدم پر ایک ایک سال کے روزہ اور ایک سال کے تہجد کا ثواب ملے گا وہ شرائط حدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَهٗ بِکُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِیَامِهَا وَقِیَامِهَا۔ (ابنِ ماجہ)

جمعہ کے دن جس نے نہلایا اور خود نہایا اور اوّل وقت نماز جمعہ کے لئے گیا اور اوّل خطبہ کو پایا، پیدل چلا سواری پر نہ گیا اور امام کے قریب بیٹھ کر غور سے خطبہ کو سُنا، لغو حرکات سے بچا۔ اس کے لئے ہر ہر قدم پر ایک ایک سال کے روزہ اور تہجد کا ثواب ہے۔

نہلائے اپنی عورت کو اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی سے صحبت کرے اور اس کے غسل کا باعث بنے تاکہ نظر راستہ میں نیچی رہے یا یہ مراد ہے کہ کپڑے یا سر کو خطمی یا صابن وغیرہ سے دھوئے لَمْ یَرْکَبْ کی قید کا فائدہ تاکید ہے۔ کہ تمام راہ پیادہ چلے بالکل سوار نہ ہو۔

۲۔ جو شخص کھانا کھا کر شکر الٰہی ادا کرے گا اس شکر الٰہی پر اس کو روزہ کا ثواب عطا ہوگا۔ حدیث میں ہے۔

اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ بِمَنْزِلَۃِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ (لطائف بحوالہ ترمذی)
کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا بھی صبر کرنے والے روزہ دار ہی کے برابر ہے۔

پس کھانے سے فارغ ہو کر شکر الٰہی ادا کرنے کے لئے یہ دُعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ[۱]۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اس کو پڑھے گا اٹھنے سے پہلے بخشدیا جائے گا۔

۳۔ بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کے لئے حدیث میں ہے۔

کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ وَکَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ۔ (مشکوٰۃ)
یہ شخص ایسے قائم اللیل کی طرح ہے جو کبھی سُست نہیں ہوتا اور مثل اس روزہ دار کے ہے جو کبھی افطار نہیں کرتا۔

پس بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کو قیام اللیل اور صیام الدہر کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی سرحد کی حفاظت کرنے والے مرابط فی سبیل اللہ کو بھی شہادت اور ایک ماہ کے روزہ کا ثواب ملتا ہے (شرح الصدور)

۵۔ خانہ کعبہ کے دیکھنے والے کو بھی صیام وقیام کا ثواب ملتا ہے۔ تفسیر عزیزی

---

[۱] سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا عطا فرمایا اور کھلایا بغیر میری قوت اور طاقت کے۔

۴۵۸ میں ہے خانہ کعبہ پر نظر ڈالنے والے کو بھی صیام و قیام کا ثواب ملتا ہے۔

۶۔ اسی طرح عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ روزہ دار شب بیدار مجاہد سے عالم افضل ہے۔

کیوں نہ ہو عبادت بندہ کی صفت ہے تو علم حق تعالیٰ کی صفت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا۔ اے ابراہیم میں علیم ہوں۔ ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔ کیونکہ علم میری صفت ہے۔ جو میری صفت پر ہے۔ وہ میرا محبوب ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

دیدن دانا عبادت ایں بود فتح ابواب سعادت ایں بود

۷۔ جو شخص مسلمان کے نکاح میں شریک ہوگا۔ سات سو ایام کے روزہ کے برابر ثواب ملے گا۔ حدیث میں ہے۔

جو شخص نکاح مسلم میں شریک ہوا گویا اس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا۔ وہ دن سات سو دن کے برابر ہے۔ (شرح شرعۃ الاسلام صد ۴۳۳)

۸۔ حُسن خلق پر روزہ کا ثواب ملتا ہے۔

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّھَارِ (مشکوٰۃ بحوالہ داؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مومن حُسن خلق کے ذریعہ قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

۹۔ جو شخص سورہ قدر کی تلاوت کرے گا اس کو رمضان شریف کے روزے اور شب قدر کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (تفسیر ابی السعود)

۱۳۸۰ھ سنہ تیرہ سو اسی ہجری میں

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے یہ کتاب درجہ تمامیت کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت درجہ عطا فرمائے۔ اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع

پہنچائے۔ آمین۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلہُ مِنَّا یا اَرحَمَ الرَّاحِمِین ۵ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِین ۵